مفتی
محقق
مفسر
محدث
مدبر
مفکر
مرشد کامل
شیخ طریقت
افقہ الفقہاء
قاضی القضاۃ
سلطان الفقہاء
زبدۃ المتقین
وارث علوم اعلیٰحضرت
جانشین حضور مفتی اعظم
حضرت علامہ محمد اختر رضا قادری ازہری
تاج الشریعہ سلامت رہیں
کراماتِ تاج الشریعہ
مرتب
ڈاکٹر مولانا محمد شہاب الدین رضوی
ناشر
اسلامک ریسرچ سینٹر
۵۸/کسگران، سوداگران، بریلی شریف، یوپی

السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکارتہ
تمام قارئین سے گزارش ہے کہ آپ
ہمیں اپنی دعاء میں رکھیں اور ہمارے
لئے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے علم
وعمل میں برکتیں عطا فرمائے اور ہر
طرح کی تکلیف سے نجات دے آمین
یارب العالمین
الحقیر محمد مشفق رضا نوری رضوی

مفتی اعظم کا ذرہ کیا بنا اختر رضا
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

کرامات تاج الشریعہ

نبیرۂ اعلیٰ حضرت جانشین مفتی اعظم تاج الشریعہ
حضرت علامہ مفتی الحاج الشاہ حافظ وقاری محمد اختر رضا خاں قادری ازہری
دامت برکاتہم العالیہ کے کشف وکرامات کا مجموعہ

تصنیف
ڈاکٹر مولانا محمد شہاب الدین رضوی

ناشر
اسلامک ریسرچ سینٹر
۵۸۔ کنگران، سوداگران بریلی شریف (یوپی)

السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکارتہ
تمام قارئین سے گزارش ہے کہ آپ
ہمیں اپنی دعاء میں رکھیں اور ہمارے
لئے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے علم
وعمل میں برکتیں عطا فرمائے اور ہر
طرح کی تکلیف سے نجات دے آمین
یارب العالمین
الحقیر محمد مشفق رضا نوری رضوی

بسم الله الرحمن الرحیم

سلسلۂ اشاعت نمبر:۲۲

نام کتاب:۔۔۔ کرامات تاج الشریعہ

مصنف:۔۔۔ ڈاکٹر مولانا محمد شہاب الدین رضوی

تصحیح:۔۔۔۔ مولانا توقیر احمد رضوی بہرائچی

حسب فرمائش: مفتی محمد اشفاق حسین قادری شاستری پارک دہلی

کمپوزنگ:۔۔ مولانا محمد شفیق الحق رضوی (فون:09997662550)

باہتمام:۔۔۔ حافظ غلام محی الدین رضوی، قاری صغیر احمد رضوی

سال اشاعت: صفر المظفر ۱۴۳۷ھ/نومبر ۲۰۱۵ء

صفحات:۔۔۔ ۱۵۲

ناشر

اسلامک ریسرچ سینٹر

۵۸۔ کنگران، سوداگران بریلی شریف (یوپی)

فون:09837549282,09927506409,09873877274

E-mail:mrazvi.razvi@gmail.com WWW.ALAHAZRAT BOOKS.COM

حرف آغاز

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات سے جس کو نسبت کا شرف حاصل ہو جائے، وہ خدا کا مقبول و محبوب بندہ ہو جایا کرتا ہے۔ خلفاء راشدین، اصحاب رسول اور اہل بیت اطہار، فلک رشد و ہدایت پر، ماہتاب نبوت و رسالت کے پھیلے ہوئے مختلف ماہ و انجم ہیں۔ اسی طرح ان مقدس و متبرک ہستیوں سے جن کا رابطہ مربوط ہو گیا، وہ بھی پاک و مقبول ہو گئے۔ اس روحانیت کی دنیا میں کوئی ابدال کے مرتبۂ اعلیٰ سے مشرف ہوا، تو کوئی منصب غوثیت جلیلہ پر فائز ہوا، ان اہل اللہ کی شان ارفع دیکھئے کہ چور بنکر آیا قطب بن کر واپس گیا۔ جن اصحاب امت نے ان اسلاف و اخلاف کی غلامی سے فیض حاصل کیا، وہ ولی کامل، صاحب کشف و کرامت بزرگ اور عارف باللہ بن گئے۔

نظام قدرت کے تحت یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ خدا کا ولی وقت کا بادشاہ اور متصرف حاکم وقت ہوتا ہے، جس کی ظاہری کیفیت یہ ہوتی ہے کہ ہاتھ بظاہر تنگ اور خالی نظر آتا ہے۔ مگر بے شمار نعمت خداوندی سے پر ہوتا ہے۔ جسم نحیف و ناتواں لگتا ہے مگر اس سے مشہور زمانہ پہلوان اور بلند بالا پہاڑ لرزہ براندام نظر آتے ہیں۔ یہ درویشانہ زندگی بسر کرنے والے خود چٹائی پر فرو کش ہوتے ہیں، مگر دنیوی تخت و تاج کے بادشاہ اور وزرائے اعظم ان کے قدموں پر سرنگوں کرتے ہیں۔ ان کی انگشت مبارک کے ہلکے سے اشارہ، پر

فرش زمین پر چرخ کہن سال آفتاب و ماہتاب درخشندہ ستارے کی طرح
رقص کرتے نظر آتے ہیں۔ان کی نگاہیں اگر ایک طرف زمین کے آخری حصہ
تحت الثری کی گہرائیوں تک پہونچتی ہیں،تو دوسری طرف عرش بریں کی
بے پناہ وسعتوں کو چھوتی نظر آتی ہیں۔ان اولیائے کرام کے مبارک لبوں پر
قدرت خداوندی کا کلام ہوتا ہے،ان محبوبان بارگاہ الہ کی قوت سمع و بصر کے
لئے مشرق و غرب اور شمال و جنوب کے تمام حجابات، مسافت کی دوری
مخلوقات خدا کی بیشمار آبادی،حیوانات و نباتات اور جنگلات کے تناور درخت
مانع نہیں ہوتے ہیں۔اور مقربان بارگاہ رب العزت کے قدوم حکم الٰہی کے
پابند ہوا کرتے ہیں، ہر ہر قدم، ہر لمحہ، ہر لحظہ مرضی الٰہی و منشائے خداوندی کے
تابع ہوتا ہے۔ان کا قلب و سینہ علوم الٰہی کا خزانہ ہوتا ہے،جو دلوں کے
حالات و خطرات پر قابو رکھتے ہیں،مخلوقات کے عزم و ارادوں کو خوب پہچان
لیتے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان ہی خاصان خدا و مقبولان بارگاہ کی طرح
میرے پیر و مرشد رہبر شریعت و طریقت عارف باللہ جانشین حضور مفتی اعظم
حضرت تاج الشریعہ علامہ مفتی حافظ قاری الحاج محمد اختر رضا قادری ازہری
دامت برکاتہم العالیہ کو منتخب فرمایا،اور انہیں اپنا محبوب و مقبول بندہ بنایا۔اور یہ
سب صدقہ و طفیل ہے حضور نبی کریم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کا۔جن کی نگاہ لطف و عنایت اور فضل و کرم نے مرشد گرامی کے انوار و تجلیات

کو عالم اسلام کے چپے چپے،اور گوشے گوشے میں روشن منور کر رکھا ہے۔
اللہ تعالیٰ نے حضرت تاج الشریعہ کو اپنے گھر کعبۃ اللہ (مکہ معظّمہ) میں
بلایا،نمازیں پڑھنے کی سعادت بخشی،غسل کعبہ میں شرکت کی،اور انبیاء کرام و
رسولان عظام کے تبرکات کی زیارت سے مشرف کرایا۔و تعزوا من تشاء و
تذلوا من تشاء بیدك الخیر و هو علی كل شئی قدیر۔

حضرت مرشد گرامی سے تشنگان روحانیت سیراب ہوتے ہیں۔
اکتساب فیض حاصل کرنے والوں کا ہجوم ہوتا ہے۔غرض یہ کہ مرشد گرامی
حضرت تاج الشریعہ کے آستانہ کرم سے دونوں جہان کے خزانے مل سکتے
ہیں۔

خاصان خدا،خدا نہ باشد
لیکن ز خدا جدا نہ باشد

سگ در آستانہ عالیہ رضویہ
احقر محمد شہاب الدین رضوی غفرلہ
(۲۲ نومبر ۲۰۱۵ء/۱۴۳۷ھ)
سر پرست: مدرسہ غوثیہ رضاء العلوم موضع شیدا پور پوسٹ قیصر گنج ضلع بہرائچ شریف
قومی جنرل سکریٹری: آل انڈیا جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی شریف
ڈائریکٹر: اسلامک ریسرچ سینٹر بریلی شریف
بانی و صدر: اعلیٰ حضرت ڈگری کالج دیورنیا ضلع بریلی شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

از: محقق عصر حضرت علامہ مفتی سید شاہد علی رضوی محدث رامپوری

حضرت تاج الشریعہ کی ذات عطیہ خداوندی

ایسی مینارہ نور ہستیاں اللہ تعالیٰ کے کرم کا مظہر ہوتی ہیں

فقیہ اسلام حضرت علامہ محمد اسمٰعیل رضا خاں معروف بہ تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خاں نسباً بڑہیچ پٹھان، مسلکاً سنی حنفی، مشرباً قادری برکاتی، مولداً ومسکناً بریلوی، تعلیماً منظری، اور تکمیلاً ازہری ہیں۔ چودھویں صدی ہجری کے نصف آخر، بیسویں صدی عیسوی کے نصف اول میں غیر منقسم ہندوستان اور روہیلکھنڈ کے مرکز علم وعرفاں، مخزن فیض وبرکت، منبع جودوسخا، معدنِ نورونکہت بریلی شریف میں عالم ارواح سے عالم اجسام میں جلوہ گر ہوئے۔ آپ کے والد ماجد مفسر اعظم علامہ محمد ابراہیم رضا خاں قادری (م۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء)، جدامجد حجۃ الاسلام مفتی محمد حامد رضا خاں قادری (م۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء)، ناناجان مفتی اعظم علامہ محمد مصطفٰے رضا خاں قادری (م۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء) اور پردادا قطب ارشاد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری فاضل بریلوی (م۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) اپنے عہد کے ممتاز علما وفقہاء، راسخین فی العلم اور مرجع صوفیا کاملین میں شمار کئے جاتے تھے۔

آپ کی ولادت کے وقت جداعلیٰ امام احمد رضا خاں قادری فاضل بریلوی اور جدامجد حضرت حجۃ الاسلام مفتی محمد حامد رضا خاں قادری وصال فرما چکے تھے۔ والد ماجد مفسر اعظم علامہ ابراہیم رضا خاں قادری کی عمر کا چھتیس (۳۶) واں سال تھا جن کی ''درس وتدریس'' کا چڑھتا سورج پورے شباب پر تھا۔ دور، دور سے تشنگان علم وفضل پروانہ وار حاضر ہوکر ''درسِ مفسر اعظم'' میں شریک ہورہے تھے۔

نانا جان حضرت مفتی اعظم علامہ محمد مصطفٰے رضا خاں قادری [illegible] اپنے وقت کے فردِ فرید، علوم نقلیہ کے تاجدار، علوم عقلیہ کے غوّاص، میدان فقاہت کے شہسوار اور میدانِ سیاست کے علمبردار تھے، عرب وعجم میں ان کی دھوم تھی، سارے جہاں میں ان کا چرچہ تھا، علم وفضل کا آفتاب روشن تھا، یہ علم وعرفان کے بحر ناپیدا کنار تھے، جن کی نہ جانے کتنی موجیں تھیں، وہ ایک کارخانہ تھے، جہاں پرزے نہیں ڈھلتے تھے، شخصیت سازی ہوتی تھی۔ اس روشن اور شخصیت ساز ماحول میں حضرت تاج الشریعہ کا عہد طفلی شروع ہوا۔

حضرت تاج الشریعہ کو پیر مجاز سید العلماء حضرت علامہ سید شاہ آل مصطفٰے قادری برکاتی مارہروی وزبدۃ السادات احسن العلما حضرت علامہ سید حیدر حسن قادری برکاتی نوری مارہروی (م۱۹۹۵ء) اور برہان ملت حضرت مفتی برہان الحق جبل پوری کا ایقان اور نامور ناناجان حضرت مفتی اعظم کا شہرۂ آفاق ایمان میسر آیا۔ ہوش کی آنکھیں کھلیں تو ہر طرف قرآن وسنت کی حکمرانی نظر آئی، فقہ حنفی کا سکہ چلتے دیکھا، دین متین

اور عظمتِ رسول کی حمایت، اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کی عداوت میں اپنے نانا جان اور والد ماجد کو یکتائے روزگار پایا۔

حضرت تاج الشریعہ مدظلہ نے اپنے والدین کریمین، جامعہ رضویہ ''منظر اسلام'' اور ''جامعۃ الازہر'' قاہرہ (مصر) میں مختلف اساتذہ کرام سے تعلیم وتربیت پائی اور سند ودستار سے سرفراز ہوئے۔ آپ ۱۹۶۳ء میں جامعہ ازہر مصر تشریف لے گئے، وہاں آپ نے شعبۂ ''کلیہ اصول الدین'' میں داخلہ لیا اور ماہر اساتذہ کرام سے فن تفسیر وحدیث میں تعلیم وتربیت پائی۔ جامعہ ازہر مصر کے ''شعبۂ کلیہ اصول الدین'' کا سالانہ امتحان اگرچہ تحریری ہوتا تھا مگر معلومات عامہ (جنرل نالج) کا امتحان تقریری ہوتا تھا۔ چنانچہ جامعہ کے سالانہ امتحان کے موقع پر جب جانشین مفتی اعظم مولانا محمد اختر رضا خاں بریلوی کا امتحان ہوا تو ممتحن نے آپ کی جماعت کے طلبہ سے علم کلام کے چند سوالات کیے، پوری جماعت میں سے کوئی ایک بھی طالب علم ممتحن کے سوالات کے صحیح جوابات نہ دے سکا۔ ممتحن نے روئے سخن آپ کی طرف کرتے ہوئے سوالات کو دہرایا جانشین مفتی اعظم نے ان سوالات کا ایسا شافی وکافی جواب دیا کہ ممتحن تعجب کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا کہ:

آپ تو حدیث واصول حدیث پڑھتے ہیں، علم کلام میں کیسے جواب دے دیا۔ آپ نے علم کلام کہاں پڑھا؟۔

آپ نے جواب میں فرمایا کہ:

''میں نے دار العلوم منظر اسلام بریلی میں چند ابتدائی کتابیں علم کلام کی پڑھی تھیں اور مجھے مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ جس کی وجہ سے میں نے آپ کے سوالات کے جواب دے دیئے۔ اگر اس سے بھی مشکل سوال ہوتا تو بھی میں صحیح جواب دیتا۔''

آپ کے جواب سے مسرور ہوکر ممتحن جامعہ نے آپ کو جماعت میں پہلا مقام اور پہلی پوزیشن دی۔ آپ نے ۱۹۶۴ء میں جامعہ ازہر کو ٹاپ کیا۔ اس وقت مملکت جمہوریہ مصر کے صدر جمال عبد الناصر کے ہاتھوں ایوارڈ عطا کیا گیا۔ اس امتحان میں نمایاں کامیابی پر ایڈیٹر ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی نے ''کوائف آستانہ رضویہ'' کے عنوان سے رپورٹ شائع کی۔

''نبیرۂ اعلیٰ حضرت وحجۃ الاسلام علیہ الرحمہ اور حضرت مفسر اعظم کے فرزند دل بند مولانا اختر رضا خاں صاحب نے عربی میں بی.اے کی سند فراغت نہایت نمایاں اور ممتاز حیثیت سے حاصل کی۔ مولانا اختر رضا خاں صاحب نہ صرف جامعہ ازہر میں بلکہ پورے مصر میں اول نمبروں سے پاس ہوئے۔ مولیٰ تعالیٰ ان کو اس سے زیادہ بیش از بیش کامیابی عطا فرمائے اور انہیں خدمات کا اہل بنائے اور وہ صحیح معنی میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے جانشین کہے جائیں۔ اللّٰھم زد فزد'' (ماہنامہ اعلیٰ حضرت جمادی الاولیٰ ۱۳۸۵ھ/ستمبر ۱۹۶۵ء)

تین سال بعد یعنی ۱۷ر نومبر ۱۹۶۶ء/۱۳۸۶ھ کو بریلی شریف واپسی ہوئی۔ بریلی شریف میں حضرت مفتی اعظم کی سرپرستی میں تاریخی استقبال ہوا۔ واپسی کے بعد ۱۹۶۷ء میں اپنے مادر علمی جامعہ رضویہ ''منظر اسلام'' میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع فرمایا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آج درس وتدریس کا تعلق ان کے جسم سے نہیں بلکہ ان کی روح سے جڑا ہوا ہے۔ درس وتدریس ان کی روحانی غذا ہے۔ گیارہ سال بعد آپ کے برادر اکبر ریحان ملت مولانا محمد ریحان رضا خاں قادری نے ''منظر اسلام'' کا صدر مدرس وشیخ الحدیث بنادیا۔ آپ نے اس عظیم منصب کی ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی نبھاتے ہوئے تعلیمی وتنظیمی اعتبار سے جامعہ رضویہ ''منظر اسلام'' کی شہرت ومقبولیت میں چار چاند لگادیئے۔ مصروفیتوں کا دائرہ روز بروز بڑھتا گیا تو باضابطہ درس وتدریس کا مشغلہ مستقل جاری رکھنا ممکن نہیں رہ سکا، تب آپ نے اپنے دولت خانہ ''بیت الرضا'' میں مخصوص اوقات میں درس وتدریس کی محفل سجائی۔ یہاں درس وتدریس کا فیض ایسا جاری ہوا کہ اس حلقہ درس میں شرف تلمذ پانے کے لئے تین تین جامعات ''منظر اسلام''، ''مظہر اسلام'' اور ''جامعہ نوریہ'' کے طلبا کی بڑی تعداد جمع ہوگئی۔ افتتاح بخاری شریف وختم بخاری شریف تدریس وتفہیم کی اعلیٰ منزل ہے۔ آپ نے یہ کام بھی بہت احسن طریقہ پر انجام دیا۔ افتتاح واختتام بخاری کا سلسلہ اہل سنت کے بڑے بڑے مدارس وجامعات میں شروع ہوا تو وسیع تر ہوتا گیا۔ درس بخاری

ودرس مسلم کے وقت ایسا لگتا ہے کہ امام بخاری اور امام مسلم کی محفلوں کو ان کے جانشین کی حیثیت سے سنوار رہے ہیں۔ اپنے جد اعلیٰ اعلیٰ حضرت، جد امجد حجۃ الاسلام، نانا جان مفتی اعظم، والد ماجد مفسر اعظم اور اپنے اساتذہ میں حضرت بحر العلوم مفتی سید افضل حسین رضوی کی تعلیمی وتدریسی یادوں کو تازہ کررہے ہیں۔

حضرت تاج الشریعہ عصر حاضر کے ان برگزیدہ علماء دین، مفسرین ومحدثین، فقہاو متکلمین اور مفتیان شرع متین میں ممتاز حیثیت کے حامل ہیں جن کے وجود مسعود سے بے شمار مخلوق خدا کو حق شناسی اور صداقت شعاری کی دولت گرانمایہ نصیب ہوئی، ذاتی سیرت وکردار میں صفحہ آفتاب کی طرح درخشاں، معاشرتی وسماجی فلاح وبہبود کے لئے ہمہ وقت مضطرب وکوشاں۔ ایسے بزرگ وبرگزیدہ اس وقت بہر پہلو زوال پذیر معاشرے میں ناپید ہوتے جارہے ہیں، وقتی مصلحت، ذاتی مفاہمت اور دنیاوی منفعت نے دور جدید کو بہت بے توفیق بنادیا ہے۔ ہر چہار جانب نفسا نفسی کے عالم میں انسان اصلاح وفلاح کے تصور سے بھی مایوس وناامید ہوتا جارہا ہے جبکہ مایوسی وناامیدی کافروں کا شیوہ ہے، یہ مایوسی نقارہ وقت بن جائے اگر حضرت تاج الشریعہ جیسی تابدار شخصیتیں اس تاریکی کے ماحول میں شمع روشن کی صورت میں موجود نہ ہوں۔ کہا جاتا ہے کہ ایسی مینارہ نور ہستیاں اللہ تعالیٰ کے کرم کا مظہر ہوتی ہیں۔ اس امت مصطفوی کو انعام واکرام کے طور پر عطا کی جاتی ہیں۔

حضرت تاج الشریعہ کی ذات بابرکت عطیہ خداوندی ہے ،حضرت تاج الشریعہ اس وقت اپنے مقدس مشن کے لئے مصروف جہاد ہوئے جب حضرت مفتی اعظم کے وصال پرملال کے بعد دنیا بریلی کو خالی سمجھنے لگی تھی ، پیغام حق وصداقت کے علم برداروں پر بے یقینی کا کہرا چھا گیا تھا۔ایک طرف دشمنان دین ،دوسری طرف حاسدین اپنے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے گھات میں لگے ہوئے میدان عمل میں اترنے کے لئے پرتول رہے تھے۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی کا فرمان ذیشان اس وقت کے ماحول کی منظرکشی کررہا تھا۔

اک طرف اعدائے دیں اک طرف ہیں حاسدین

بندہ ہے تنہا شہا تم پہ کروڑوں درود

اشد ضرورت تھی ،حالات ناسازگار تھے ،مخالفت عروج پر تھی ،حق کی بات کہنا مشکل ہورہا تھا، آپ نے جرأت ایمانی اور اخلاقی قوت سے مسلح ہوکر علم صداقت لہرایا، دین کے دفاع اور عظمت مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تحفظ کے لئے اس قدر سرفروشی سے میدان عمل میں آئے کہ دیکھتے ہی دیکھتے ان کی بات کو سنا جانے لگا، اوران کے افکار وخیالات دلوں میں اترنے لگے۔ جاں سوزی یا جاں سپاری کی یہ وہ روایت تھی جسے تائید ایزدی حاصل تھی ،اور جس پر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کرم گستریاں سایہ فگن تھیں۔

پندرہویں صدی ہجری/اکیسویں صدی عیسوی کے نصف اول میں آسمان علم وفضل پر ایسے چھائے کہ سحاب رحمت بن کر ساون بھادوں کی طرح برسے،علم وفضل کی سوکھی کھیتیاں سیراب ہوئیں، چمن لہلہانے لگے،تشنگان علم وفضل اور صاحبان تحقیق وتدقیق نے اس سرچشمہ فیض وکرم سے نہ صرف اپنی علمی پیاس بجھائی بلکہ وہ بھی علم وفضل، تحقیق وتدقیق کے چمن لالہ زار ہوئے، طرح طرح کے خوش رنگ اور خوش بو والے پھول کھلے۔کیا خوب کہا ذوقؔ نے:

گلہائے رنگا رنگ سے ہے زینت چمن

اے ذوقؔ اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

اور پھر یہ ہوا کہ وہ سب اپنی اپنی خوشبوؤں سے عالم اسلام کو مہکانے لگے۔ پوری دنیائے اسلام جس سے مہک اٹھی۔سمندر کی سیپیوں نے اس ابرنیساں سے قیمتی موتی چن لئے ،تالاب وندیاں اسے برساتی پانی سمجھ کر آپے سے باہر ہوئیں۔

بارش میں تالاب بھی ہوجاتے ہیں کم ظرف

آپے سے مگر باہر سمندر نہیں ہوتا

بلند ٹیلے اپنی اونچائی اور فرضی بلندی پرنازاں اور مغرور رہ کر خشک اور بے فیض رہے،نہ سیراب ہوئے ،نہ سبزہ زار ولالہ زار بنے بلکہ سبزہ زار کھیتی اور لالہ زار چمن عناد وحسد اور بادسموم کے لپٹوں سے سوکھنے اور مرجھانے

لگے، نہ ہی علم وفضل اور رحمت وانوار کی اس بارش سے کچھ ذخیرہ کرسکے جو وقت پر کام آتا۔ مگر اس ماحول میں بھی مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔

چمن کے مالی اگر بنالیں چمن کے موافق شعار اب بھی
چمن میں آسکتی ہے پلٹ کر چمن کی روٹھی بہار اب بھی

لہٰذا اس میں نہ کسی بیساکھی کی ضرورت ہے، نہ لفٹ وکرین کی، بس اخلاص وللّٰہیت اور قول وعمل میں اتحاد ویکسانیت کی ضرورت ہے۔

مؤرخ بریلی شریف میرے شاگرد رشید، فرزند روحانی مولانا محمد شہاب الدین رضوی جنرل سکریٹری آل انڈیا جماعت رضائے مصطفےٰ مؤلف ''مفتی اعظم اور ان کے خلفا'' اور ''حیات تاج الشریعہ'' نوجوان قلم کاروں میں زود نویس، پختہ قلم اور دو درجن سے زائد کتابوں کے مصنف ومؤلف ہیں۔ مرکز علم وعرفاں بریلی شریف کے احوال ومعارف اور ان کے مآخذ ومراجع اور خاندانِ رضا کے مشاہیر اکابرین کی سیرت وسوانح پر گہری نظر رکھنے والے رمز شناس شخصیت کے مالک ہیں۔ ''حیات تاج الشریعہ'' کے قبول عام وخاص کے بعد ''نوادرات تاج الشریعہ'' پوری آب وتاب کے ساتھ منظر عام پر لا چکے ہیں۔ فقیر نوری نے ''نوادرات تاج الشریعہ'' پر اک سرسری نظر ڈالی یہ کتاب کیا ہے؟ حضرت تاج الشریعہ پر ریسرچ اور پی۔ ایچ۔ ڈی کرنے والوں کے لئے ایک دستاویز، روشن راہ اور بنیادی مآخذ ہے۔ حضرت تاج الشریعہ کی شخصیت ہشت پہلو ہیرے کی طرح ہے۔ جس کی ہر کرن اپنی

طرف کھینچتی ہے۔ اس کتاب سے وہ کرنیں پوری طرح نمایاں ہیں۔ خاندانِ رضا کے جیالوں کی سوانح وتذکرے، ذاتی، قومی، ملی اور مذہبی حالات پر مشتمل ایک تاریخی آئینہ ہے، جسے دیکھ کر اور پڑھ کر روح تڑپ اٹھے گی اور دل مسرور ہوگا۔ بعدہٗ مصنف کے لئے دل سے دعائیں نکلیں گی۔ مولانا محمد شہاب الدین رضوی سلمہ نے ''نوادرات تاج الشریعہ'' میں جن خاردار وادیوں سے گذر کر قیمتی اور نادر معلومات فراہم کی ہیں وہ انھیں کا حصہ ہے۔ اس مواد کی فراہمی میں وہ کب سے لگے ہوئے ہیں، یہ اس کی جمع وترتیب کی تاریخ کا پتہ کتاب خود دیدے گی، بتانے کی ضرورت نہیں۔ یہ کتاب لائق توجہ بھی ہے اور قابل صد ستائش بھی۔

میں نے موصوف سے زور دیکر کہا ہے کہ: ماضی، حال اور مستقبل کے لحاظ سے کوئی متضاد، متعارض اور متنازعہ بات نہ آنے پائے۔ ''نوادرات تاج الشریعہ'' بالکل دستاویزی حیثیت کی حامل ہو پھر بھی اگر کوئی کور باطن اس میں نقص تلاش کرتا ہے، تو اس کا حال اس مکھی جیسا ہوگا کہ جسے اچھی چیز نظر نہیں آتی وہ ہمیشہ گندگی پر بیٹھتی ہے۔

اور اب عرس رضوی صفر المظفر ۱۴۳۷ھ/ دسمبر ۲۰۱۵ء میں حضرت تاج الشریعہ مدظلہ العالی کے پندرہ نادر ونایاب رسائل نئی آب وتاب کے ساتھ زیور طباعت سے آراستہ کرکے لا رہے ہیں۔ نیز حضرت تاج الشریعہ مدظلہ العالی سے مختلف مقامات اور مواقع پر کشف وکرامات کا جو ظہور ہوا اور

اس کو اہل عقیدت ومحبت نے محفوظ کرلیا، وہ اگر چہ خود میں ایک بڑا کام اور ترتیب وتزئین کی منزلوں سے گذار کرمنظر عام پر لانا جوئے شیر لانے کے مصداق ہے۔ مگر موصوف نے یہاں بھی حوصلے اور ہمت سے کام لے کر کل نہیں تو کچھ انمول ہیرے اور موتی لڑی میں پرو کر ایک ہار بنام ''کرامات تاج الشریعہ'' تیار کردیا ہے، اور حضرت تاج الشریعہ کے بعض کشف وکرامات کو زیور طباعت سے آراستہ کر کے پیش کردیا ہے جو قابل ستائش بھی ہے، قابل زیارت اور لائق مطالعہ بھی، اور اہل سلسلہ کے لئے بیش بہا تحفہ بھی اللہ تعالیٰ موصوف کی ان سب کاوشوں کو قبول عام وخاص عطا فرمائے۔ آمین۔

آج اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ ہم اپنے اکابر واسلاف کی علمی اور روحانی حالات وکیفیات ،فضائل وکمالات ، عقائد ونظریات، خدمات جلیلہ اور زرّیں کارناموں سے عوام وخواص اہلسنت کو زیادہ متعارف کرائیں تا کہ ان کے علمی فیضان اور روحانی قدروں سے زیادہ سے زیادہ لوگ فیضیاب ہوسکیں، تا کہ اعداء دین اور حاسدین کے زبان وقلم کو قابو میں کیا جاسکے۔

ارباب علم ودانش سے مخلصانہ گذارش ہے کہ اس دستاویز کو تنقید اور طعن وتشنیع کا موضوع نہ بنائیں بلکہ مصنف کو زرّیں مشوروں سے نوازیں۔ یہ ہمارے اخلاص ومحبت کا تقاضہ ہے۔ اس راہ کی مشکلوں اور دشواریوں کو وہی کچھ جانتا ہے جو اس راہ سے گذرتا ہے۔ دوسرا ان اذیتوں سے آشنا نہیں۔

اللہ تعالیٰ خاندان رضا کے ہر ہر فرد خصوصاً حضرت تاج الشریعہ مدظلہ العالی ان کے جانشین وفرزند حضرت مولانا عسجد رضا خاں، حضرت تاج الشریعہ کی آل نسبی وروحانی اور تمام وابستگان سلسلہ عالیہ رضویہ کو دشمنوں کے شر، حاسدوں کے حسد وجملہ امراض جسمانی وروحانی اور آسیب روزگار سے مامون ومحفوظ فرمائے۔ آمین۔

حضرت تاج الشریعہ مدظلہ العالی کے سایہ عاطفت کو تا دیر ہم سب کے سروں پر قائم ودائم رکھے اور ان کے فیوضات علمیہ، عملیہ اور روحانیہ سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔

فقیر نوری سید شاہد علی حسنی رضوی جمالی کریمی
خلیفہ حضور مفتی اعظم، قاضی شرع ومفتی ضلع رامپور
شیخ الحدیث وناظم اعلیٰ مرکزی درسگاہ اہل سنت الجامعۃ الاسلامیہ پرانا گنج، رامپور
رہائش: ۱۴۰، دارالارشاد، خانقاہ نوریہ جمالیہ، محلّہ لال مسجد رامپور
موبائل نمبر: 09837171808

السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ
تمام قارئین سے گزارش ہے کہ آپ
ہمیں اپنی دعاء میں رکھیں اور ہمارے
لئے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے علم
وعمل میں برکتیں عطا فرمائے اور ہر
طرح کی تکلیف سے نجات دے آمین
یارب العالمین
الحقیر محمد مشفق رضا نوری رضوی

تعارف تاج الشریعہ

عارف باللہ حضرت تاج الشریعہ کا مختصر تعارف

ولادت باسعادت:

تاج الشریعہ جانشین حضور مفتی اعظم علامہ مفتی الحاج الشاہ محمد اختر رضا خاں ازہری قادری بن مفسر اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی بن حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا بن اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی ۲۵؍فروری ۱۹۴۲ء محلہ سوداگران بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔

خاندانی پس منظر

تاج الشریعہ کا خاندان افغان النسل اور قبیلۂ بڑھیچ سے تعلق رکھتا ہے۔ مورث اعلیٰ شہزادہ سعید اللہ خاں قندھار حکومت افغانستان کے ولی عہد تھے، خاندانی اختلاف کی وجہ سے قندھار کو ترک وطن کر لاہور آئے۔ یہاں پر گورنر نے اپنے شیش محل میں آپ کے قیام کا انتظام کیا اور دربار محمد شاہ بادشاہ دہلی کو اطلاع بھجوائی، دربار سے شاہی مہمان نوازی کا حکم صادر ہوا۔ پھر شہزادہ سعید اللہ خاں نے دہلی بادشاہ محمد شاہ سے جا کر ملاقات کی، آپ کو بادشاہ نے فوج کا جنرل بنا دیا اور آپ کے ساتھیوں کو بھی فوج میں اچھی جگہ مل گئی۔ روہیل کھنڈ میں کچھ بغاوت کے آثار نمایاں ہوئے تو بادشاہ نے آپ کو روہیل کھنڈ دار السلطنت بریلی بھیج دیا تاکہ وہاں امن و امان قائم کریں۔ آپ کے صاحبزادے سعادت یار خاں دربار دہلی میں وزیر مملکت تھے، ان کو کلیدی قلمدان ملا تھا، ان کی اپنی علیحدہ مہر تھی۔ حافظ کاظم علی خاں کے عہد میں مغلیہ حکومت کا زوال شروع ہو گیا۔ ہر طرف بغاوتوں کا شور اور آزادی وخود مختاری

کا زور تھا۔آپ اودھ کی کمان سنبھالنے پہنچے۔آپ کے فرزند مولانا شاہ رضا علی خاں بریلوی جنھوں نے ۱۸۵۷ء میں اہم کردار ادا کیا۔انگریز نے ان کا سر قلم کرنے کے لیے پانچ ہزار کے انعام کا اعلان کیا تھا۔آپ کے دو فرزند مولانا مفتی نقی علی خاں بریلوی اور دوسرے مولانا حکیم تقی علی خاں بریلوی ،تولد ہوئے ،جنھوں نے درجنوں کتابیں لکھیں۔مولانا نقی علی خاں بریلوی کے تین فرزند تولد ہوئے۔(۱) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری، فاضل بریلوی (۲) مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی (۳) مولانا مفتی محمد رضا خاں بریلوی۔

تسمیہ خوانی:

جانشین حضور مفتی اعظم کی عمر شریف جب چار سال، چار ماہ، چار دن کی ہوئی تو والد ماجد مفسر اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی، بریلوی، نے تقریب بسم اللہ خوانی منعقد کی اور اس میں دار العلوم منظر اسلام کے جملہ طلبہ کو دعوت دی۔حضور مفتی اعظم آل الرحمٰن ابوالبرکات محی الدّین مصطفےٰ رضا خاں نوری، بریلوی، قدس سرہٗ، نے رسم بسم اللہ ادا کرائی۔اور ''محمد'' نام پر عقیقہ ہوا۔پکارنے کا نام ''محمد اسمٰعیل رضا'' اور عرف ''محمد اختر رضا'' تجویز فرمایا۔حضور مفتی اعظم کی صاحبزادی یعنی جانشین مفتی اعظم کی والدہ ماجدہ نے تعلیم و تربیت کا خاص خیال رکھا۔چونکہ نانا جان کا صحیح جانشین اسی نواسے کو مستقبل میں بننا تھا اور ساری توقعات انھی سے وابستہ تھیں۔اسی لیے نانا جان حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کی دعائیں بھی آپ کے حق میں نکلتی رہیں۔

حصول علوم اسلامیہ:

جانشین مفتی اعظم نے گھر پر والدہ ماجدہ سے قرآن کریم ناظرہ ختم کیا۔اسی دوران والد ماجد مولانا ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں قدس سرہ سے اردو کی کتابیں پڑھیں۔گھر پر تعلیم حاصل کرنے کے بعد والد بزرگوار نے دار العلوم منظر اسلام میں داخلہ کرادیا۔نحو میر، میزان ومنشعب وغیرہ سے ہدایہ آخرین تک کی کتابیں دار العلوم منظر اسلام کے کہنہ مشق اساتذہ کرام سے پڑھیں۔تاج الشریعہ نے فارسی کی ابتدائی کتب پہلی فارسی، دوسری فارسی، گلزار دبستاں، گلستاں اور بوستاں منظر اسلام کے استاد حافظ انعام اللہ خاں تسنیم حامدی بریلوی سے پڑھیں۔۱۹۵۲ء میں ایف، آر، اسلامیہ انٹر کالج میں داخلہ لیا۔جہاں پر ہندی اور انگریزی کی تعلیم حاصل کی۔

مفسر اعظم ہند قدس سرہٗ کے مرید خاص جناب نثار احمد حامدی سلطان پوری مرحوم، کی کوششوں سے جامعہ ازہر قاہرہ (مصر) سے عربی ادب میں مہارت حاصل کرنے کے لئے فضیلۃ الشیخ مولانا عبد التواب مصری کی خدمات حاصل کی گئی تھیں۔شیخ صاحب دار العلوم منظر اسلام میں درس و تدریس دیا کرتے تھے۔ان کے خاص تلامذہ میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔آپ کا دوران طالب علمی معمول تھا کہ علی الصبح عربی اخبارات استاد کو سناتے اور اردو، ہندی، کے اخبارات کی خبروں و اطلاعات کو عربی زبان میں ترجمہ کر کے سناتے۔آپ کو شیخ صاحب بڑی توجہ اور انہماک سے پڑھاتے، آپ کی ذہانت وفطانت کو دیکھتے ہوئے جامعہ ازہر میں داخلہ کا مشورہ مولانا ابراہیم

رضا خاں جیلانی کو دیا تو وہ تیار ہو گئے۔تاج الشریعہ جانشین مفتیِ اعظم ۱۹۶۳ء میں جامعہ از ہر قاہر مصر تشریف لے گئے۔وہاں اپنے ''کلیہ اصول الدین'' (ایم۔اے) میں داخلہ لیا۔مسلسل تین سال تک جامعہ از ہر مصر میں رہ کر جامعہ کے فن تفسیر و حدیث کے ماہر اساتذہ سے اکتساب علم کیا۔

تاج الشریعہ بچپن ہی سے ذہانت و فطانت اور قوت حافظہ کے مالک تھے۔اور عربی ادب کے دلدادہ تھے۔جامعہ از ہر مصر میں داخلہ کے بعد آپ کی جامعہ کے اساتذہ اور طلبہ سے گفتگو ہوئی تو آپ کی بے تکلف فصیح و بلیغ عربی گفتگو سن کو محو حیرت ہو جاتے تھے اور کہتے تھے کہ ایک عجمی النسل ہندوستانی، عربی النسل اہل علم حضرات سے گفتگو کرنے میں کوئی تکلف محسوس نہیں کرتا۔واقعی قابل حیرت بات ہے۔

جامعہ از ہر مصر کے ''شعبۂ کلیہ اصول الدین'' کا سالانہ امتحان اگر چہ تحریری ہوتا تھا۔مگر معلومات عامہ (جنرل نالج) کا امتحان تقریری ہوتا تھا۔چنانچہ جامعہ کے سالانہ امتحان کے موقع پر جب جانشین مفتیِ اعظم کا امتحان ہوا،تو ممتحن نے آپ کی جماعت کے طلبہ سے علم کلام کے چند سوالات کئے، پوری جماعت میں سے کوئی ایک بھی طالب علم ممتحن کے سوالات کے صحیح جوابات نہ دے سکا۔ممتحن نے روئے سخن آپ کی طرف کرتے ہوئے سوالات کو دہرایا جانشین مفتیِ اعظم نے ان سوالات کا ایسا شافی و کافی جواب دیا کہ ممتحن تعجب کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا کہ: آپ تو حدیث و اصول حدیث پڑھتے ہیں علم کلام میں کیسے جواب دے دیا آپ نے علم کلام کہاں پڑھا؟۔

جانشین مفتی اعظم نے جواب میں کہا کہ میں نے دار العلوم منظر اسلام بریلی میں چند ابتدائی کتابیں علم کلام کی پڑھی تھیں اور مجھے مطالعہ کا بہت شوق تھا جس کی وجہ سے میں نے آپ کے سوالات کے جواب دے دیئے۔ اگر اس سے بھی مشکل سوال ہوتا تو بھی میں صحیح جواب دیتا۔

آپ کے جواب سے مسرور ہو کر ممتحن جامعہ نے آپ کو جماعت میں پہلا مقام اور پوزیشن دی،اور آپ اول نمبروں سے پاس ہوئے۔

جامع ازھر سے فراغت:

تاج الشریعہ، مفتی محمد اختر رضا ازہری، مدظلہ ۱۹۶۳ء میں جامعہ از ہر مصر تشریف لے گئے،اور وہاں پر تین سال مسلسل رہ کر حصول علم میں مشغول رہے دوسرے سال کے سالانہ امتحان میں آپ نے شرکت کی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل عمیم سے پورے جامعہ از ہر قاہر میں امتحان میں اعلیٰ کامیابی عطا فرمائی اس کامیابی پر ایڈیٹر ماہ نامہ اعلیٰ حضرت بریلی ''کوائف آستانہ رضویہ'' کے عنوان سے رقمطراز ہیں:

نبیرۂ اعلیٰ حضرت و حجۃ السلام علیہ الرحمہ اور حضرت مفسر اعظم، کے فرزند دلبند،مولانا اختر رضا خاں صاحب نے عربی میں بی۔اے۔کی سند فراغت نہایت نمایاں اور ممتاز حیثیت سے حاصل کی مولانا اختر رضا خاں صاحب نہ صرف جامعہ از ہر میں بلکہ پورے مصر میں اول نمبروں سے پاس ہوئے مولیٰ تعالیٰ ان کو اس سے زیادہ بیش از بیش کامیابی عطا فرمائے۔اور انہیں خدمات کا اہل بنائے اور وہ صحیح معنی میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت، کے جانشین کہے جائیں اللھم زد فزد (ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی جمادی الاولیٰ ۱۳۸۵ھ/ستمبر ۱۹۶۵ء)

تاج الشریعہ کی ۱۹۶۶ء میں جامعہ ازہر قاہرہ سے فراغت ہوئی تو
اول پوزیشن حاصل کرنے کی وجہ سے جامعہ کی مقتدر شخصیات نے آپ کو بطور
انعام جامعہ ازہر ایوارڈ پیش کیا اور ساتھ ہی ساتھ "سند فراغت و تحصیل علوم
اسلامیہ" سے بھی نوازے گئے۔

قاہرہ سے بریلی تشریف آوری:

جب جانشین مفتی اعظم جامعہ ازہر سے تعلیم مکمل کرکے بریلی شریف
تشریف لائے تو ان کی کیفیت عجیب وغریب تھی دراصل پہلے جامعہ ازہر جانا
بہت مشکل مرحلہ تھا مسلسل قیام کی وجہ سے اہل خاندان سے ملاقات ومصافحہ
ناممکن تھا، بریلی آمد کی خبر سے خوشیوں کی لہر دوڑ گئی۔ جناب امید رضوی
بریلوی یوں تحریر فرماتے ہیں، بعنوان آمدنت باعث مسرت

گلستان رضویت کے مہکتے پھول، چمنستان اعلی حضرت کے گل خوش
رنگ جناب مولانا محمد اختر رضا خاں صاحب ابن حضرت مفسر اعظم ہند رحمۃ
اللہ علیہ ایک عرصہ دراز کے بعد جامعہ ازہر مصر سے فارغ التحصیل ہوکر ۱۷ر
نومبر ۱۹۶۶ء/۱۳۸۶ھ کی صبح کو بہار افزائے گلشن بریلی ہوئے۔ بریلی کے
جنکشن اسٹیشن پر متعلقین ومتوسلین ، واہل خاندان، علمائے کرام وطلبۂ دار
العلوم (منظر اسلام) کے علاوہ بے شمار معتقدین حضرات نے (جن میں بیرو
نجات خصوصاً کان پور کے احباب بھی موجود تھے) حضرت مفتی اعظم مدظلہ کی
سرپرستی میں شاندار استقبال کیا، اور صاحبزادہ موصوف کو خوش رنگ پھولوں
کے گجروں اور ہاروں کی پیش کش سے اپنے والہانہ جذبات وخلوص اور
عقیدت کا اظہار کیا۔

ادارہ مولانا اختر رضا خاں ازہری اور متوسلین کو اس کامیاب واپسی پر
ہدیۂ تبریک وتہنیت پیش کرتا ہے، اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بطفیل اپنے
حبیب کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم، ان کے آبائے کرام خصوصاً اعلیٰ حضرت امام
اہل سنت مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سچا صحیح وارث وجانشین بنائے۔ ایں
دعا از من واز جملہ جہان آمین باد۔

(مولانا ریحان رضا خاں مدیر ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی دسمبر ۱۹۶۶ء/۱۳۸۶ھ)

حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کے خادم خاص الحاج محمد ناصر رضوی
بریلوی کے بقول کہ: آپ کو لینے کے لئے حضرت بذات خود بنفس نفیس
تشریف لے گئے، اور ٹرین کا بے تابانہ انتظار فرماتے رہے، جیسے ہی ٹرین
پلیٹ فارم پر اتری، سب سے پہلے حضرت نے گلے لگایا پیشانی چومی اور بہت
دعائیں دیں اور فرمایا کہ کچھ لوگ گئے تھے مگر بدل کر آئے مگر میرے بچے پر
جامعہ کی تہذیب کا کچھ اثر نہیں ہوا۔ ماشاء اللہ

انداز تربیت:

حضرت تاج الشریعہ کے والد ماجد مفسر اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ نے
آپ کی نشو ونما بڑے ناز ونعم اور خصوصی اہتمام کے ساتھ کی، دوران طالب
علمی آپ کو تقریر ووعظ کی تربیت دیتے تھے ایک بار والد ماجد نے آپ کو
قریب بلا کر بیٹھایا اور فرمایا کہ کل سے طلبۂ (منظر اسلام کو) سیف
الجبار (مصنفہ سیف اللہ المسلول علامہ شاہ فضل رسول عثمانی بدایونی) سنایا
کروگے۔ آپ نے عرض کیا کہ ابا حضور ابھی میری اردو بھی اچھی نہیں ہے،
فرمایا کہ سب ٹھیک ہوجائے گی، یہ کام تمہارے ذمہ کیا جاتا ہے آپ نے

دوسرے دن سے ہم درس طلبہ کو جمع کیا اور خانقاہ عالیہ رضویہ کی چھت پر بیٹھ کر "سیف الجبار" کا درس شروع کر دیا اس طرح متعدد بار سیف الجبار کا درس دیا اور مطالعہ کیا، والد ماجد کے اس سے کئی مقاصد پوشیدہ تھے، ایک تو یہ کہ اردو عبارت خوانی بہتر ہو جائے گی، دوسری عقائد اہل سنت و جماعت کی خوب جانکاری حاصل ہوگی۔ تیسری وجہ یہ تھی کہ تقریر و خطابت کرنے میں تکلف اور جھجک ختم ہو جائے گی۔

اساتذہ کرام:

آپ کے اساتذہ میں قابل ذکر اساتذۂ کرام کے نام درج ہیں:

۱۔ حضور مفتی اعظم مولانا الشاہ مصطفیٰ رضا نوری، بریلوی، قدس سرہ
۲۔ بحر العلوم حضرت مولانا مفتی سید محمد افضل حسین رضوی مونگیری
۳۔ مفسر اعظم ہند حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی، رضوی بریلوی
۴۔ فضیلت الشیخ، مولانا، علامہ محمد سماحی، شیخ الحدیث والتفسیر جامعہ ازہر قاہرہ
۵۔ حضرت علامہ مولانا محمود عبد الغفار استاذ الحدیث جامعہ ازہر قاہرہ
۶۔ استاذ الاساتذہ مولانا، مفتی، محمد احمد عرف جہانگیر خاں رضوی، اعظمی
۷۔ فضیلت الشیخ مولانا عبد التواب مصری، استاذ منظر اسلام بریلی
۸۔ مولانا حافظ انعام اللہ خاں تسنیم حامدی، بریلوی

درس و تدریس:

تاج الشریعہ علامہ، مفتی، محمد اختر رضا ازہری، کو ۱۹۶۷ء میں دار العلوم منظر اسلام میں درس و تدریس دینے کے لئے پیش کش کی گئی آپ نے اس دعوت کو قبولیت سے سرفراز کیا ۱۹۶۷ء سے تدریس کے مسند پر فائز ہو

گئے تاج الشریعہ کے برادر اکبر مولانا ریحان رضا رحمانی میاں بریلوی نے ۱۹۷۸ء میں "صدر المدرسین کے" اعلی عہدے پر تقرر کیا۔ اور اس عہدے کے ساتھ "رضوی دار الافتائی" کے "نائب مفتی" بھی رہے۔ آپ نے اپنے عہد میں تعلیمی نظام کی بہتری، اساتذۂ طلبہ سے حسن سلوک، درس و تدریس، میں محنت شاقہ، مدرسہ کا نظام، اعلیٰ ذہن و فکر کے ساتھ کرتے رہے اور مدرسہ کو بام عروج تک پہنچایا۔ درس و تدریس کا سلسلہ مسلسل بارہ سال تک چلتا رہا۔

ہندوستان گیر تبلیغی دورے کی وجہ سے یہ سلسلہ کچھ ایام کے لئے منقطع ہو گیا۔ مگر کچھ ہی دنوں بعد اپنے دولتِ کدے پر درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا۔ جس میں منظر اسلام، مظہر اسلام اور جامعہ نوریہ رضویہ کے طلبہ کثرت سے شرکت کرنے لگے۔ ۱۴۰۷ھ اور ۱۴۰۸ھ کو مدرسہ الجامعۃ الاسلامیہ گنج قدیم رامپور میں ختم بخاری شریف کرایا۔ ۱۴۰۸ھ کو جامعہ فاروقیہ بھوجپور ضلع مراد آباد میں بخاری شریف کا افتتاح کیا۔ ۱۴۰۹ھ کو دار العلوم امجدیہ کراچی (پاکستان) میں بخاری شریف کا افتتاح فرمایا اور ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ کو الجامعۃ القادریہ رچھا ضلع بریلی شریف میں شرح وقایہ کا طویل سبق پڑھایا۔ اب تک ملک و بیرون ممالک میں نہ جانے کتنے مدارس و جامعات میں درس بخاری دیئے ہیں۔ جامعہ فاروقیہ بنارس میں ختم بخاری کے موقع پر صاحب بخاری اور آخری حدیث پر ڈھائی گھنٹہ تقریر فرمائی۔

فتاویٰ نویسی کا آغاز:

جانشین حضور مفتی اعظم، علامہ، مفتی، محمد اختر رضا خاں ازہری دامت برکاتہم العالیہ کو اللہ تعالیٰ نے ودیعت کے طور پر علمی و فقہی صلاحیتوں

اور جزیات فقہیہ پر کامل دسترس، علم قرآن وحدیث پر مکمل ادراک عطا فرمایا۔
آپ نے سب سے پہلے فتویٰ ۱۹۶۶ء/۱۳۸۶ھ میں تحریر فرما کر مفتی سید افضل حسین مونگیری صدر دار الافتاء منظر اسلام کو دیکھا آپ نے فرمایا کہ اب میں نے دیکھ لیا ہے نانا محترم کو دکھا آیئے، پھر آپ نے اپنے نانا تاجدار اہل سنت، حضور مفتیٔ اعظم، قدس سرہ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت نے ملاحظہ فرما کر آپ سے مخاطب ہو کر داد تحسین اور حوصلہ افزائی فرمائی اور ہدایت کی کہ دار الافتاء میں آکر فتویٰ لکھا کرو اور مجھے دکھایا کرو۔ اس سے پہلے فتوی میں سوالات کے شافی وکافی جوابات دیئے۔ یہ استفتاء مرکز اسلام مدینۃ المنورہ سے آیا تھا۔ جس میں طلاق، نکاح، میراث سے متعلق مسائل شرعیہ دریافت کئے گئے تھے۔ آپ نے تفصیل سے دلائل وبراہین کے ساتھ فتوی کو مزین کر کے استاد محترم اور نانا جان سے داد تحسین حاصل کی۔

نبیرۂ استاذ زمن حضرت مولانا، مفتی حبیب رضا خاں بریلوی کہتے ہیں کہ: کبھی کبھی ناغہ ہو جاتا تھا تو حضرت کی اہلیہ محترمہ پیرانی اماں صاحبہ علیہا الرحمہ دریافت فرماتیں کہ آج اختر میاں نہیں آئے ہیں۔ ان سے کہو کہ روزانہ آیا کریں۔ حضرت ان کو بہت پسند فرماتے ہیں۔

تاج الشریعہ جب بھی فتاویٰ کی اصلاح کے لئے حاضر خدمت ہوتے تو حضرت آپ کو اپنے قریب بیٹھاتے، فتاویٰ ملاحظہ فرماتے اور ضرورت کے تحت کچھ اضافہ ترمیم وتبدیل فرما کر دستخط فرما دیتے، یہ معمول برسوں رہا۔ اور حضرت نے ایام علالت دفتری کاموں، دار العلوم مظہر اسلام اور سند خلافت واجازت پر دستخط کرنے اور مہر کی تمام تر ذمہ داریاں آپ کے

سپرو فرما دیں تھیں۔ جس کو آپ نے بحسن وخوبی انجام دیا۔ آپ خود اپنے فتویٰ نویسی کی ابتداء یوں تحریر فرماتے ہیں:

میں بچپن سے ہی حضرت (مفتی اعظم) سے داخل سلسلہ ہو گیا ہوں جامعہ ازھر سے واپسی کے بعد میں نے اپنی دلچسپی کی بناء پر فتویٰ کا کام شروع کیا۔ شروع، شروع، میں مفتی سید افضل حسین صاحب علیہ الرحمۃ اور دوسرے مفتیان کرام کی نگرانی میں یہ کام کرتا رہا۔ اور کبھی، کبھی، حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر فتویٰ دکھایا کرتا تھا، کچھ دنوں کے بعد اس کام میں میری دلچسپی زیادہ بڑھ گئی، اور پھر میں مستقل حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے لگا، حضرت کی توجہ سے مختصر مدت میں اس کام میں مجھے وہ فیض حاصل ہوا کہ جو کسی کے پاس مدتوں بیٹھنے سے بھی نہ ہوتا۔ (ماہنامہ استقامت کانپور ص:۱۵ا رجب المرجب ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء)

تاج الشریعہ نے راقم السطور کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ:

میں نے دار العلوم منظر اسلام میں پڑھا اور پڑھایا، جامعہ ازہر میں بھی پڑھا، شروع سے ہی مجھے مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ اپنی درسی کتابوں کے علاوہ شرح وحواشی اور غیر متعلق کتابوں کا روزانہ کثرت سے مطالعہ کرتا، اور خاص خاص چیزوں کو ڈائری پو نوٹ کر لیا کرتا تھا۔ اس کے علاوہ سب سے اہم بات یہ ہے کہ مجھے جو کچھ بھی ملا وہ حضور مفتی اعظم قدس سرہ کی صحبت و استفادہ سے حاصل ہوا۔ ان کے ایک گھنٹہ کی صحبت، استفسارات اور استفادہ سالوں کی محنت ومشقت پر بھاری پڑتے تھے۔ میں آج ہر جگہ حضور مفتی اعظم کا علمی وروحانی فیضان پاتا ہوں۔ آج جو میری حیثیت ہے وہ انہیں کی صحبت کیمیا اثر کا صدقہ ہے۔

تقریبا بیالیس سال سے مسلسل حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کے اس منصب کو بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں تاج الشریعہ کے فتاویٰ عالم اسلام میں سند کا درجہ رکھتے ہیں۔ایک اندازے کے مطابق تادم تحریر فتاویٰ کے رجسٹروں کی تعداد اکتیس سے متجاوز ہوگئی ہے۔

مرکزی دار الافتاء کا قیام:

۱۹۸۱ء میں تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کے انتقال کے بعد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی کے دولت کدے پر (جہاں تاج الشریعہ کی مستقل سکونت ہے)مرکزی دار الافتاء کی بنیاد ڈالی ،۱۹۸۲ء میں گھر پر ہی مسائل کے جوابات عنایت فرماتے تھے۔باضابطہ طور پر کسی ادارہ کی بنیاد نہیں پڑی تھی ،مگر علماء ومشائخ اور عوام اہل سنت کی ضرورت کا خیال کرتے ہوئے ''مرکزی دارالافتاء'' کے قیام کا فیصلہ کیا۔

اس وقت حضرت روزانہ دار الافتاء جلوہ افروز ہوتے اور آپ نے مولانا مفتی قاضی عبد الرحیم بستوی ،مولانا مفتی محمد ناظم علی قادری بارہ بنکوی ،مولانا مفتی حبیب رضا خاں بریلوی کو مفتی کی حیثیت سے مرکزی دار الافتاء میں مقرر فرمایا۔فتاویٰ کو رجسٹر میں نقل کی خدمت کے لیے مولانا عبد الوحید خاں بریلوی کو مامور کیا گیا۔مولانا عبد الوحید بریلوی مرحوم نے ۱۹۸۳ء سے ۲۰۰۵ء تک فتاویٰ کی نقل کا کام کیا۔آج مرکزی دار الافتاء میں مولانا کے ہاتھ سے مندرج فتاویٰ کے ۸۰؍رجسٹر ہوں گے۔موجودہ وقت میں مرکزی دار الافتاء سے جاری فتاویٰ کی حیثیت ملک وبیرون ممالک میں حرف آخر کا درجہ میں ہیں۔جس مسند افتاء کی بنیاد مجاہد جنگ آزادی مولانا مفتی رضا علی خاں

بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے رکھی تھی وہ آج تک بارونق ہے۔

ازدواجی زندگی:

مفسر اعظم ہند نے جانشین مفتی اعظم کا عقد مسنون حکیم الاسلام مولانا حسنین رضا بریلوی علیہ الرحمہ ابن استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی کی دختر نیک اختر صالح سیرت کے ساتھ طے کردیا تھا،جس کی تقریب ۳؍نومبر ۱۹۶۸ء؍شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ بروز اتوار کو محلّہ کانکر ٹولہ شہر کہنہ بریلی میں عملی جامہ پہنایا گیا جن سے ایک صاحبزادہ مخدوم گرامی مولانا عسجد رضا قادری بریلوی،اور پانچ صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔جن میں سب کی شادیاں ہوچکی ہیں۔حضرت کی اہلیہ محترمہ یعنی پیرانی اماں صاحبہ جن کو میں حضور امی جان کہتا ہوں،اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی خوبیوں سے نوازا ہے،آپ کے اندر شفقت ومحبت ،الفت وہمدری ،غمگساری ومروت اور رہنمائی حد درجہ پائی جاتی ہیں۔باہر سے آنے والے مہمانوں کے طعام وقیام کا انتظام کرنا۔گھر میں رہنے والے خدام کی کفالت اور شہر میں بہت سے ایسے خاندان ہیں جو نہایت ہی غریب وکمزور ہیں ان کی ہمیشہ مالی مدد کرتی ہیں۔غریب ونادار خواتین کی رمضان شریف اور عید وبقرہ عید وغیرہ کے خاص مواقع پر کھانا، کپڑا،کچھ نقدی کے ساتھ خوب مدد کرتی ہیں۔اس کے علاوہ ان کے پاس ضرورت مندوں کی ہمیشہ ایک قطار لگی رہتی ہے۔نماز،روزہ،اوراد ووظائف، نماز تہجد ونوافل کی خاص پابند ہیں۔حضور امی جان کی دعاؤں میں قبولیت کی بڑی تاثیر پائی جاتی ہے۔آپ کو موجودہ دور کی حضرت رابعہ بصری سے تعبیر کیا جانا بجا ہوگا۔اللہ تعالیٰ صحت وسلامتی عطا فرمائے۔آمین

اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے فرزند کو سلف صالحین اور خاندان رضا کا سچا نمونہ بنائے اور صاحبزادہ گرامی کو والد بزرگوار تاج الشریعہ کا صحیح معنوں میں جانشین اور قائم مقام بنائے۔ آمین

حج و زیارت:

تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا ازہری نے پہلا حج ۱۴۰۳ھ/۴ر ستمبر ۱۹۸۳ء دوسرا حج ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء تیسرا حج ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء میں ادا کئے۔ اور متعدد بار عمرہ سے بھی فیضیاب ہوئے۔ اب ہر سال رمضان المبارک کے حسین ایام مکہ شریف اور مدینہ شریف میں گزارتے ہیں۔ زیارت روضۂ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عشق کی شمع کبھی کبھی سال میں دو دو بار فروزاں ہوتی ہے اور زیارت حرمین سے مستفیض ہوتے ہیں۔

نسبندی کے خلاف فتویٰ:

اندرا گاندھی سابق وزیر اعظم ہند کا مزاج آمرانہ تھا، ان کے دور اقتدار میں عوام پر ظلم و جبر کیا گیا، کانگریس پارٹی کی ساری قوت کا نقطہ ارتکاز صرف اور صرف اندرا گاندھی کی ذات تھی۔ انہوں نے یہ سب بلا شرکت غیر اقتدار پر اپنی گرفت قائم رکھنے کے لئے ہی کیا تھا۔ وہ سیاسی مخالفین کو بے دردی سے کچل دینے کے لئے سخت سے سخت اقدام کرنے میں بھی کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتی تھیں۔ اندرا گاندھی کے ساتھ ان کے بیٹے سنجے گاندھی کا تانہ شاہی نظریہ پس پشت کام کر رہا تھا۔ ۱۹۷۵ء میں پورے ملک میں ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا گیا، تمام شہریوں کے بنیادی حقوق سلب کر لئے گئے، رقیبوں کو قید سلاسل میں جکڑ کر نذر زنداں کر دیا گیا "میسا" جیسے جابر قانون کو

نافذ العمل کر دیا گیا۔ ان تمام حالات کے ساتھ ہی دو سے زیادہ بچہ پیدا کرنے پر سختی سے پابندی عائد کر دی گئی اور ان لوگوں پر نسبندی کرنا ضروری قرار دے دیا۔ پولیس عوام کو جبراً پکڑ، پکڑ کر نسبندی کرا رہی تھی اسی اثنا میں نسبندی کے جواز یا عدم جواز پر شرعی نقطہ نظر جاننے اور عمل کرنے کے لئے دار الافتاء بریلی سے عوام نے رجوع کرنا شروع کر دیا۔ دوسری طرف دیوبند کے دار الافتاء سے قاری محمد طیب مہتمم دار العلوم دیوبند نے نسبندی کے جائز ہونے کا فتویٰ دے دیا۔ ملک کی ہیجانی کیفیت اور امت مسلمہ میں انتشار کو دیکھتے ہوئے جابر و ظالم حکمراں کے خلاف تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم قدس سرہ کے حکم پر تاج الشریعہ نے نسبندی کے حرام و ناجائز ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا۔ اس فتویٰ پر حضور مفتی اعظم کے علاوہ حضرت مولانا مفتی قاضی عبد الرحیم بستوی، مولانا مفتی ریاض احمد سیوانی کے دستخط ہیں۔

فتویٰ کی اشاعت کے بعد حکومت نے اس بات کے لئے دباؤ ڈالا کہ یہ فتویٰ واپس لے لیا جائے مگر حضرت نے فتویٰ سے رجوع کرنے سے انکار کر دیا اور نمائندگان حکومت سے صاف صاف کہہ دیا گیا کہ فتویٰ قرآن و حدیث کی روشنی میں لکھا گیا ہے کسی بھی صورت میں واپس نہیں لیا جا سکتا۔

خلافت و اجازت کی شاندار تقریب:

جانشین حضور مفتی اعظم، علامہ، مفتی، محمد اختر رضا خاں ازہری بریلوی، کی خلافت واجازت کی تقریب، ایک حسین اور شاندار تقریب تھی، دار العلوم مظہر اسلام بریلی کے سہ روزہ اجلاس ۱۳/۱۴/۱۵ر جنوری ۱۹۶۲ء ۶/۷/۸ر شعبان المعظم ۱۳۸۱ھ کی صدارت اور سرپرستی تاجدار اہل سنت

حضور مفتی اعظم قدس سرہ نے فرمائی۔

حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ نے مولانا ساجد علی خاں بریلوی مہتمم دار العلوم مظہر اسلام کو حکم دیا کہ ۱۵؍جنوری ۱۹۶۲ء/۸؍شعبان ۱۳۸۱ھ کو صبح ۸ بجے گھر پر محفل میلاد شریف کا انعقاد کیا جائے۔ میلاد خواں حضرات علماء ومشائخ اور طلبۂ مدارس و فارغ التحصیل ہونے والے طلبہ کی دعوت شرکت دے دی جائے۔ شدید سردی کے موسم میں کئی ہزار لوگوں نے میلاد شریف کی اس خصوصی تقریب میں شرکت کی۔ محفل میلاد شریف کے آخر میں حضور مفتی اعظم تشریف لائے اور تاج الشریعہ علامہ، مفتی محمد، اختر رضا خاں ازہری کو بلوایا، اپنے قریب بٹھایا، دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر جمیع سلاسل عالیہ، قادریہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، چشتیہ اور جمیع سلاسل احادیث مسلسل بالا ولیت کی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔ تمام اوراد و وظائف، اعمال و اشغال، دلائل الخیرات، حزب البحر تعویذات وغیرہ کی اجازت مرحمت فرمائیں۔

اس موقع پر مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن عباسی رئیس اعظم اڑیسہ، برہان، ملت، مفتی برہان الحق جبل پوری، مولانا خلیل الرحمٰن محدث امروہوی، علامہ مشتاق احمد نظامی الٰہ آبادی، مفتی نزیر الاکرم نعیمی مرادآبادی، مولانا محمد حسین سنبھلی، مولانا انوار احمد شاہجہانپوری، مولانا قاضی شمس الدین جعفری جونپوری، مولانا کمال احمد تلشی پوری، مولانا شعبان علی حبانی گونڈوی، صوفی عزیز احمد بریلوی وغیرہ جیسے جید علماء، مشائخ، موجود تھے۔ سبھی حضرات نے اٹھ اٹھ کر یکے بعد دیگرے تاج الشریعہ کو مبارکبادیاں دیں۔ (ماہنامہ نوری کرن بریلی، ص:۴۰، فروری ۱۹۶۲ء/۱۳۸۱ھ)

جانشین مفتی اعظم کو بچپن ہی میں حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ نے بیعت فرمالیا تھا اور بیس سال کے بعد خود ہی حضور مفتی اعظم نے میلاد شریف کی محفل میں خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔ جب حضور مفتی اعظم نے ۱۵ رجنوری ۱۹۶۲ء/۱۳۸۱ھ کو خلافت عطا فرمائی۔ اس وقت شمس العلماء مولانا قاضی شمس الدین احمد رضوی، جعفری، علیہ الرحمہ، برہان ملت مفتی برہان الحق رضوی جبلپوری نے فرمایا کہ حضور مفتی اعظم سے میری گفتگو اس بارے میں ہوئی ہے کہ حضور مفتی اعظم نے فرمایا تھا کہ "جانشین اپنے وقت پر وہی ہوگا جسے ہونا ہے" صدر الشریعہ مولانا امجد علی، رضوی، اعظمی، علیہ الرحمہ نے عرس چہلم حجۃ الاسلام کے موقع پر فرمایا تھا کہ "میں نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ سے دریافت کیا تھا کہ حضور آپ کا جانشین کون ہوگا؟ تو اعلیٰ حضرت نے حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کے متعلق فرمایا: بڑے مولانا۔ میں نے عرض کیا، ان کے بعد فرمایا مصطفیٰ رضا (حضور مفتی اعظم) عرض کیا، ان کے بعد فرمایا جیلانی، بشرط کہ علم وعمل کی قید، سنت اعلیٰ حضرت ہے۔ جب اعلیٰ حضرت نے نبیرۂ اعلیٰ حضرت مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کو مرید کیا تو شجرہ پر تحریر فرمایا: خلیفہ انشاء اللہ بشرط علم وعمل" یہ رجسٹر مریدین میں تحریر فرمایا۔ حضور مفتی اعظم قدس سرہ نے اپنے جانشین کے متعلق ارشاد فرمایا کہ "اس (علامہ محمد اختر رضا خاں ازہری) لڑکے سے بہت امیدیں وابستہ ہیں۔"

حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ نے آخری زمانہ میں ایک تحریر جانشین مفتی اعظم کو عنایت فرمائی اور اس میں اپنا جانشین اور قائم مقام مقرر کیا۔

۱۴/۱۵/نومبر۱۹۸۴ء کو مارہرہ مطہرہ میں عرس قاسمی کی تقریب میں احسن العلماء، مولانا، مفتی، سید حسن میاں برکاتی، سجادہ نشین، خانقاہ برکاتیہ مارہرہ نے جانشین مفتی اعظم کا استقبال" قائم مقام مفتی اعظم علامہ ازہری زندہ باد" کے نعرے سے کیا، اور مجمع کثیر میں علماء و مشائخ اور فضلاء و دانشوروں کی موجودگی میں جانشین مفتی اعظم کو یہ کہہ کر:

فقیر آستانہ عالیہ، قادریہ، برکاتیہ، نوریہ، کے سجادہ کی حیثیت سے قائم مقام مفتی اعظم علامہ اختر رضا خان صاحب کو سلسلہ قادریہ، برکاتیہ، نوریہ، کی تمام خلافت و اجازت سے ماذون و مجاز کرتا ہوں۔ پورا مجمع سن لے، تمام برکاتی بھائی سن لیں اور یہ علمائے کرام (جو عرس میں موجود ہیں) اس بات کے گواہ رہیں۔

بعدہٗ احسن العلماء مولانا سید حسن میاں برکاتی نے جانشین مفتی اعظم کی دستار بندی کی اور نذر بھی پیش کی۔

سید العلماء مولانا الشاہ سید آل مصطفےٰ برکاتی، مارہروی، علیہ الرحمہ نے جمیع سلاسل کی اجازت وخلافت عطا فرمائی۔ اور خلیفہ امام احمد رضا برہان الملت حضرت مفتی برہان الحق رضوی، جبلپوری، علیہ الرحمہ نے بھی تمام سلاسل اور حدیث شریف کی اجازت سے نوازا۔

والد ماجد مفسر اعظم ہند نے اپنے فرزند ارجمند کو قبل فراغت علم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا جانشین بنایا، اور ایک تحریر بھی عنایت فرمائی۔

ریحان ملت مولانا محمد ریحان رضا بریلوی، مہتمم، منظر اسلام، اپنی ادارت میں شائع ہونے والے، ماہنامہ اعلیٰ حضرت" میں بعنوان" کوائف

دار العلوم" میں تحریر فرماتے ہیں۔ واضح ہو کہ یہ تحریر اس زمانے کی ہے جب مفسر اعظم ہند، مولانا ابراہیم رضا بریلوی قدس سرہٗ کی طبیعت بہت زیادہ علیل تھی، اور سارے لوگوں کو یہ امید تھی کہ اب مولانا ابراہیم رضا جیلانی بریلوی ظاہر دنیا سے رخصت ہو جائیں گے۔

بوجہ علالت یہ توقع نہیں کہ اب زیادہ زندگی ہو، بنابریں ضرورت تھی کہ دوسرا قائم مقام ہو، لہٰذا اختر رضا سلمہ کو قائم مقام و جانشین اعلیٰ حضرت بنا دیا گیا، جانشینی کا عمامہ باندھا گیا اور عبا پہنائی گئی۔ یہ دستار اور عبا اور طلبہ کی دستار و عبا اہل بنارس کی طرف سے ہوئی۔ (ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی ص:۳۲، دسمبر۱۹۶۲/۱۳۸۲ھ)

شعر و شاعری اور نمونۂ کلام:

جانشین مفتی اعظم نے تینوں زبانوں میں شعر و شاعری میں طبع آزمائی کی۔ اس کی یہاں پر قدرے وضاحت کی جاتی ہے۔ آپ کو زمانۂ طالب علمی میں ہی شعر و شاعری کا شغف ہو گیا تھا۔ مگر زیادہ رجحان اس کی طرف نہ تھا۔ ابتداء میں شاعری کی اصلاح اپنے اساتذہ اور والد ماجد سے لیتے رہے۔ زمانۂ طالب علمی کی نعتیں، نظمیں ماہنامہ اعلیٰ حضرت اور ماہنامہ نوری کرن بریلی میں چھپتیں رہیں۔ آستانہ رضویہ پر منعقد ہونے والے مشاعرہ میں بھر پور حصہ لیتے اور اعلیٰ کامیابی ہوتی۔ تاج الشریعہ اور آپ کے برادر اکبر مولانا ریحان رضا خاں رحمانی بریلوی کی شاعری کا موازنہ بھی ہوتا سننے والوں کا کہنا ہے کہ ہر دو شخص کے کلام میں ایک علیحدہ ہی چاشنی ہوتی۔ آپ کو شعر گوئی کا شوق زمانۂ طالب علمی سے ہی تھا۔ شہر میں منعقد ہونے

والے مشاعروں میں آپ کو مدعو کیا جاتا۔ حافظ انعام اللہ خاں تسنیم حامدی اور جناب امید رضوی بریلوی کو وقتاً فوقتاً اپنے اشعار دکھا لیتے تھے۔ انیس سال کی عمر کی ایک نعت پاک کے چند شعر ملاحظہ ہوں۔

اس طرف بھی اک نظر مہرِ درخشانِ جمال
ہم بھی رکھتے ہیں بہت مدت سے ارمانِ جمال

اک اشارہ سے کیا شق ماہِ تاباں آپ نے
مرحبا، صد مرحبا، صلی علیٰ، شانِ جمال

فرش آنکھوں کو بچھاؤ رہ گزر میں عاشقوں
ہر طرف دیکھیں گے ایسے جلوۂ شانِ جمال

مر کے مٹی میں ملے وہ با خدا بالکل غلط
مثل سابق اب بھی ہیں مرقد میں سلطانِ جمال

حاسدانِ مصطفیٰ کو دیجئے اختؔر جواب
درحقیقت مصطفیٰ پیارے ہیں سلطانِ جمال

مارچ ۱۹۸۷ء/۱۴۰۷ھ کو ایک حادثہ میں چوٹ آجانے کے بعد جانشین مفتیٔ اعظم کو کئی راتیں ٹھیک سے نیند نہیں آئی۔ شب ۱۰/ مارچ ۱۹۸۷ء کو رات بھر نہ سو سکے اور اسی اضطراب کے عالم میں انہوں نے مندرجہ ذیل نعت اقدس کہی۔ چند اشعار درج ذیل ہیں:

تلاطم ہے یہ کیسا آنسوؤں کا دیدۂ تر میں
یہ کیسی موجیں آئی ہیں تمنا کے سمندر میں

تجسس کروٹیں کیوں لے رہا ہے قلب مضطر

مدینہ سامنے ہے بس ابھی پہنچا میں دم بھر میں

نہ رکھا مجھ کو طیبہ کی قفس میں اس ستم گر نے
ستم کیسا ہوا بلبل پہ یہ قید ستم گر میں

ستم سے اپنے مٹ جاؤ گے تم خود اے ستم گارو
سنو ہم کہہ رہے ہیں بے خطر دور ستم گر میں

نبات جلوہ گاہ ناز میرے دیدۂ و دل کو
کبھی رہتے وہ اس گھر میں کبھی رہتے وہ اس گھر میں

مدینہ سے رہیں کیوں دور اس کو روکنے والے
مدینہ میں خود اختؔر ہے مدینہ چشم اختؔر میں

جب جانشین مفتیٔ اعظم کو گنبد خضرا کی زیارت کرے بغیر ہندوستان واپس بھیج دیا گیا، تو حکومت سعودیہ کے ظلم و بربریت سے متاثر ہو کر یہ نعت پاک کہی۔ یہ وہ موقع تھا جب ۱۷/ فروری ۱۹۸۷ء کو جھریا بہار کے ایک جلسہ میں ایک شاعر نے اسی زمین میں ایک نعت پڑھی۔ آپ نے برجستہ اسٹیج پر ہی سات شعر کہے، اور بقیہ اشعار ٹرین میں کہے۔ چودہ اشعار میں سے چند ملاحظہ ہوں۔

داغ فرقت طیبہ قلب مضمحل جاتا
کاش گنبد خضرا دیکھنے کو مل جاتا

میرا دم نکل جاتا ان کے آستانہ پر
ان کے آستانہ کی خاک میں میں مل جاتا

موت لے کے آجاتی زندگی مدینہ میں
موت سے گلے مل کر زندگی میں ڈھل جاتا

دل پہ جب کرن پڑتی ان کے سبز گنبد کی
اس کی سبز رنگت سے باغ بن کے کھل جاتا

فرقت مدینہ نے وہ دیئے مجھے صدمے
کوہ پر اگر پڑتے کوہ بھی تو ہل جاتا

در پہ دل جھکا ہوتا اذن پا کے پھر بڑھتا
ہر گناہ یاد آتا دل خجل خجل ہوتا

میرے دل میں بس جاتا جلوہ زار طیبہ کا
داغ فرقت طیبہ پھول بن کے کھل جاتا

ان کے در پہ اختر کی حسرتیں ہوئیں پوری
سائل درِ اقدس کیسے منفعل جاتا

تصانیف و تراجم:

تاج الشریعہ،فقیہ اسلام،مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری بریلوی نے اپنی بین الاقوامی مصروفیات کے باوجود تصنیف وتالیف کا سلسلہ جاری رکھا ہے۔کثیر تعداد میں پروگراموں اور تبلیغی اسفار کی وجہ سے یہ کام کم ہو پاتا ہے۔مگر حضرت کی عادتِ مبارکہ ہے کہ سفر وحضر میں مضامین،فتاویٰ،تصنیف وتالیف اور تراجم املا کراتے رہتے ہیں۔باوجود کمزوریٔ نظر کے تصنیف و تالیف کی مصروفیات میں انہماک میں کمی نہیں آنے دی ہے۔حضرت کا معمول ہے کہ روزانہ صبح وشام عربی عبارات کا ترجمہ اردو زبان میں اور اردو

زبان کا ترجمہ عربی میں مرکزی دارالافتاء کے مفتیان کرام یا جامعۃ الرضا، کے اساتذہ کو املا کرادیتے ہیں۔

فتاویٰ جو دارالافتاء میں مفتیان کرام حل نہیں کر پاتے ہیں ان کو جمع کر دیا جاتا ہے اور جب باہر تبلیغی دورے پر تشریف لے جاتے تو وہ مسائل ساتھ ہوتے،ٹرین وغیرہ میں ان سوالات کے جوابات قلم بند کرتے۔آج تاج الشریعہ،دنیائے اسلام کے لئے مرجع علماء وفقہاء بنے ہوئے ہیں۔آپ کی مندرجہ ذیل تصانیف وتراجم قابل ذکر ہیں:

امامت و خطابت:

حضرت تاج الشریعہ زمانہ طالب علمی سے ہی امامت کے فرائض انجام دینے لگے تھے،والد ماجد مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا خاں جیلانی بریلوی نے باضابطہ طور پر رضا مسجد کی امامت وخطابت کا منصب جلیلہ کے لئے تحریری وصیت نامہ جاری کیا تھا۔حضور مفتیٔ اعظم قدس سرہ کا معمول تھا کہ جب تاج الشریعہ ہمراہ ہوتے تو آپ کو ہی نماز پڑھانے کا حکم فرماتے۔ایک عرصہ دراز سے نماز عیدین بریلی کی عیدگاہ میں امامت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔منصب فرض شناسی اور پروقار طریقہ سے متعلقہ فرائض انجام دیتے ہیں۔جب آپ قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں،یا خطبہ پڑھتے ہیں تو لحن داؤدی کی یاد کانوں میں بازگشت کرنے لگتی ہے۔آپ کی قرأت میں عربی،مصری،لب ولہجہ پایا جاتا ہے۔

بے مثال حسن خط:

حضرت تاج الشریعہ فن خطاطی میں مہارت رکھتے ہیں۔اس لئے

آپ کے مکاتیب، مضامین و مقالات اور فتاویٰ حسن تحریر کے لحاظ سے بے مثال ہیں۔ ان تحریرات کو دیکھتے ہی دل باغ باغ ہو جاتا ہے، علم و فضل کے ساتھ ساتھ یہ خوبی بہت کم علماء و مفتیان عظام میں پائی جاتی ہے۔ حضرت کا طرز خطاطی عہد و زمان کے اعتبار سے بدلتا رہا ہے مگر ہر زمانہ کی تحریریں اپنے آپ میں اعلیٰ نمونہ اور بے مثال خطاطی کا آئینہ دار ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موتیوں کی لڑیاں بکھری ہوئی ہیں۔ درحقیقت حسن تحریر سے خود شخصیت کا وہ جمال مخفی بے حجاب ہو جاتا ہے جس تک رسائی بہت مشکل ہے۔ حضرت کے مکاتب کے حسن ظاہری سے حسن معنوی آشکار ہوتا ہے۔ راقم السطور کے پاس حضرت کی تحریرات عہد بہ عہد موجود ہیں۔ زمانۂ طالب علمی، بعد فراغت، عہد درس و تدریس، عہد دار الافتاء، عہد جانشینی، زمانۂ شباب اور موجودہ وقت کی تحریرات محفوظ ہیں۔ اس سے حسن تحریر اور فن خطاطی کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ اور حضرت کی ایک خصوصیت ہے کہ فل اسکیپ کے کاغذ پر بغیر نیچے کچھ رکھے لکھتے جاتے ہیں اور مجال ہے کہ کوئی لائن ذرا سی بھی ٹیڑھی ہو جائے۔

امت مسلمہ کی فکر مندی:

جانشین حضور مفتی اعظم جہاں امت مسلمہ کی مذہبی رہنمائی فرما رہے ہیں، وہیں قومی و ملی مسائل میں بھی رہنمائی کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ عالم اسلام کو درپیش مسائل کے حل اور علماء اہل سنت کے عندیہ کے اظہار اور بین الاقوامی طاقتوں پر دباؤ بنانے کے لئے آپ نے عرس رضوی کے حسین موقع پر ۲۲ر جولائی ۱۹۹۵ء میں مرکزی دار الافتاء سوداگران میں قائدین ملت، علماء، مشائخ اور ائمہ مساجد کا اجلاس بلایا، جس میں ملک و بیرون ملک میں امت مسلمہ کے مختلف پیچیدہ مسائل پر بحث و مباحثہ کے بعد قرارداد پاس کی

گئی۔ ان قراردادوں میں، یکساں سول کوڈ، کے نفاذ کی مخالفت، تنظیم ائمہ مساجد کے ذریعہ اوقاف پر غاصبانہ قبضہ، علوم دینی اور دنیاوی کی طرف مسلمانوں کی خصوصی توجہ مرکوز کرنے، آپسی انتشار و اختلاف کو میدان جنگ و جدال کے بجائے اپنے قائدین کی بارگاہ میں طلبی، چیچنیا اور فلسطینی مسلمانوں کی حمایت، ٹاڈا کے تحت گرفتار مسلمانوں کی آزادی وغیرہ وغیرہ امور پر حکومت ہند سے مطالبات کئے گئے۔

اس مشترکہ اخباری اعلانیہ پر حضرت کے علاوہ علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری، مولانا عبد المبین نعمانی، مولانا عبد المصطفیٰ ردولوی، الحاج مولانا محمد سعید نوری، مولانا ریاض حیدر حنفی، مولانا انوار احمد قادری، مولانا آرزو اشرفی، علامہ سید محمد حسینی اشرفی، مولانا محمد حسین ابو الحقانی، مفتی محمد مطیع الرحمٰن مضطر رضوی، مولانا بشیر القادری وغیرہ کے دستخط ہیں۔

تحفظ مسلم پرسنل لاء کی تحریک:

جانشین حضور مفتی اعظم، علامہ، محمد اختر رضا خاں ازہری بریلوی، امت مسلمہ کی رہنمائی اور قیادت میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ ایک زمانہ وہ تھا جب شاہ بانو مسئلہ کو لے کر پورے ملک میں مسلم پرسنل لاء پر حملے کئے جا رہے تھے، سپریم کورٹ نے شریعت اسلامیہ کے منشاء و مبداء کے خلاف فیصلہ صادر کر دیا تھا، سپریم کورٹ کے فیصلہ کے خلاف علماء اہل سنت نے چیلنج کیا اور پورے ملک میں احتجاجی مظاہرہ و اجلاس کے ذریعہ اپنے جذبات و احساسات کو حکومت ہند تک پہنچایا۔ عوامی سطح پر دباؤ اس قدر بڑھ گیا تھا کہ حکومت ہند کو مجبوراً پارلیمنٹ کے ذریعہ قانون بنا کر سپریم کورٹ کے فیصلہ کو کالعدم قرار دینا پڑا۔ (تحفظ مسلم پرسنل لاء، از مولانا یٰسین اختر مصباحی مطبوعہ دار القلم دہلی)

حکومتی عہدہ سے استغناء:

اترپردیش کے سابق وزیر اعلیٰ نارائن دت تیواری (گورنر آندھراپردیش) خاندان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنے عہد میں حضرت کے برادر اکبر مولانا ریحان رضا خاں رحمانی میاں کو ایم۔ ایل۔ سی نامزد کیا تھا ان کی مقررہ میعاد ختم ہوجانے کے بعد جانشین مفتی اعظم کے لئے کوشاں رہے مگر حضرت نے منع فرما دیا۔ ۱۹۸۹ء میں جناب عثمان عارف نقشبندی (گورنر اترپردیش) آپ کے در دولت پر حاضر ہوئے اور ایم۔ ایل۔ سی۔ نامزد کرنے کی حکومت اترپردیش کی منشاء ظاہر کی مگر حضرت نے عہدہ قبول کرنے سے منع فرما دیا۔ اترپردیش کے گورنر عثمان عارف نے آپ سے بہت منت وسماجت کی مگر آپ راضی نہ ہوئے۔ عثمان عارف صاحب آپ سے قلبی لگاؤ اور عقیدت رکھتے تھے۔ اولیاء کرام کے آستانوں پر حاضری دینا اور مشائخ سے دعائیں لینا ان کا معمول تھا۔ حضرت کی بے پناہ عزت اور ادب واحترام کرتے تھے۔ مگر قربان جایئے اس اللہ کے ولی پر کہ دنیا کو غالب ہونے نہ دیا اور حکومتی عہدہ سے ہمیشہ دور رہے۔ کیا آج کے ترقی یافتہ دور میں ایسا ممکن ہے؟۔

مرادآباد کے مقدمہ میں شاندار کامیابی:

اللہ تعالیٰ نے جانشین حضور مفتی اعظم علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری، مدظلہ کو وہ مقبولیت عطا فرمائی ہے کہ جس علاقہ میں پہنچ جائیں وہ علاقہ، کا علاقہ، آپ کا گرویدہ ہوجاتا ہے۔ مفتی سید شاہد علی رضوی رام پوری کے بقول:

جہاں دوسرے پیران عظام سالہا سال لوگوں کو داخل سلسلہ کرنے کے لئے محنت کرتے ہیں، ترغیب دلاتے ہیں، مگر حضرت صرف اس جگہ ایک گھنٹہ کے لئے تشریف لے جائیں تو وہ لوگ آپ کے نورانی جلوۂ زیبا کو دیکھتے ہی مرید ہونے کے لئے بلاترغیب بے تابانہ بیقرار ہوجاتے ہیں۔ یہ خداداد مقبولیت آپ کو ہی میسر ہے۔

اسی مقبولیت وشہرت کو دیکھتے ہوئے حاسدین سے نہ رہا گیا، ان سے کچھ نہ بن پڑا تو حضرت کے خلاف ایک مقدمہ دائر کردیا۔ پہلے تھانہ ناگ فنی مرادآباد میں ایف۔ آئی۔ آر، درج کرانے کے لئے انسپکٹر سے رجوع کیا۔ جب اس نے اس فرضی رپورٹ پر مقدمہ قائم کرنے سے منع کردیا تو اس حاسد نے ۲۰ر نومبر ۱۹۹۶ء کو مرادآباد کورٹ میں استغاثہ دائر کیا۔ جس کی بنیاد پر تھانہ میں ایف۔ آئی۔ آر، درج ہوگئی۔ جب بریلی اطلاع پہنچی تو صاحبزادہ گرامی مولانا عسجد رضا خاں قادری، مفتی عبد المنان کلیمی مرادآبادی، راقم السطور اور برادرم مجیب رضا خاں مرحوم بن حضرت مولانا حبیب رضا خاں بریلوی اور مکرمی جناب افروز میاں مرادآباد پہنچے۔ کورٹ میں جانکاری حاصل کی، بعدہٗ اپنا جواب داخل کیا گیا۔ ہمارے وکیل کے جوابات سن کر فاضل جج حیران رہ گیا۔ جج نے ۲۲ر فروری ۱۹۹۹ء کو حضرت کے حق

میں ۸ر صفحات پر مشتمل شاندار فیصلہ صادر کیا۔ یہ بات یاد رہے کہ باوجود مخالف کی ہزار کوششوں کے حضرت کبھی بھی کورٹ تشریف نہیں لے گئے۔ مقدمہ کی پیروکاری راقم السطور نے کی، ہر تاریخ پر بریلی سے مراد آباد جاتا تھا۔ الحمدللہ حق کی فتح ونصرت ہوئی اور باطل شکست وریخت ہوا۔

حالات حاضرہ کے شرعی تقاضے:

ایک مفتی کے لیے ضروری ہے کہ زمانہ کے حالات اور کوائف پر نظر رکھتے ہوئے شرعی اور آئیلی قانونی رہنمائی کا فریضہ انجام دے۔ ۱۹۹۵ء میں حکومت ہند کے شعبہ ''الیکشن کمیشن'' نے تمام باشندگان ملک کے لئے ''شناختی کارڈ'' کا رکھنا اور استعمال کرنا ضروری قرار دیدیا تھا۔ اس ''شناختی کارڈ'' میں نام، ولدیت اور پورا پتہ وعمر درج ہوتی ہے۔ ساتھ ہی فوٹو چسپاں ہوتا ہے۔ فوٹو حرام ہونے کی وجہ سے آستانہ عالیہ، رضویہ، کے مرکزی دارالافتاء میں ''شناختی کارڈ'' بنوانے یا نہ بنوانے کے لئے سوالات کا انبار لگ گیا۔ دوسری طرف الیکشن کمیشن نے بھی سختی کرنا شروع کردی کہ ہر کام میں مثلاً بینک اکاؤنٹ، خرید وفروخت، ملازمت تعلیم و تدریس اور ووٹنگ وغیرہ میں اسی شناختی کارڈ کے استعمال کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ اسی دوران الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں ''مجلس شرعی'' کی میٹنگ کا اہتمام ہوا۔ حضرت جانشین مفتی اعظم نے مجلس شرعی کی صدارت فرمائی۔ رئیس التحریر علامہ ارشد القادری کی تجویز پر آپ نے ''شناختی کارڈ'' بنوانے کی ان الفاظ کے ساتھ اجازت دی کہ ''اس صورت میں عند الطلب ضرورت ملجیہ یا حاجت شدیدہ متحقق ہوگی۔ لہذا خاص شناختی کارڈ کے لئے تصویر کھچوانے کی

اجازت ہوگی''۔

(فروری ۱۹۹۵ء مجلس شرعی مبارک پور)

عوام کی شدید ترین ضرورت کے تحت حضرت نے مشروط اجازت عطا فرمائی، تو ایک طبقہ میں نکتہ چینی شروع ہوئی، جب اس کی خبر حضرت کو ہوئی تو آپ نے ایک وضاحتی بیان جاری فرما کر بحث کو بند کر دیا۔ لکھتے ہیں:

ایسے نئے مسائل جو فی الواقع فرعیہ عملیہ ہوں، اور ان سے متعلق کوئی صریح جزئیہ نہ مل سکے تو ہر عالم نہیں بلکہ ماہر وتجربہ کار مفتی کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ اور اس مفتی پر لازم ہے کہ اصول شرعی کے پیش نظر اس کا حکم صادر فرمائے۔ اصول شرع سے ہٹ کر فتویٰ دینا ہرگز جائز نہیں۔ اگر اس نے جسے دلیل قرار دیا اور پھر واضح ہوا کہ یہ دلیل، دلیل شرعی نہیں تو فوراً اس پر رجوع لازم ہے اور حق کا اعلان کرنا چاہیئے۔ کسی حرام شئی کے مباح ہونے کا فتویٰ اس وقت دیا جائے گا جب کہ وہاں یہ ضابطہ صادق آئے۔ ''الضرورات تبیح المحظورات'' اور مفتی کو تیقن ہو جائے کہ اس ضرورت شرعیہ کے معارض کوئی دوسرا قاعدہ شرعیہ نہیں ہے۔ (قلمی فتویٰ)

عرب دنیا میں مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت:

جانشین حضور مفتی اعظم نے ہندوپاک کے علاوہ درجنوں عرب ممالک کا تبلیغی سفر فرمایا، اور اب بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی کے مسلک کی ترویج واشاعت کے لئے آپ انتھک جد و جہد فرما رہے ہیں۔ اس کی ایک عظیم مثال یہ ہے کہ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ میں ''روزنامہ الہدیٰ ابوظہبی'' نے خصوصی نمبر شائع کیا۔ جس

میں یہ لکھا کہ ''بریلویت ایک نیا فتنہ ہے، نیا مذہب ہے''۔ تاج الشریعہ کو یہ
پڑھ کر شدید بے چینی ہوئی کہ عرب کی دنیا میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو بدنام
کیا جارہا ہے۔ آپ نے ''متحدہ عرب امارات'' سے شائع ہونے والے (۱۱)
گیارہ ملکی اخبارات سے رجوع کیا اور ''روزنامہ الہدیٰ'' کا جواب عربی میں
ترتیب دے کر شائع کرایا۔ اور باضابطہ طور پر برصغیر میں ایک مہم چلائی تاکہ
ان اخبارات پر دباؤ بنے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے مسلک کو بدنام کرنے
والوں کی سازش ناکام ہوجائے۔ حضرت نے ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ
دیش میں دستخطی مہم کی اپیل بھی جاری کی۔

حضور مفتی اعظم کے نماز جنازہ کی امامت :

حضرت تاج الشریعہ جب دولت کدے پر جلوہ افروز ہوتے ہیں
اہل شہر کا یہ معمول رہتا ہے کہ کسی نے وصیت کی ہے کہ اگر میرا انتقال ہوجائے
تو حضرت سے نماز جنازہ پڑھوائی جائے وغیرہ وغیرہ۔ آپ بہ حسن طبیب و
خاطر ان لوگوں کی دعوت کو قبول فرماتے ہیں، کہیں نماز جنازہ کی امامت کے
لئے تشریف لیجارہے ہیں تو کسی کی دوکان و مارکیٹ کاافتاح کرنے جارہیں
پھر کہیں کسی کے گھر میں محفل میلاد النبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں شرکت
کرنے جارہے ہیں۔ کہیں مریدین کی دعوت پر بیعت کے لئے جلسے کو رونق
بخش رہے ہیں۔

حضور مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی قدس کا وصال ۱۴/
محرم الحرام ۱۴۰۲/۱۲/نومبر ۱۸۸۱ء کو شب میں ہوا۔ حضور مفتی اعظم نے اپنی

نماز جنازہ کی امامت کے لئے کسی بھی سید کے لئے وصیت نہیں فرمائی تھی
۔مخدوم صاحبہ چھوبی (اہلیہ محترمہ حضور مفتی اعظم) نے فرمایا ''کہ نماز جنازہ
مولانا اختر رضا صاحب پڑھائیں، اگر وہ نہیں پڑھاتے ہیں تو پھر مولانا
تحسین میاں پڑھائیں'' حضرت مخدومہ صاحبہ علیہا الرحمۃ کے حکم کے مطابق
حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی نماز جنازہ تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں ازہری
نے پڑھائی۔ مگر چند متبعین نے یہ مشہور کرایا کہ نماز جنازہ کی امامت حضرت
مولانا مختار اشرف کچھوچھوی نے پڑھائی، جو سراسر غلط فہمی پر مبنی ہے۔ تاج
الشریعہ نے اپنے ایک مقالہ میں خود اس مسئلہ کی وضاحت کی ہیں۔

''جدہ محترمہ حضرت چھوبی صاحبہ نے حضور مفتی اعظم کے نماز جنازہ
کی امامت کے لئے دو افراد کو نامزد کیا تھا، ایک میں فقیر، دوسرے صدر العلماء
حضرت مفتی تحسین رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور اس سلسلہ میں خود حضور
مفتی اعظم نورہ اللہ مرقدہ نے کسی کے لئے کوئی وصیت نہ فرمائی تھی، مجھے اس
تذکرہ کو چھیڑنے کا افسوس ہے، مگر یہ اس لئے ضروری ہے کہ بعض حلقے یہ خبر
اڑا رہے ہیں کہ حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے اپنی نماز جنازہ کے لئے کسی سید
کو نامزد فرمایا تھا۔

یہ غلط خبر اتنی مشہور کی گئی کہ حضور مفتی اعظم کے تذکرہ نویسوں نے بھی
اسی کو بار بار دہرایا۔ جب کہ راقم السطور نے تقریباً دس سال قبل اپنی ایک
کتاب بنام حضور مفتی اعظم کے سیاسی افکار میں حضرت کی امامت کے تعلق سے
لکھا تھا، اس پر بعض نے اعتراض کیا، بعدہ حضرت کی تفصیلی تحریر آجانے سے
اہل علم اور عوام پر حقیقتِ حال کا انکشاف ہوگیا۔ راقم السطور کی تذکرہ نویسوں

سے گزارش ہے کہ وہ تحقیقی بنیادوں اور درایات کی کسوٹی پر پرکھی گئی روایت کو ہی صفحے قرطاس پر نقل کریں۔ اس سے غلط العوام کے راستے پر چلنے سے بچا جا سکتا ہے۔

جب حضرت مخدومہ محترمہ صاحبہ کا انتقال کو ہوا تو آپ نے قبل وصال وصیت فرمادی تھی کہ میری نماز جنازہ مولوی اختر میاں سلمہ پڑھائیں گے۔ ۱۰ ر مارچ ۱۸۸۵ء کو بعد نماز ظہر اسلامیہ انٹر کالج میدان میں حضرت نے نماز جنازہ کی امامت کے فرائض انجام دیئے۔

السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ
تمام قارئین سے گزارش ہے کہ آپ
ہمیں اپنی دعاء میں رکھیں اور ہمارے
لئے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے علم
وعمل میں برکتیں عطا فرمائے اور ہر
طرح کی تکلیف سے نجات دے آمین
یا رب العالمین
الحقیر محمد مشفق رضا نوری رضوی

کرامات تاج الشریعہ

ثبوت کرامات اولیاء اللہ

اللہ تعالیٰ کے مقبول ومقرب اور نیک بندوں میں کچھ سالک اور کچھ مجذوب ہوتے ہیں، جنہیں اللہ کا ولی کہا جاتا ہے۔ سالک اللہ کے وہ محبوب اور نیک بندے ہوتے ہیں، جو معاشرے میں رہ کر دین اسلام پر عمل پیرا اور "الحب فی اللہ و البغض فی اللہ" کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ رہے مجذوب تو وہ فنا فی اللہ ہوتے ہیں، جو ذکر الٰہی میں محو اور دین ومعاشرے کی بظاہر کوئی پرواہ نہیں رکھتے۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں، علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمہ نے ایک حدیث شریف نقل کی ہے،'' کچھ پراگندہ بال، غبار سے اٹے ہوئے اور پھٹے کپڑوں والے ہوتے ہیں، ان کی کوئی انسان پرواہ تک نہیں کرتا، لیکن اگر وہ کسی بات پر، قسم خدا کی کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری فرمادیتا ہے۔

حدیث شریف میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی مخصوص بات پر قسم کھانے کی وضاحت نہیں فرمائی، بلکہ مجموعی طور پر کسی بھی بات کو وہ چاہ لیں اور ضد کرلیں تو یقیناً وہ بات اللہ تعالیٰ پوری فرماتا ہے۔

ولایت کسے کہتے ہیں:

ولایت کا محترم ومعزز درجہ، کن لوگوں کو کب ملتا ہے، اس کے بارے میں محققین نے لکھا ہے، کہ ولی وہ مومن صالح ہے جس کو معرفت وقرب الٰہی کا ایک خاص درجہ ملتا ہے، اور پھر شریعت کے مطابق عبادت وریاضت کرنے

کے بعد ولایت کا عظیم مرتبہ حاصل ہوتا ہے، اور کبھی ابتداً بلاریاضت ومجاہدہ کے بھی مل جاتا ہے۔

اولیائے کرام میں سب سے بڑا درجہ خلفائے اربعہ یعنی سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی اور، حضرت مولیٰ علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو حاصل ہے، اس کے بعد غوث، قطب، ابدال، اوتاد، نقباء، آثار و قیافہ، نجباء، حواری حضرات، رجعی حضرات، ختم، رجال الغیب وغیرہم، اولیائے کرام کے طبقات، مراتب اور اقسام کو، حضرت علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمہ نے تفصیل سے، اپنی کتاب'' جامع کرامات اولیاء'' میں ذکر فرمایا ہے۔ تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔ ویسے ہر زمانے میں اولیائے کرام ہوتے ہیں، کوئی زمانہ ایسا نہیں جس میں اولیاء حضرات نہ رہے ہوں، قیامت تک یہ حضرات ہوتے رہیں گے، مگر ان کا پہچاننا آسان نہیں۔

ولی کون حضرات ہوتے ہیں، اس تعلق سے حضرت علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمہ نے، علامہ تفتازانی، علامہ قیشری اور امام رازی علیہم الرحمہ کے نظریہ کو بیان فرمایا ہے کہ'' ولی وہ ہوتا ہے جس کی طاعات میں تسلسل ہو، یا اس کی حفاظت ونگرانی کا ذمہ اللہ کریم نے اپنے ذمہ لے لیا ہو'' اب اس کا خذلان ورسوائی نہیں ہوتی۔ اور خذلان یہ ہے کہ وہ عصیان ونافرمانی پر قادر ہو جائے، اور تسلسل اطاعت، اسے اس نافرمانی سے روک دیتا ہے، اور قدرت طاعات اللہ کی توفیق سے ہمیشہ اس کے ساتھ رہتی ہے۔ اللہ کریم خود فرماتا

ہے ،وھو یتلی الصالحین (یعنی اللہ نیک لوگوں کا متولی ہوتا ہے) لیکن یاد رہے کہ ولی نبیوں کی طرح معصوم نہیں ہوتے بلکہ وہ محفوظ ہوتے ہیں۔ محفوظ کا مطلب یہ ہے کہ وہ گناہوں پر اصرار نہیں کرتے۔

(جامع کرامات اولیاء از علامہ یوسف نبہانی ص ۱۲۷ مطبوعہ دہلی)

ولایت کے باعظمت درجے پر وہ شخص فائز ہوگا، جو اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کی عملی تفسیر، اورالحب فی اللہ و البغض فی اللہ کا آئینہ دار ہو اور امر بالمعروف پر عمل پیرا، اور نہی عن المنکر سے اجتناب کرتا ہو۔

اب آیئے ذرا اولیائے کرام کی عظمت واہمیت ،تصرف وکرامات کو قرآن واحادیث کے تناظر میں ملاحظہ کریں۔

آیات قرآنیہ سے ثبوت ولایت و کرامت :

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون الذین آمنوا وکانوا یتقون لھم البشری فی الحیاۃ الدنیا و فی الاخرۃ لا تبدیل لکلمات اللہ ذلك ھو فوز العظیم (سورۃ یونس آیۃ ٦٢)

سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم ،وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں، انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں یہی بڑی کامیابی ہے۔

دوسری جگہ یوں ارشاد ہے:

وھزی الیك بجذع النخلۃ تساقط علیك رطبا جنیا فکلی

و اشربی۔ (سورۂ مریم، آیۃ ۲۰)

اور کھجور کی جڑ پکڑ اپنی طرف ہلا تجھ پر تازی پکی کھجوریں گریں گی تو کھا اور پی۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

کلما دخل علیھا زکریا للمحراب و جد عندھا رز قا قال یا مریم انی لك ھذا ۔قالت ھو من عند اللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب (سورۂ عمران، آیۃ ۳۵)

جب زکریا اس کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے ،اس کے پاس نیا رزق پاتے ،کہا اے مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آیا؟ بولیں وہ اللہ کے پاس سے ہے، بیشک اللہ جسے چاہے اسے بے گنتی دے۔

و اذا اعتزلتموھم وما یعبدون الا اللہ فأوا الی الکھف ینشر لکم ربکم من رحمتہ ویھئی لکم من امرکم مرفقا .و تری الشمس اذا طلعت تزاور عن کھفھم ذات الیمین و اذا غربت تقرضھم ذات الشمال (سورۃ الکہف، آیۃ ۱۵)

اور جب تم ان سے اور جو کچھ وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں سب سے الگ ہو جاؤ تو غار میں پناہ لو تمہارا رب تمہارے لئے اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے کام میں آسانی کے سامان بنا دے گا اور اے محبوب! تم سورج کو دیکھو گے کہ جب نکلتا ہے ان کے غار سے داہنی طرف بچ جاتا ہے اور جب

ڈوبتا ہے تو ان سے بائیں طرف کترا جاتا ہے۔

احادیث کریمہ سے ثبوت ولایت و کرامت :

ماا عرج فی الصحیحین عن ابی هريرة رضی الله عنه ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال، لم یتکلم فی المهد الا ثلاثة، عیسیٰ ابن مریم علیها السلام و صبی فی زمن جریح الناسك و صبی اخر، اما عیسیٰ فعرفتموهم ،و اما جریح فكان رجلا عابدا ببنی اسرائیل كانت له ام، فكان یوما یصلی اذشتاقت الیه امه، فقالت یا جریح فقال یا رب الصلوة خیر ام رؤیتها ثم صلی فدعته ثانیا فقال مثل ذلك حتیٰ قال ثلاث مرات و كان یصلی ویدعها فاشتد ذلك علی امه قالت اللهم لاتمته حتی تزیه المؤمسات، و كانت زانیة هناك فقالت لهم انا افتن جریح حتیٰ یزنی فاتته فلم تقدر علی شئی و كان هناك را ع یا وئ باللیل الیٰ اصل صو معته فلما اعیاها را ودت الراعی عن نفسها فاتا ها فولدت، ثم قالت ولدی هذا من جریح، فاتاه بنواسرائیل و كسروا صومعته و شتموه فصلی و دعا ثم نحس الغلام، فقال ابو هريرة كانی انظر الی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم حین قال بیده یا غلام من ابوك ؟فقال الراعی، فندم القوم علی ما كان منهم و اعتذر الیه و قالوا نبنی صومعتك من ذهب او فضة فابی علیهم و بناها كما كانت، و اما

الصبی لآخر فان امرأة كانت معها صبی لها ترضعه اذامر بها شاب جمیل ذو شارة حسنة فقالت اللهم اجعل بنی مثل هذا فقال الصبی لا تجعلنی مثله ثم مرت بها امرأة ذكروا انها سرقت وزنت وعوقبت، و فقالت اللهم لا تجعل ابنی مثل هذا فقال الصبی اللهم اجعلنی مثلها فقالت له امه فی ذلك فقال ان الشاب كان جبارا من الجبائرة فكرهت ان اكون مثله و ان هذا قیل انها زنت و لم تزن و قیل انها سرقت و لم تسرق وهی تقول حسبی الله.

بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، پھنگھوڑے میں صرف تین بچوں، عیسیٰ بن مریم علیہ السلام، زاہد جریج کے دور میں ایک بچے اور ایک اور بچے نے گفتگو کی ہے، عیسیٰ علیہ السلام کا معاملہ تو تمہیں (صحابہ) معلوم ہے۔

اب رہا جریج تو وہ اسرائیلوں میں ایک عابد شخص تھا، اس کی والدہ تھیں، وہ ایک دن نماز پڑھ رہا تھا کہ والدہ کو اس کا پیار آیا، اس نے پکارا جریج! جریج کہنے لگا، مولیٰ کریم! نماز بہتر ہے یا ماں کی زیارت؟ پھر نماز پڑھنے لگ گیا، ماں نے دوبارہ پکارا، جریج نے پھر پہلا عمل دہرایا، تین دفعہ ایسا ہی ہوا، کہ وہ نماز میں مصروف رہا اور ماں کا خیال نہ کیا، ماں کو بات ناگوار گزری، اس نے بطور بددعا کہا اللہ! بدکار عورتوں کے فتنے میں مبتلا کرنے سے پہلے اسے موت نہ دینا، وہاں ایک بدکار عورت رہتی تھی، اسرائیلوں سے کہنے لگی، میں

جریج کو فتنۂ زنا میں مبتلا کردوں گی، وہ اس کے پاس آئی مگر وہ اس کے ہتھے نہ
چڑھ سکا، ایک چرواہا جریج کے گرجے پاس رات گزار رہا تھا، جب جریج
آمادۂ گناہ نہ ہوا تو چرواہا سے بدی کی اور بچہ جن دیا، پھر اعلان کرنے لگی کہ
بچہ جریج کا ہے، اسرائیلوں نے جریج کا گرجا گرایا اور اسے گالیاں دیں، جریج
نے نماز پڑھی دعا مانگی پھر بچے کو ہاتھ سے چوکا دیا، ابو ہریرہ کہتے ہیں گویا میں
اب بھی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو دیکھ رہا ہوں، جب آپ نے ہاتھ سے
اشارہ فرمایا، (جریج کے اشارے کی نقل فرماتے ہوئے) لڑکے، تیرا باپ
کون ہے؟ بچے نے کہا چراواہا، لوگ شرمندہ ہوکر جریج سے معذرت خواہ
ہوئے کہنے لگے، ہم سونے چاندی کا گرجا بنادیتے ہیں، جریج نہ مانا اور پھر
پہلے کی طرح گرجا بنالیا۔

ایک دوسرے بچے کی گفتگو یوں ہے، کہ ایک عورت شیر خوار بچے کو
دودھ پلا رہی تھی کہ ایک خوبصورت خوش منظر جوان گزرا، عورت نے کہا، اللہ
! میرے بچے کو بھی ایسا ہی بنادے، بچے نے کہا اللہ! مجھے اس جیسا نہ کرنا، پھر
ایک عورت گزری، جس پر چوری اور زنا کا الزام تھا اور وہ سزا پا چکی تھی، دودھ
دینے والی عورت کہنے لگی اللہ! میرے بچے کو اس جیسا نہ بنانا، بچے نے کہا
اللہ! مجھے اس جیسا بنادے، جب ماں نے پوچھا تو بچے نے جواب دیا، کہ
نوجوان تو ایک ظالم و جابر تھا، میں اس جیسا نہیں بننا چاہتا، اس عورت پر زنا کا
الزام تھا مگر وہ زانیہ نہ تھی، الزام چوری کا تھا مگر وہ چور نہ تھی بلکہ حسبی اللہ کہتی جار

ہی تھی۔

وهو خبر الغار و هو مشهور في الصحاح عن الزهري عن
سالم عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه و سلم
ثلاث رهط ممن كان قبلكم فآوهم المبيت الىٰ غار فدخلوه فان
حدرت خصرة من الجبل و سدت عليهم باب الغار، فقالوا والله لا
ينجيكم من هذه الصخرة الا تدعوا الله بصالح اعمالكم، فقال
رجل منهم كان لي ابو ان شيخان كبيرا ن و كنت لا اعبق قبلهما
فناماني ظل شجرة، يومافلم ابرح عنهما و حلبت لهما عبوقهما
فجتهما به فوجد تهما نائمين، فكرهت ان اوقظهما و كرهت ان
اعبق قبلهما فقمت والقدح في يدى انتظر استيقاظ هما حتى ظهر
الفجر فاستيقظا فشربا عبوقهما" اللهم ان كنت فعلت هذا ابتغاء
وجهك فافرج عنا مانحن فيه هذه الصخرة" فانفرجت انفر اجالا
يستطيعون الخروج منه، ثم قال الاخر، كانت لي ابنة عم و كانت
احب الناس الي فراودتها عن نفسها فامتنعت حتىٰ المت بها سنة
من السين فجائتني، فاعطيتها مالا عظيما على ان تخلى بيني و بين
نفسها فلما قدرت عليها قالت لا يجوز لك ان تفك الخاتم الا
بحقه فخرجت من ذلك العمل و تركتها و تركت المال معها،
"اللهم ان كنت فعلت ذلك ابتغاء و جهك فافرج عنها ما نحن

فیہ" فانفرجت الصخرة غير انهم لا يستطيعون الخروج منها۔قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ،ثم قال الثالث، لهم انی استجرت اجراء فاعطيتهم اجورهم غير رجل واحل ترك الذی له، وذهب فثمرت اجرته حتىٰ كثرت منه الاموال، فجائنی بعد حين و قال يا عبد الله، اذ الى اجرتنی فقلت له ، كل ماتریٰ من اجرتك من الابل والغنم والرقيق، فقال يا عبد الله اتستهزء بی، فقلت انی لا استهزء بك فاخذ ذلك كله" اللهم ان كنت فعلت ذلك ابتغاء و جهك فافرج عنا ما نحن فيه "فانفرجت الصخرة عن الغار فخرجوا يمشون وهذا حديث حسن صحيح متفق عليه۔

(جامع کرامات اولیاء از علامہ یوسف نبہانی،ص ۸۷۸ ـ ۹۵)

ترجمہ: دوسری حدیث غار والی، جو کتب صحاح میں مشہور ہے، کہ امام زہری نے حضرت سالم سے روایت کی ہے، انہوں نے یہ روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے لی ہے، ابن عمر کہتے ہیں، کہ سرکار رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ گزشتہ دور میں تین افراد مل کر آرہے تھے، انہیں ایک غار کے قریب پہونچ کر رات آگئی، وہ غار میں چلے گئے، اچانک ایک پہاڑی چٹان نے گر کر غار کا دروازہ بند کر دیا، وہ ایک دوسرے کو کہنے لگے، بخدا اب اس بلائے ناگہانی سے اسی صورت میں نجات پاسکتے ہو کہ اپنے نیک عمل کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔

ان میں سے ایک نے یوں واقعہ سنایا کہ میرے والدین بہت زیادہ بوڑھے تھے اور میں ان سے پہلے شام کو دودھ نہیں پیا کرتا تھا، وہ دونوں ایک دن درخت کے سائے میں سو گئے، میں بھی ان کے پاس ہی رہا، ان کے لئے شام کا دودھ لایا، جب ان کے پاس پہونچا تو وہ سوئے ہوئے تھے، میں نے جگانا مناسب نہ سمجھا اور ان سے پہلے خود شام کا دودھ پینا نامناسب جانا، پیالہ ہاتھ میں لئے کھڑا رہا، ان کے جاگنے کا انتظار کرتے کرتے صبح ہوگئی جاگے تو اپنا رات کا دودھ پیا (اب وہ یہ بیان کر کے دعا کرنے لگا) اے اللہ! اگر میں نے یہ سب کچھ صرف تیری رضا کے لئے کیا تھا تو ہماری اس چٹان والی مصیبت سے ہمیں نجات عطا فرما (اس کی اس دعا سے) وہ چٹان تھوڑی سرک گئی، مگر ابھی وہ باہر نہیں نکل سکتے تھے۔

پھر دوسرے نے اپنا واقعہ یوں سنایا۔ میری ایک چچازاد بہن تھی، وہ کائنات بھر سے پیاری تھی، میں نے اسے بلایا مگر وہ بے اعتنائی برت گئی، پھر اسے قحط سے ایک سال دوچار ہونا پڑا، میرے پاس مدد کے لیے آئی، میں نے اسے اس شرط پر بہت سامال دے دیا کہ وہ مجھے اپنی تنہائی سے سرفراز کرے گی، (جب تنہائی میں آئی) اور مجھے اس پر قدرت حاصل ہوگئی، تو کہنے لگی تو اس خاتم کو بلاحق نہ کھول (اس کا یہ کہنا تھا) کہ میں الگ ہوگیا، اسے چھوڑ دیا اور مال بھی اسی کے پاس رہنے دیا (پھر یوں دست بدعا ہوا) اللہ! اگر میں نے یہ سب تیری رضا کی خاطر کیا تھا، تو ہمیں کشائش عطا فرمادے اور اس

مصیبت کو دور کر، چٹان کچھ اور ہٹی، مگر ابھی نکلنے کے لیے راستہ تنگ تھا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، پھر تیسرا یوں گویا ہوا، اے اللہ! میں نے کچھ مزدور رکھے تھے، میں نے انہیں مزدوری دے دی تھی، صرف ایک مزدور مزدوری چھوڑ کر چلا گیا، میں نے اس کی مزدوری والی اجرت کو پھلدار بنا دیا اور بہت مال پیدا کیا۔ وہ مزدور کچھ وقت کے بعد آیا اور مجھے کہنے لگا اے بندۂ خدا! مجھے میری مزدوری دیدے، میں نے اسے جواب دیا کہ یہ اونٹ، بھیڑ، بکریاں اور غلام تیرا ہی مال ہیں، یہ سن کر وہ کہنے لگا، اے اللہ کے بندے! میرا مذاق نہ اڑا؟ میں نے اسے کہا کہ میں جناب کا مذاق نہیں اڑا رہا ہوں (یہ سب آپ کا ہے لے لیں) اس نے وہ سارا مال سمیٹ لیا، پھر یوں دعا کی۔ میرے اللہ! اگر یہ سب کچھ میں نے تیری چاہت کے لیے کیا تھا، تو ہماری مصیبت کو رفع فرما۔ اب کیا تھا چٹان غار کے منہ سے ہٹ گئی اور وہ اپنے سفر کے لیے چل نکلے۔ یہ حدیث حسن صحیح اور متفق علیہ ہے۔

کرامت کسے کہتے ہیں :

اللہ رؤف و رحیم اور کریم ہے، وہ اپنے بندوں کی عزت افزائی کے لیے اپنی خصوصی عطیات اور نوازشات سے نوازتا ہے، تو ان سے کچھ امور خرق عادت صادر ہوتے ہیں، جسے کرامت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

استدراج کسے کہتے ہیں :

کچھ گنہگار فاسق و فاجر اور کافر بندوں کو ان کے کفر، سرکشی، اور

عصیان پر مزید مہلت و بڑھاوا دینے کے لیے ڈھیل دے دیتا ہے، اور ان سے بھی کچھ باتیں خرق عادت صادر ہو جاتی ہیں، جسے استدراج کہتے ہیں۔ اگر کسی فاسق فاجر اور کافر بندے سے استدراجا، خرق عادت کوئی بات ظاہر ہو جائے، تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں لیا جائے گا، کہ وہ اللہ کا ولی اور نیک بندہ ہے۔

استدراج کو قرآن عظیم میں کئی ناموں سے ذکر کیا گیا ہے۔ جسے علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمہ نے تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

استدراج کی حقیقت :

ارشاد خداوندی ہے، سنستدرجھم من حیث لا یعلمون (پ۹ آیۃ۱۸۲) قریب ہے کہ ہم آہستہ آہستہ لے جائیں گے جہاں سے انہیں خبر نہ ہوگی۔

استدراج کا معنی یہ ہے، کہ بندے کو دنیا میں اللہ کریم ہر وہ چیز عطا فرمادے، جو اس بندے کی کجروی، گمراہی اور جہالت میں اضافہ کا سبب بن جائے۔ یہ اشیاء اس کے لئے اللہ کریم سے دوری بڑھاتی چلی جاتی ہیں، علوم عقلیہ میں تحقیقا یہ بات ثابت ہو چکی ہے، کہ اگر کام کو بار بار دہرایا جائے تو ایک راسخ ملکہ اس کام کے کرنے پر پیدا ہو جاتا ہے۔

اب اصل مسئلہ کی طرف آیئے، جب انسان کا دل دنیا کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور اللہ کریم اس بندے کی مراد پوری بھی فرما دیتا ہے، اور وہ اپنے مطلوب کو پالیتا ہے تو اسے ایک لذت سی حاصل ہو جاتی ہے، اس لذت

کا حصول اسے مزید دنیا کی طرف مائل کر دیتا ہے، یہ میلان اسے مزید کوشش و جہد پر آمادہ کرتا ہے۔اب یہ میلان و کوشش اس ادمی کو ایک سے دوسرے کی طرف بڑھاتے چلے جاتے ہیں اور یہ دونوں حالتیں درجہ بدرجہ قوی ہوتی جاتی ہیں۔اب وہ ان لذتوں میں کھو جاتا ہے، تو لازمی نتیجہ یہی ہوگا کہ وہ مقامات مکاشفات اور درجات معارف سے گرتا چلا جاتا ہے۔اب جتنا میلان دنیا کی طرف بڑھتا چلا جائے گا اتنا ہی اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا چلا جائے گا، اور وصال خداوندی اور تقرب الٰہی ختم ہو جائے گا۔یہی استدارج ہے۔

مکر: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔فلا یأمن مکر اللہ الا القوم الخاسرون (پ۹، آیۃ ۹۹) (اللہ کی خفیہ تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے، مگر تباہی والے) نیز ارشاد فرمایا: ومکروا مکرا و مکرنا مکرا وھم لا یشعرون (پ۱۹، آیۃ ۵۰) (انہوں نے اپنا سا مکر کیا اور ہم نے اپنی خفیہ تدبیر فرمائی اور وہ غافل رہے) نیز فرمایا، و مکروا و مکر اللہ و اللہ خیر الماکرین (پ۳ آیۃ ۵۴) (اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے ان کے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ سب سے بہتر چھپی تدبیر والا ہے)

کید: ارشاد حق ہے: یخادعون اللہ و ھو خادعھم (وہ اپنے گمان میں اللہ تعالیٰ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی انہیں غافل کر کے مارے گا) نیز ارشاد فرمایا: یخادعون اللہ والذین آمنوا و مایخدعون الا انفسھم (پا آیۃ ۹) (وہ فریب دیا چاہتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کو اور حقیقت میں فریب

نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو)

املا: ولا تحسن الذین کفروا انما نملی لھم خیرا لانفسھم انما نملی لھم لیزدادوا اثما (٤، آیۃ ١٧٨) (اور ہرگز کافر اس گمان میں نہ رہیں کہ وہ جو ہم انہیں ڈھیل دیتے ہیں کچھ ان کے لیے بھلا ہے، ہم تو اسی لیے انہیں ڈھیل دیتے ہیں کہ گناہ میں بڑھیں)

اہلاک: ارشاد ربانی ہے، حتیٰ اذا فرحوا بما اوتوا اخذنا ھم (پ۷، آیۃ ۴۴) یہاں تک کہ جب خوش ہوئے اس پر جو انہیں ملا ہم نے اچانک انہیں پکڑ لیا) فرعون کے بارے میں ارشاد ہوا:

واستکبروا ھو و جنودہ فی الارض بغیر الحق و ظنوا انھم الینا لا یرجعون فاخذناہ و جنودہ فنبذنا ھم فی الیم (اپ۲۰/آیۃ ۳۸) (اور اس نے اور اس کے لشکریوں نے، زمین میں بیجا بڑائی چاہی اور سمجھے کہ انہیں ہماری طرف پھرنا نہیں، تو ہم نے اسے اور اس کے لشکر کو پکڑ کر دریا میں پھینک دیا)

ان آیات الٰہیہ سے ثابت ہوا کہ مرادوں تک پہونچنا، اس بات کی دلیل نہیں کہ ایسا آدمی درجات کمالات کو پا چکا ہے یا وہ نیکیوں اور خرات کو حاصل کر چکا ہے۔

کرامت و استدراج میں فرق:

اب رہی یہ بات کہ کرامت واستدراج میں کیا فرق ہے؟ تو آیئے

ہم اس کی وضاحت کرتے ہیں، صاحب کرامت کو ظہور کرامت کے وقت خوشی میسر نہیں ہوتی بلکہ اسے اللہ کا خوف ہوتا ہے اور قہر خداوندی سے وہ زیادہ ڈرنے لگتا ہے، کیونکہ اسے خوف ہوتا ہے کہ جسے وہ کرامت سمجھ رہا ہے، کہیں استدراج نہ ہو۔

لیکن صاحب استداج کا معاملہ بالکل دوسرا ہوتا ہے ،وہ اپنے استداج کو دیکھ کر مسرت وخوشی محسوس کرتا ہے، اور سمجھتا ہے کہ اسے یہ کرامت (یعنی استداج) بطور استحقاق ملا ہے، اب وہ اپنی عظمت کو پا کر دوسروں کو حقیر سمجھنے لگ جاتا ہے، اس میں غرور پیدا ہوتا ہے، اللہ کریم کے عتاب وگرفت سے وہ خود کو مامون سمجھنے لگ جاتا ہے، سوئے عاقبت سے نڈر ہو جاتا ہے، اب اگر دیکھنے والا ایسے حالات ملاحظہ کرتا ہے، تو اسے یقین کر لینا چاہئے کہ یہ صاحب کرامت نہیں بلکہ صاحب استدراج ہے۔

اسی بنا پر ہمارے محققین فرماتے ہیں کہ حضور خداوندی سے عموما انقطاع کرامات کے قیام پر ہی آکر ہوتا ہے اسی لئے محقق اولیائے کرام کرامات کے اظہار سے اس طرح خوف کھاتے ہیں جس طرح مصیبت و بلا سے خوف کھایا جاتا ہے۔ (جامع کرامات اولیاء، ص۱۴۱ مطبوعہ دہلی)

اولیاء اللہ کا علم و قدرت:

اولیاء اللہ کا علم نہایت وسیع ہوتا ہے، حتیٰ کہ بعضوں کو ماکان و ما یکون (جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا) لوح محفوظ پر اطلاع دیتے ہیں اور مرنے

کے بعد ان کے کمالات اور قوتیں اور زیادہ ہو جاتی ہیں، جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے تکمیل الایمان میں مشائخ صوفیہ کے اقوال کو نقل فرمایا ہے، کہ "مشائخ صوفیہ قدس اللہ سرہم گویند کہ تصرف بعض اولیاء در عالم برزخ دائم و باقی است وتوسل واستمداد بارواح مقدمہ ایشاں ثابت وموثر است (قانون شریعت علامہ شمس الدین جونپوری) یعنی "اولیاء انتقال کے بعد بھی تصرف کرتے ہیں ان کو وسیلہ بنانا اور ان سے مدد مانگنا ثابت ومؤثر ہے"۔

اہل سنت کے نزدیک علم وادراک موتی (مردوں) کی تحقیق کر کے فرمایا، وھذا ینتفع بزیارۃ قبور الا برار و الا ستعانۃ من نفوس الاخیار یعنی اسی لئے اولیاء کی قبروں کی زیارت اور بزرگوں کی روحوں سے مدد مانگنا نفع دیتا ہے۔

امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ہر کہ استمداد کردہ میشود بوئے حیات استمداد کردہ میشود بوئے بعد از وفات یعنی جس سے زندگی میں مدد مانگ سکتے ہیں، اس سے مرنے کے بعد بھی مانگ سکتے ہیں۔

امام غزالی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما من عبد الا و لقلبہ عینا ن یدرک بھا الغیب فاذا اراد اللہ تعالیٰ بعبد خیر افتح عینی قلبہ لیریٰ ما ھو غائب من بصرہ وھذا الروح لا یموت لموت البدن۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ بندے کے دل

کی آنکھیں کھول دیتا ہے، تو وہ غیب کی باتیں جان لیتا ہے اور یہ روح بدن کے مرنے سے نہیں مرتی ہیں۔

مشائخ صوفیہ کہتے ہیں، کہ بعض اولیاء اللہ کا تصرف عالم برزخ میں بھی باقی رہتا ہے، اور ان کی ارواح مقدسہ سے استمداد و استعانت فائدہ مند ہوتا ہے۔

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ جو حضرات بحالت زندگی برکات دیا کرتے تھے، وہ بعد از وفات توسل و برکت دینے کی اہلیت رکھتے ہیں کیونکہ مرنے کے بعد روح کا باقی رہنا حدیثوں اور اجماع امت سے ثابت ہے اور بحالت حیات اور بعد وفات ہر حالت میں روح کام کرتی رہتی ہے، بدن کو تصرف سے کوئی تعلق نہیں اور متصرف حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ (تکمیل الایمان از علامہ عبدالحق محدث دہلوی ص ۱۲۳ مطبوعہ نوریہ بکڈپو براؤں شریف)

مزارات اولیاء پر حاضری اور مدد مانگنا:

مزارات اولیاء پر حاضری دے کر مدد مانگنے اور ان سے فیض و برکت حاصل کرنے کو عالم اسلام کا ایک بڑا طبقہ صرف جائز ہی نہیں مانتا ہے، بلکہ اسے مستحسن سمجھ کر حاضری دیتا اور صاحبان مزار سے، اپنی پریشانیاں اور مشکلات کے دور ہونے کے لیے بارگاہ رب العزت میں دعا کرنے کی درخواست کرتا ہے۔ استمداد و استعانت اولیاء، پر بڑی طویل بحثیں علمائے کرام نے کی ہیں، اس کے لیے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ

الرحمہ اور دیگر علمائے کرام کی کتابیں ملاحظہ کریں۔

استعانت کے تعلق سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے لکھا ہے۔ "استعانت حقیقیہ یہ ہے کہ اسے قادر بالذات بے نیاز، جانے کہ بے عطائے الٰہی وہ خود اپنی ذات سے اس کام کی قدرت رکھتا ہو، اس معنیٰ کا غیر خدا کے ساتھ اعتقاد ہر مسلمان کے نزدیک شرک ہے، نہ ہرگز کوئی مسلمان غیر کے ساتھ اس معنی کا قصد کرتا ہے، بلکہ واسطہ وصول فیض و ذریعہ وسیلہ قضائے حاجات جانتے ہیں، اور یہ قطعاً حق ہے۔ خود رب العزت تبارک وتعالیٰ نے قرآن عظیم میں حکم فرمایا۔ وابتغوا الیہ الوسیلۃ۔ یعنی اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ بایں معنی استعانت بالغیر ہرگز اس حصر "ایاک نستعین" کے منافی نہیں، جس طرح وجود حقیقی کہ خود اپنی ذات سے بے کسی کے پیدا کیے موجود ہونا، خاص بجناب الٰہی تعالیٰ وتقدس ہے، پھر اس کے سبب دوسرے کو موجود کہنا شرک ہوگیا، جب تک وہی موجود حقیقی مراد نہ لے۔

(ایمان کامل، ص ۱۱۷ مطبوعہ نوریہ بکڈپو براؤں شریف)

(ماخوذ مضمون مولانا جمال احمد رضوی مدیر ماہنامہ فیض الرسول براؤں شریف ص ۱۹ تا ۲۳ بابت مارچ ۲۰۱۵ء رجمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ)

جیپ کا پلٹ جانا

مولانا حبیب النبی رضوی نوری جمالی شاہدی مدرس الجامعۃ الاسلامیہ رامپور نے اپنا ایک عینی مشاہدہ تحریر کیا ہے، لکھتے ہیں کہ یہ ایمان افروز واقعہ ۱۹۸۹ء کے اوائل کا ہے، جب محقق عصر، مبلغ مسلک رضا، چشم و چراغ سادات پیلی شریف، خلیفۂ حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج سید شاہد علی حسنی رضوی نوری جمالی، شیخ الحدیث و ناظم اعلیٰ، مرکزی درسگاہ اہل سنت، الجامعۃ الاسلامیہ و قاضی شرع و مفتی ضلع رامپور کی دعوت پر، قاضی القضاۃ، تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی الحاج محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری دامت برکاتہم القدسیہ، مرکزی درسگاہ اہل سنت الجامعۃ الاسلامیہ پرانا گنج رامپور تشریف لائے، جہاں اراکین اساتذہ و طلبہ جامعہ نے موصوف کا شایان شان خیر مقدم کیا۔

مجوزہ پروگرام کے تحت، اسی دن حضرت تاج الشریعہ موضع عثمان نگر ضلع رامپور تشریف لے گئے، جہاں کثیر تعداد میں لوگوں نے حضرت کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا، عثمان نگر میں کچھ دیر قیام کے بعد، حضرت تاج الشریعہ وہاں سے رخصت ہو کر، ایک کھلی ہوئی جیپ میں روانہ ہوئے۔ جیپ میں حضرت تاج الشریعہ کے ساتھ، حضرت علامہ مفتی سید شاہد علی رضوی اور ڈرائیور سمیت چھ افراد سوار تھے۔ جیپ میں سوار یہ قافلہ، رامپور بلاسپور شاہراہ پر ”پیلا کھارندی“ کے کنارے باندھ پر سے گزر رہا تھا چلتی

ہوئی جیپ، جب باندھ کے کھڑنجے کے اوپر سے گزری، تو اچانک کھڑنجے کے کنارے کی اینٹیں اکھڑ گئیں، جس سے جیپ کا توازن بگڑ گیا اور جیپ نے تین پلٹے کھائے اور حیرت انگیز طور پر تقریباً پچاس ساٹھ فٹ گہرائی میں، باندھ کے نیچے ایک گڑھے میں پہنچ کر، سیدھی کھڑی ہو گئی۔ جیپ میں موجود دوسرے لوگ حواس باختہ تھے۔ جیپ جیسے ہی زمین پر رکی، تو لوگوں نے دیکھا کہ حضرت تاج الشریعہ سیٹ پر سجدہ کی حالت میں پرسکون بیٹھے ہیں۔ چند لمحوں بعد ہی آپ نے پوچھا؟ سید صاحب آپ ٹھیک ہیں، آپ کو چوٹ تو نہیں آئی؟ نہیں حضور میں ٹھیک ہوں کوئی چوٹ نہیں آئی حضرت علامہ سید شاہد علی رضوی نے فوراً جواب دیا، اور دریافت کیا حضرت آپ تو خیریت سے ہیں، حضرت نے فرمایا بحمدہ تعالیٰ بخیریت ہوں۔ اس حادثہ میں کسی ایک فرد کے بھی کوئی قابل ذکر چوٹ نہیں آئی سب لوگ بحفاظت رہے، البتہ جیپ کی چھت کا پچھلا حصہ ٹوٹ گیا اور پہچاننے میں نہیں آرہی تھی کہ یہ جیب ہے۔

حضرت تاج الشریعہ کی جیپ کے پیچھے پیچھے، موٹر سائیکلوں پر سوار عقیدت مندوں اور وابستگان سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کا ایک عظیم قافلہ ساتھ چل رہا تھا، جس نے کھلی آنکھوں سے یہ اندوہناک حادثہ دیکھا، اور میں بچاؤ کے نقطہ نظر سے گھبرائے ہوئے انداز میں فوراً ہی ایک محفوظ راستے سے نیچے جائے حادثہ پہ پہنچا، اور جیپ میں سوار سب حضرات کو بخیر و عافیت دیکھ کر

میں حیرت زدہ رہ گیا۔ یہ واقعہ یقیناً خرق عادت تھا، اس لئے کہ تمام طور پر اس قسم کے حادثات میں جانیں نہیں بچتیں، چہ جائیکہ کسی کے چوٹ تک نہ آئے۔ یہ حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کی کھلی ہوئی کرامت تھی۔

حضرت علامہ مفتی سید شاہد علی صاحب رضوی کا بیان ہے کہ جیسے ہی جیپ نے پلٹا کھایا، تو حضرت تاج الشریعہ نے "یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم" کا ورد کرنا شروع کر دیا تھا، اور جب جیپ ٹھہری تو آپ سجدہ کی حالت میں تھے۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے، کہ حضرت سید صاحب قبلہ بھی اس حادثہ جانکاہ کے وقت کچھ کلمات خیر ورد زبان کیے ہوئے تھے، اس واقعہ کے عین شاہدین آج بھی سیکڑوں کی تعداد میں موجود ہیں، کیوں کہ جب یہ حادثہ ہوا، چشم زدن میں لوگوں کی ایک بھیڑ وہاں اکٹھی ہو گئی تھی۔

اللہ اللہ اس دور قحط الرجال میں، اللہ کے کیسے کیسے برگزیدہ بندے اس دنیا میں موجود ہیں جن کی برکتوں سے بڑے بڑے حادثے ٹل جاتے ہیں۔

یہ ایسے ہی نفوس قدسیہ ہیں جن کے لیے کہا گیا ہے:

اولیاء را ہست قدرت از الہ
تیر جستہ باز گرداند ز راہ

اس حادثہ کے بعد گاڑی وہیں چھوڑ کر، تقریباً ساٹھ فٹ کی چڑھائی چڑھ کر، حضرت تاج الشریعہ اور سارے رفقائے سفر وہاں سے پیدل چل کر، باندھ کے ڈھلوان کو پار کر کے اوپر سڑک پر آ گئے، اور وہاں سے پیدل

چلتے ہوئے تقریباً ایک میل کا فاصلہ طے کر کے "شنکر چورا" ہے پر پہنچے، اور وہاں باغ والی مسجد میں نماز ظہر ادا فرمائی، اسی دوران شہر سے رابطہ کر کے دوسری گاڑی منگوالی گئی تھی۔ نماز ظہر سے فراغت پا کر یہ قافلہ، دوبارہ مرکزی درسگاہ اہل سنت الجامعۃ الاسلامیہ پرانا گنج رامپور پہنچا، اور مسجد جامعہ میں حضرت تاج الشریعہ کی اقتداء میں سب نے نماز عصر ادا کی، پھر قل شریف ہوا، اس کے بعد کثیر تعداد میں لوگ حضرت تاج الشریعہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ نماز مغرب بھی حضرت ہی کی اقتداء میں ادا کی گئی۔

نماز مغرب کے بعد یہ عظیم الشان قافلہ، حضرت تاج الشریعہ اور حضرت مفتی سید شاہد علی رضوی کی معیت میں، ایک جلوس کی شکل میں رامپور کے قصبہ نگلیا عاقل کے لیے روانہ ہوا۔ جیسے ہی یہ قافلہ نگلیا عاقل پہنچا، تو اہالیان قصبہ نے نعرہ ہائے تکبیر و رسالت و غوثیت سے پر جوش خیر مقدم کیا۔ علماء اہل سنت زندہ باد، حضور تاج الشریعہ زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے ساری بستی گونج اٹھی۔ سب لوگ جوش و ولولہ اور نہایت عقیدت و احترام کے ساتھ حضور تاج الشریعہ کو متعینہ نشست گاہ مدرسہ سراج العلوم لے گئے۔

راقم الحروف اپنے متعلقین، رشتہ داروں اور محبین کے ساتھ حضرت کے استقبال کرنے والوں میں پیش پیش رہا۔ خصوصاً مولانا عتیق الرحمٰن ازہری للواری صدر المدرسین مدرسہ سراج العلوم نے حضرت کی پذیرائی کی۔

اس وقت وہاں موجود لوگوں کا جو والہانہ انداز و وارفتگی کا عالم تھا، اسے لفظوں میں سمیٹنا بڑا مشکل ہے۔ غرض یہ کہ سیکڑوں متلاشیان ہدایت، آپ کے ارد گرد حلقہ باندھے کھڑے تھے۔ آپ نے سب کو توبہ کرائی، اور

سب کو سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ نوریہ میں بیعت فرما کر سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلامی اور پناہ میں دیدیا۔ آپ نے عشاء کی نماز "نگلیا عاقل" میں ہی ادا فرمائی، اور کچھ دیر نگلیا عاقل ہی میں قیام فرما کر، حضور تاج الشریعہ وہاں سے رخصت ہوئے اور پھر رامپور کے لیے عزم سفر کیا، کیوں کہ حضرت تاج الشریعہ نے الحاج ظہور احمد رضوی رکن جامعہ کے بیحد اصرار پر، ان کی دعوت اس شرط پر قبول فرمائی تھی کہ وہ دعوت کے لوازمات کے بیجا مصارف سے گریز کر کے صرف مونگ کی کھچڑی پکوائیں گے۔

چنانچہ حضرت تاج الشریعہ مدظلہ العالی، حسب وعدہ تقریباً ۱۱ ربجے شب موصوف کے مکان واقع پرانا گنج پہنچے، دسترخوان کو زینت بخشی اور دعوت دہندہ کی خوشی کی خاطر بزرگوں کی عادت مبارکہ کے موافق، چند لقموں پر اکتفا کیا مگر اہل خانہ اور دیگر حاضرین کو خوب کھلایا۔

اس موقع پر منظور احمد رضوی، نبیہ احمد قادری خازن جامعہ، صغیر احمد ازہری محاسب جامعہ، امیر احمد سیفی رضوی، الحاج شبیر احمد رضوی، جمیل احمد خاں رضوی کے علاوہ بہت سے محبین و مخلصین اور اراکین جامعہ موجود رہے۔ کھانے سے فراغت پا کر حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ، اپنے خادم مولانا شکیل احمد خاں صاحب رضوی، جو اس پورے سفر میں حضرت کے ساتھ رہے تھے، کو اپنے ساتھ لے کر بذریعہ کار شب کو ہی بریلی شریف کے لئے رخصت ہوگئے۔

نماز کے لیے ٹرین کا رکنا

۱۱ رمارچ ۲۰۱۵ء کو حضرت تاج الشریعہ، بنارس کے لیے کاشی وشوناتھ ایکسپریس سے روانہ ہوئے۔ عصر کی نماز بریلی جنکشن پر ادا فرمائی۔ مغرب شاہجہانپور میں ادا کی اور عشاء کے وقت ٹرین لکھنؤ پہونچ گئی۔ اسٹیشن پہونچنے سے پہلے حضرت بیت الخلاء گئے، جب حاجت سے فارغ ہوئے، تو ٹرین کے چھوٹنے کا وقت ہوگیا، حضرت جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لائے اس وقت تک ٹرین روانہ نہیں ہوئی تھی، مگر چند لمحہ میں ٹرین چلنے لگی، حضرت نماز عشاء ادا کرنے کے لیے جائے نماز نکالنے کا حکم دے رہے تھے، برادرم محمد یوسف اختر رضوی نے بیگ سے جائے نماز نکالی، حضرت نے فرمایا، مصلی بچھا دو تو یوسف رضوی نے کہا کہ حضور ٹرین چلنے لگی ہے، حضرت کے حکم پر مصلی بچھا دیا گیا، جیسے ہی مصلے پر حضرت نے قدم رکھا فوراً ٹرین رک گئی، حضرت نماز کے لیے کھڑے ہوگئے، ٹرین میں جگہ تنگ اور حضرت کی نقاہت کو دیکھتے ہوئے، ایک طرف محبّ محترم مفتی محمد شعیب رضا قادری اور دوسری طرف یہ راقم السطور معمولی سہارا دیتے رہے۔ حضرت نے اطمینان کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز عشاء ادا فرمائی، بس سلام پھیرتے ہی ٹرین چلنے لگی، حضرت نے سلام پھیرا، پھر فرمایا کہ ٹرین کہاں پر ہے، راقم نے عرض کیا حضور ٹرین ابھی پلیٹ فارم پر ہی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ چلو الحمد للہ نماز اپنے وقت پر ادا ہوگئی۔ اس کرامت کے ظہور کے وقت مولانا عاشق حسین کشمیری الحاج محمد یوسف نوری، پور بندر الحاج شاہ نواز حسین رضوی (دوبئی) موجود تھے۔

(محررہ: ۱۴ رمارچ ۲۰۱۵ء بروز ہفتہ بوقت عشاء بریلی)

آنکھ کا آپریشن بغیر انجکشن

حضرت تاج الشریعہ ساوتھ افریقہ، ماریشش، ہرارے، زمباوے، تنزانیہ وغیرہ کے تقریبا ایک درجن ممالک کے تبلیغی سفر پر ۱۴/ مارچ ۲۰۱۵ کو بریلی شریف سے روانہ ہوئے، قیام دولت کدہ بریلی سے ہی آنکھ سے کبھی کبھی خون نکل رہا تھا، سبھی لوگوں نے حضرت سے اتنا طویل سفر کرنے سے منع کیا، مگر تاریخ دے چکے تھے، اس لیے وعدہ خلافی نہ ہو، تشریف لیے گئے آپ کے ہمراہ آپ کے صاحبزادہ گرامی مولانا عسجد رضا قادری بھی تھے۔

دربن (ساوتھ افریقہ) پہنچنے پر آنکھ میں تکلیف زیادہ بڑھ گئی، ۲۲/ اپریل ۲۰۱۵ء کو ہاسپٹل لے جا کر آنکھ کے مشہور اور تجربہ کار ڈاکٹر کو دکھایا، انہوں نے کچھ دوائیں تجویز کیں اور آپریشن کا مشورہ دیا۔

یہ وہ آنکھ ہے جس کا تقریبا ۲۰ سال قبل بمبئی میں آپریشن ہو چکا تھا، اسی دوران آنکھ کے تحفظ کے پیش نظر پلاسٹک کے دو ٹکڑے ڈاکٹر نے لگا دیئے تھے، وہ ٹکڑے ابھر کر آ گئے تھے، اس لیے آنکھ سے خون بہنے لگتا تھا۔ ڈربن کے ڈاکٹر نے کہا کہ اس آنکھ کے آپریشن کے علاوہ کوئی اور طریقہ نہیں ہے، جس سے اس پر کنٹرول پایا جا سکے۔ ۲۴/ اپریل ۲۰۱۵ء کو آپریشن کی تاریخ مقرر کر دی، حضرت کو مریدین وعقیدت مند ہاسپٹل لیکر پہنچے، آپریشن کی تیاریاں مکمل ہو گئیں۔

ڈاکٹر نے حضرت کو آپریشن سے قبل بے ہوشی کا انجکشن لگانا چاہا جیسا کہ ڈاکٹروں کا معمول ہے مگر آپ نے سختی سے منع فرما دیا، کہ اس طرح کے انجکشن میں ناجائز چیزوں کی آمیزش ہوتی ہے اور دوسری نشیلی اشیاء ہوتی

ہیں، اس لئے میں انجکشن نہیں لگوا سکتا۔ ڈاکٹر صاحب نے حضرت کو بہت مطمئن کرنے کی کوشش کی مگر حضرت نے انکار فرمایا، پھر ڈاکٹر صاحب نے حضرت سے دوسری گزارش کی کہ اتنا حصہ سُن کر دیتا ہوں، حضرت اس پر بھی تیار نہیں ہوئے۔ اور سُن کرنے سے بھی منع کر دیا۔ عین آپریشن کے وقت ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ڈاکٹروں کا پورا پینل حضرت کو سمجھانے کی کوشش کرتا رہا، کہ آپریشن بغیر سُن کیے یا بغیر انجکشن لگائے نہیں ہوتا ہے، حضرت نے بڑے اطمینان کے ساتھ ان ڈاکٹروں کے پورے پینل سے فرمایا کہ آپ لوگ بالکل بے فکری کے ساتھ میری آنکھ کا آپریشن کیجیے، میں کسی بھی طرح کی ناجائز اشیاء کا استعمال نہیں کرتا ہوں، اور نا ہی پسند کرتا ہوں، انشاء اللہ تعالیٰ مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوگی، میرے جد امجد نے بھی بغیر انجکشن کے آپریشن کرایا تھا۔ آپ لوگ اپنا کام کریں۔

اس گفتگو کے بعد ڈاکٹروں نے ہمت جتائی اور آپریشن کا آغاز کر دیا۔ حضرت بہت مطمئن اور بالکل ساکت و جامد بیٹھے رہے، تقریبا ساڑھے تین گھنٹہ آپریشن چلا، اور آنکھ میں سات (۷) ٹانکے لگے۔ آپریشن کی تکمیل تک آپ کی زبان مبارک پر درود شریف اور قصیدہ بردہ شریف کا ورد جاری رہا۔ ڈاکٹر حضرات یہ نہیں سمجھ پا رہے تھے کہ آپ کیا پڑھ رہے ہیں مگر لبوں کی جنبش سے محسوس ہوتا تھا کہ آپ کچھ پڑھ رہے ہیں۔

آپریشن سے فارغ ہو کر ڈاکٹر کا تاثر حیرت انگیز تھا، انہوں نے بھی

لوگوں کی موجودگی میں کہا، کہ میں دنیا بھر میں جاتا ہوں اب تک بغیر انجکشن لگائے میں نے یا کسی اور ڈاکٹر نے آپریشن نہیں کیا، مگر یہ شخصیت اپنے آپ میں منفرد ہے۔ دنیا کا سب سے نالائق ڈاکٹر میں ہوں، کہ میں نے بغیر انجکشن کے آپریشن کیا، اور یہ ذات دنیا کی واحد ذات ہے کہ اتنی مضبوط، ہمت، اور روحانی قوت والی ہے، کہ ساڑھے تین گھنٹہ تک بالکل جس طرح بٹھایا گیا تھا بیٹھے رہے، ذراسی بھی جنبش نہیں کی، جب کہ اس طرح کے بڑے آپریشن میں تکلیف سے آدمی تڑپ اٹھتا ہے، ایک ذرا سا کانٹا چبھ جانے سے آدمی کراہ اٹھتا ہے مگر یہ شخصیت پوری دنیا میں شاید واحد ہوگی، جس کے اندر میں روحانی اور ایمانی قوت دیکھتا ہوں۔ ڈاکٹروں کی پوری ٹیم آپ کی استقامت پر حیران تھی۔

حضرت کے دادا حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی قدس سرہ نے بھی، اپنے انگوٹھے کا آپریشن جے پور میں بغیر انجکشن کے کرایا تھا اور ایک گھنٹہ تک آپریشن ہوتا رہا، اور آپ صبر وسکون کے ساتھ پنج گنج درود شریف کا ورد کرتے رہے، یہاں تک کہ آپریشن مکمل ہوگیا (۴؍مئی ۲۰۱۵ء بروز پیر)

ڈاکٹر جھوٹا۔ رپورٹ جھوٹی

حضرت تاج الشریعہ کی تقریباً ایک ماہ کے سفر سے بریلی شریف واپسی ہوئی۔ عید الفطر کی نماز عیدگاہ باقر گنج میں پڑھائی۔ چند ایام گزرے تھے کہ ۲۵؍جولائی ۲۰۱۵ء کو بعد نماز مغرب لگاتار چار الٹیاں ہوئیں۔ الٹی بالکل

کالی تھی، فوراً صاحبزادہ گرامی مولانا عسجد رضا خاں صاحب نے ڈاکٹر پرویز نوری صدیقی کو فون کر کے بلا لیا، انہوں نے چیکپ کیا، خون کے جانچ کی رپورٹ حاصل کرنے کے لئے سینٹر بھیج دی، دوا تجویز کی اور دوا کھانے پر الٹیاں بند ہوگئیں۔ بعد نماز عشاء تقریباً رات کے دس بجے ہوں گے، کہ ڈاکٹر صاحب تشریف لائے، کہنے لگے کہ فکرمندی کی بات یہ ہے کہ حضرت نے صبح صرف آدھی روٹی تناول کی تھی اس کے بعد پورا دن گزر چکا ہے کچھ بھی نہیں کھایا، اور کالی الٹی ہوگئی، اس لیے میرا مشورہ ہے کہ آپ دہلی لے جایئے۔
مولانا عسجد میاں نے حضرت سے دہلی چلنے کے لئے کہا، فرمایا کہ نماز پڑھوں گا، حضرت نے نماز ادا فرمائی دور دراز سے آئے ہوئے لوگوں کو مرید کیا، ملاقاتیں فرمائیں، پھر اندرون خانہ تشریف لے گئے اور آرام کرنے لگے۔ عسجد میاں پھر حضرت کے پاس پہنچے، دہلی چلنے کے لئے کہا، تو حضرت نے فرمایا کہ میری طبیعت بہتر ہے اور میں اب آرام کرونگا، ڈاکٹر کی رپورٹ جھوٹی ہے۔

مولانا عسجد میاں، برادرم دانش رضا اور راقم السطور رات بھر نہیں سوئے، فکر دامن گیر رہی، رات تقریباً ڈیڑھ بجے ڈاکٹر انیس بیگ اور ڈاکٹر شردا گروال سے مولانا عسجد میاں نے بات کی، انہوں نے دوسرے دن ہاسپٹل میں ایڈمٹ کرانے کا مشورہ دیا، ۲۶؍جولائی ۲۰۱۵ء صبح ۶؍بجے جانچ کرنے کے لیے رام پور گارڈن سے دو صاحبان آگئے، چیک کرنے کے لئے خون لے گئے۔ دس بجے برادرم دانش رضا رپورٹ لینے کے لئے

پہنچے،رپورٹ میں کچھ واضح نہیں ہورہا تھا،پھر ڈاکٹر انیس بیگ آگئے،اور اپنے ہاسپٹل میں چلنے کا مشورہ دیا،۱۱ بجکر ۴۵ منٹ پر حضرت سوداگران سے ’’بیگ ہاسپٹل‘‘ کے لئے روانہ ہوئے،ہاسپٹل میں حضرت کے پہنچنے کی خبر نے شہر میں ہل چل مچادی،گلی کوچے ہاسپٹل کے درودیوار انسانی سیلاب سے بھر گئے تھے۔حضرت کے گردہ کا اکسرا ہوا۔شوگر،بلڈ پریشر وغیرہ کی جانچیں ہوئیں،ایک دن اورایک رات ہاسپٹل میں گزار کر ۲۷ر جولائی کو ۱۲ر بجے گھر واپس تشریف لائے۔ڈاکٹر شرداگروال نے نبض کی تشخیص اور جانچ رپورٹوں کے بعد بتایا کہ حضرت کی طبیعت میں کافی سدھار ہوا ہے اور طبیعت بہت بہتر ہے۔

دوران علاج شدید بیماری میں حضرت نے تمام نمازیں کھڑے ہوکر پڑھیں،فرائض تو فرائض سنت بھی کھڑے ہوکرادا کی،کبھی کبھی کمزوری کی وجہ سے کھڑے ہونے میں دقت ہوجاتی تھی،تو برادرم یوسف اختر ہلکا سا سہارا دیدیا کرتے تھے۔روزانہ کے معمولات اورادووظائف میں بالکل فرق نہیں آنے دیا،مولانا عاشق حسین کشمیری اور مفتی شعیب رضا قادری کو برابر علمی موضوعات پراملا کراتے رہے؛اور مسلسل تصنیف وتالیف ودیگر فتوی جات پر تحریری کام بھی جاری رہا۔

ظاھری حالت میں دور رہ کر دیدار اور جنات سے حفاظت

۲۷ر جولائی ۲۰۱۵ءکو میں اپنی آفس میں بیٹھا ہوا تھا،حضرت سے ملنے والوں کا بے پناہ ہجوم تھا،اسی درمیان تین یا چار شخص کافی لمبے تڑنگے آفس میں داخل ہوئے،سلام و دعا کے بعد کہنے لگے،کہ آپ نے مجھے پہچانا،میں نے کہا کہ ہاں چہرہ پہنچان رہا ہوں،مگر نام یاد نہیں آرہا ہے،ان میں ایک بزرگ شخصیت تھی،سفید داڑھی تھی،نوارنی چہرہ اوراس پر سفید کپڑا اور سر پر سفید رومال وٹوپی نے چہرہ کونہایت بارونق بنادیا تھا۔انہوں نے جیب سے مجلد ایک چھوٹی سی پاکٹ سائز کی کتاب کو میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا کہ دیکھئے یہ کیا ہے۔میں نے دیکھا تو وہ شجرہ شریف تھا،اندر کھولا تو موصوف کا نام میرے ہاتھوں سے حاجی احمد علی قادری رضوی جموں وکشمیر لکھا ہوا تھا،وہ ۲ر فروری ۲۰۰۷ءکو حضرت سے داخل سلسلہ ہوئے تھے۔

حاجی احمد علی رضوی کے ہمراہ مولانا دل محمد رضوی مرحوم کے صاحبزادے محمود احمد رضوی،ایڈوکیٹ ہائی کورٹ جموں کشمیر بھی تھے۔حاجی صاحب نے اپنے صاحبزادے آفتاب احمد کا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ ان کو مرید کرانے کے لیے لایا ہوں،بولے کہ واقعہ یہ ہوا کہ اس کے اوپر جنات کے اثرات ہیں،اکثر حاضری ہوجاتی ہے۔

ایک بار جنات اس کے اوپر حملہ آور ہوگئے،میں گھبرا گیا کہ اب کیا کروں،کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ دفعتاً میری زبان سے یہ آواز نکلی کہ ’’تم

جانتے ہو کہ میری سرپرستی کون کر رہے ہیں اور میں کس بزرگ کا مرید ہوں“
کہ اتنے میں حضرت تاج الشریعہ میری پشت کی طرف کھڑے تھے، کہ
آفتاب احمد نے دیکھا اور وہ گھبرا گیا، اس کے اوپر جو جنات کے اثرات تھے،
وہ کافور ہوتے نظر آئے، اس کے منہ سے یہ آواز سنائی دیتی رہی کہ اب میں
نہیں آؤں گا، اب میں نہیں آؤں گا آفتاب احمد کی خواہش ہوئی کہ جس پیر
سے آپ مرید ہیں ان کے پاس مجھے لے چلئے، میں بھی انہی سے مرید ہونا
چاہتا ہوں، پہلے میں زیارت کرونگا پھر مرید ہوں گا۔ حاجی صاحب حضرت
نشست گاہ میں گئے، بغیر کچھ کہے آفتاب احمد کہنے لگے کہ یہی شخصیت ہے،
جس کو میں نے دیکھا تھا، انہی کی ہیبت اور روحانی فیضان نے جن کو بھاگنے پر
مجبور کر دیا تھا۔ پھر آفتاب احمد حضرت کے دست حق پرست پر مرید ہو
گئے، چار لوگوں کو میں نے شجرہ شریف دیا اور بہت خوش ہو کر، جموں کشمیر کے
لیے روانہ ہو گئے، اللہ تعالیٰ ان کو اسی طرح سے پیر و مرشد کا فیضان نصیب
فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

پلین کا لیٹ ہو جانا

آوائل ۱۹۹۲ کی بات ہے کہ راقم السطور حضرت کے ہمراہ بطور خادم
پہلی بار لمبے سفر کلکتہ گیا، حضرت کا قیام جناب محمد ایوب خاں رضوی مرحوم کے
دولت کدے پر تھا، دو دن کے قیام اور مختلف جگہوں پر اجلاس و دعوت و تبلیغ
کے پروگرام میں شرکت کرنے کے بعد، شب ۳ بجے قیام گاہ پر واپسی
ہوئی، حضرت نے فرمایا اب مختصر سا وقت بچا ہے، نماز فجر پڑھ کر سویا جائے،

ایوب صاحب چائے لیکر حاضر ہوئے، اسی وقفہ میں حضرت نے مجھے کچھ لکھنے
کا حکم فرمایا میں نے وہ مراسلہ تیار کیا، اتنے میں فجر کی اذان ہونے لگی۔ نماز
جماعت سے پڑھی گئی، پھر مسلسل سفر کی تھکاوٹ کی وجہ سے نیند فوراً ہی
آ گئی، ۱۱ بجے بیدار ہوئے، پھر چلنے کی تیاری ہونے لگی، شام کو چار بجے کی کی
فلائٹ دمدم ایرپورٹ سے دہلی کے لیے تھی، ناشتہ اور کھانا ایک ساتھ کیا، نماز
ظہر گھر پر ادا ہوئی، شب ہی میں فلائٹ کے دو ٹکٹ ایوب مرحوم نے لاکر مجھے
دیئے تھے، وہ ٹکٹ میں نے حضرت کی تکیہ کے نیچے رکھ دیئے تھے۔ اس خیال
سے کہ چلتے وقت ”صدری“ کی جیب میں رکھ لونگا مگر میں بھول
گیا۔ ایرپورٹ چلنے کی تیاری ہونے لگی، حضرت نے اپنی صدری مجھے عنایت
فرماتے ہوئے کہا کہ اس کو تم پہن لو میں نے حضرت کی صدری پہن لی، اور
اکثر دوران سفر حضرت کی صدری میں پہن لیا کرتا تھا، حضرت بہت کم صدری
پہنتے تھے، مگر صدری ساتھ میں ضرور رکھتے تھے، اس کی وجہ یہ تھی کہ اس میں
ضروری کاغذات، پاسپورٹ، ٹکٹ قلم اور دوا وغیرہ رکھے جاتے تھے، جب
ایرپورٹ کے لیے چلنے لگے، تو حضرت نے فرمایا کہ سب سامان رکھ لیا
ہے، میں نے عرض کیا حضور سارا سامان رکھ لیا ہے۔ حضرت مطمئن
ہوئے، گاڑی میں بیٹھے کچھ ہی دور چلے تھے، کہ پھر فرمایا کہ سامان چیک کر لیا
ہے، میں نے پھر وہی جواب دیا کہ سب چیک کر لیا ہے۔ جب ایرپورٹ کے
قریب پہنچے فرمایا، کہ ایک ایک سامان چیک کیا ہے، میں نے عرض کیا کہ حضور
ہاں، پھر فرمایا کہ ٹکٹ کہاں ہے، بس اتنا کہنا تھا کہ فوراً یاد آیا، کہ ٹکٹ تو تکیہ کے
نیچے ہی رہ گیا۔ صدری کے چاروں جیب چیک کیے مگر ٹکٹ تو میں نے رکھا ہی

نہیں تھا، وہ بھول گیا تھا، دمدم ایرپورٹ بالکل قریب تھا، پلین کا وقت صرف
آدھا گھنٹہ بچا تھا، میں فوراً ایوب رضوی کے ساتھ گھر واپس آیا، یہ وقت بہت
ٹریفک کے رش کا ہوتا ہے، گھر گیا ایک گھنٹہ لگا، ادھر لوگ حضرت سے پلین
کے تاخیر سے اڑنے کے لئے دعا کرانے لگے۔ جب میں ٹکٹ لیکر واپس پہنچا
تو معلوم ہوا کہ دو گھنٹہ پلین لیٹ ہے، بہت آرام سے بورڈنگ کرایا۔ تب پتہ
چلا کہ حضرت شروع ہی سے یاد دہانی کرا رہے تھے، اور یہ حضرت کی زندہ
کرامت ہے کہ میں ٹکٹ بھی لے آیا، پلین لیٹ ہوگیا، بہت سارے لوگ
تاخیر کی وجہ سے داخل سلسلہ بھی ہوگئے۔ یہ ہے اولیاء کرام کا مرتبہ، یہ ہے اہل
اللہ کی شان۔ (۱۹ اگست ۲۰۱۵ء بروز ہفتہ)

مسجد میں چندہ

۱۹۹۷ یا ۱۹۹۸ء کی بات ہے کہ صوبۂ بہار کا راقم السطور نے حضرت
کی طرف سے پروگرام دے دیا تھا، یہ تاریخیں تقریبا دس دن کی تھیں، ہر ایک
دن حضرت کے تین سے چار اجلاس ہوا کرتے تھے۔ اور ایسا خاکہ تیار کیا تھا
کہ جس جگہ سے حضرت چلیں گے اور جہاں تک جانا ہے، تو لب سڑک سے
متصل جتنے بھی گاؤں اور قصبے ہوں گے سبھی جگہ ۱۵ منٹ حضرت رک کر بیعت
و ارشاد فرمائیں گے، اس طرح ان دس دنوں میں درجنوں پروگرام ہو
گئے۔ اور درجنوں گاؤں و دیہات کے علاقوں میں حضرت کے قدوم میمنت
لزوم پہنچ گئے، تقریبا آدھا صوبہ بہار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی
اور تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم قدس سرہما کے فیضان سے مالا مال ہوگیا۔

حضرت شہر کشن گنج سے بہادر گنج جاتے ہوئے مفتی مطیع الرحمٰن مضطر
رضوی اور علم وفن حضرت خواجہ مظفر حسین رضوی مرحوم کے گاؤں تشریف لے
گئے۔ راستہ میں ایک صاحب غالباً مولانا مفتی ایوب مظہر قادری کے بھائی یا
قریبی رشتہ دار ملے، وہاں سے آگے بڑھے ہوں گے کہ ایک مسجد یا مدرسہ کی
تعمیر ہو رہی تھی۔ چندہ کی اپیل کا بینر لگا ہوا تھا، معاً مجھے خیال آیا کہ یہ غریب
مسلمانوں کا علاقہ ہے، یہاں مدد ہونا چاہئے، میرے پاس اتنے روپے بھی
نہیں ہیں کہ میں فی الحال ان کی مدد کردوں، میں اپنے ذہن وخیال میں سونچتا
ہوا جا رہا تھا، گاڑی تیز رفتاری کے ساتھ بڑھ رہی تھی، آگے ہی کچھ فاصلے پر
قیام گاہ تھی۔ قیام گاہ پر پہنچے، سامان گاڑی سے لاکر کمرہ میں رکھا، حضرت کچھ
دیر کے لیے آرام کرنے لگے، جب بیدار ہوئے فرمایا کہ تم اس وقت کیا سوچ
رہے تھے، بیگ میں فلاں جگہ کا نذرانہ رکھا ہوگا، اس کو لے لو اور جا کر اس مسجد
یا مدرسہ میں تعاون کردو، یہ نہایت ہی اچھا عمل ہے۔ اللہ ایسے لوگوں کو بہترین
جزا دیتا ہے۔

میں نے عرض کیا کہ حضور میں واقعی یہی سوچ رہا تھا کہ ان کی مدد
ہونی چاہئے۔ آپ نے کشف کے ذریعہ میرے دل کا حال جان لیا
ہے۔ اب میں وہاں کے جو ذمہ دار ہوں گے، ان سے ملکر آپ کی طرف سے
تعمیر مسجد میں چندہ دیدونگا۔ پھر فرمایا کہ جا کر تعاون کرو مگر نام کے اظہار کی
ضرورت نہیں ہے۔ میں نے ایک موٹر سائکل والے کو ساتھ لیا اور اکیلے ہی

چلا گیا۔متولی صاحب سے ملاقات ہوئی، میں نے صرف اپنا اتنا تعارف کرایا کہ میں بریلی شریف سے حاضر ہوا ہوں، فلاں جلسہ میں آیا ہوں، یہ دس ہزار روپیہ مسجد کی تعمیر میں بطور تعاون حاضر ہیں۔وہ بہت خوش ہوئے۔

حضرت دلوں کا حال جانتے ہیں۔اپنے مریدین و خدام کے جذبات واحساسات کی قدر کرتے ہیں۔یہی اولیائے کرام ومقربان بارگاہ الٰہی کی پہچان ہے۔(۱۷ر اگست ۲۰۱۵ء)

کینسر سے نجات

عزیزم عبد اللہ رضوی ساکن محلّہ ملوکپور بریلی کسی کمپیوٹر کمپنی میں ملازمت کرتے ہیں۔ڈاکٹر نے آپ کو کینسر کا مرض بتادیا۔بریلی سے دہلی پہنچے، یہاں جانچ کرا کر ٹاٹا کینسر ہاسپٹل میں جانچ کے لیے پہنچے، سبھی نے کینسر جیسے مہلک مرض کے ہونے کی بات کہہ دی۔موصوف فوراً اپنے پیرو مرشد حضرت تاج الشریعہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زار و قطار رونے لگے، حضرت نے دریافت کیا کہ کیوں رو رہے ہو، خادم نے کہا کہ حضور ڈاکٹروں نے کینسر بتادیا ہے، جانچ رپورٹ میں بھی کینسر کے نمایاں نشانات بتائے ہیں۔حضرت نے ڈاکٹر پر غصہ ہوتے ہوئے فرمایا کہ ڈاکٹر جھوٹا اور ڈاکٹر کی رپورٹ جھوٹی۔پھر قریب آنے کا اشارہ فرمایا۔حضرت بہت دیر تک عبد اللہ رضوی پر پڑھ پڑھ کر دم کرتے رہے۔ابھی چند ماہ قبل راقم کو گھر جاتے ہوئے راستہ میں مل گئے، میں نے معلوم کیا کہ آپ کی طبیعت کیسی ہے کہنے

لگے کہ جس دن سے حضرت نے دم فرمایا ہے اسی دن سے مجھے بڑی راحت ملی اور کینسر کا مرض کافور ہو گیا ہے۔اب جانچ رپورٹ میں بالکل ہی کینسر کا کہیں نام ونشان نہیں ہے۔یہ سب پیرومرشد کی دعا کا اثر ہے ورنہ میرے گھر والے یہ سمجھ رہے تھے کہ اب میری زندگی کے چند ہی ایام رہ گئے ہیں ہے۔ مگر میرے پیرومرشد کی یہ زندہ کرامت ہے کہ میں آپ کے سامنے صحیح وسالم کھڑا ہوں۔اور کمپنی بھی جوائن کر لی ہے، اور میں بہت اچھے سے کام کر رہا ہوں۔(۲۲ر ستمبر ۲۰۱۵ء)

نماز جنازہ کے بعد بارش

شیر بیشۂ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں پیلی بھیتی علیہ الرحمہ کے صاحبزادے مولانا احمد مشہود رضا کا ۱۹ر ستمبر ۲۰۱۵ء کو انتقال ہو گیا۔انتقال کی اطلاع حضرت تاج الشریعہ کو کرائی گئی کہ مولانا احمد مشہود رضا صاحب نے نماز جنازہ پڑھانے کے لئے حضرت کے نام وصیت کی ہے۔موجودہ وقت میں بریلی شہر سے پیلی بھیت کا راستہ وایا نواب گنج بہت خراب ہے، روڈ پر اینٹ پتھر کا کام چل رہا ہے۔نہایت خراب راستہ ہونے کے باوجود بھی حضرت نے نماز جنازہ پڑھانے کی منظوری عطا فرمادی۔

اسی خانوادہ کے جواں سال برادرم برکات رضا قادری برکاتی بن مولانا محمد میاں رضوی بن ملا لیاقت حسین خاں رضوی مرحوم محلّہ سرخہ بریلی شریف شریک نماز جنازہ تھے۔بریلی واپسی پر بیان کیا کہ میں نے کسی حدیث

کی کتاب میں پڑھا تھا کہ نماز جنازہ کے بعد اگر بارش ہو جاتی ہے تو صاحب میت کی بخشش ہو جاتی ہے۔ میں نے حضرت تاج الشریعہ سے عرض کیا حضور نماز آپ پڑھائیں گے ساتھ ہی بارش کی دعاء بھی فرمادیں تا کہ یہ رحمت کی برکت سے میرے ماموں احمد مشہود رضا صاحب مرحوم کی بخشش کا سامان فراہم ہو جائے۔ حضرت نے ۲۵؍ ہزار پر مشتمل افراد کی امامت فرمائی اور دیکھتے ہی دیکھتے آسمان پر بارش کے آثار نمایاں ہو گئے۔ اور فوراً بارش ہونے لگی۔ یہ ہے حضرت کے دعا کی مستجابیت اور صاحب میت کی نیکی کی دلیل۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت فرمائے آمین۔ (۲۲؍ ستمبر ۲۰۱۵ء)

ایسی کیفیت کبھی نہیں دیکھی

غالباً جنوری ۱۹۹۶ء کی بات ہے کہ راقم السطور حضرت تاج الشریعہ کے ہمراہ لدھیانہ (پنجاب) کے تبلیغی سفر پر تھا۔ جناب عین الحق رضوی کی دعوت پر لدھیانہ پہلی بار حضرت کا جانا ہوا۔ دن میں محلّہ غیاث پورہ میں ایک مدرسہ کا سنگ بنیاد رکھا کہ شب میں جلسہ کا اہتمام تھا۔ جلسہ میں تقریباً دو لاکھ انسانوں کا ہجوم تھا، ایسا لگتا تھا کہ جیسے پورا صوبہ پنجاب آج لدھیانہ میں جمع ہو گیا ہے۔ حضرت تقریباً ایک بجکر کچھ منٹ پر جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے۔ نعروں کے پر ہجوم شور نے حضرت کے مزاج کو برہم کر دیا، پھر میں نے حضرت کا مزاج بنایا اور عوام کو خاموش کیا۔ ہر مقرر و شاعر حضرت کی شان میں منقبت پڑھتا تھا۔ حضرت نے منع فرمایا کہ میری قصیدہ خوانی کے بجائے اسلام وسنیت پر تقریر کریں اور شعراء نعت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

پڑھیں۔ اختتام اجلاس سے قبل تقریباً ۷۵ ہزار فرزندان توحید نے حضرت کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ دیکر غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلامی کا پٹہ ڈالنے کا عہد و پیمان کیا۔

وہیں پر چند وہابی دیوبندی بھی جلسہ سننے اور حضرت کا دیدار کرنے آئے تھے۔ حضرت کو دیکھتے ہی ممبر پر آ گئے۔ کسی نے مجھ سے کہا کہ یہ لوگ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں ان کی طرف متوجہ ہوا، کہنے لگے کہ ہم لوگ مولوی قاسم نانوتوی کے قصبہ نانوتہ کے رہنے والے ہیں، یہاں ایک فیکٹری میں کام کرتے ہیں۔ حضرت جیسی نورانی شخصیت آج تک ہم نے نہیں دیکھی ہے۔ اور آج ہم نے سنی اور دیوبندی کا فرق سمجھا ہے، اس لیے اب ہم حضرت کے ہاتھ پر توبہ ورجوع الی اللہ کرنا چاہتے ہیں۔ میں فوراً حضرت کے پاس لے گیا، پورا واقعہ بیان کیا۔ حضرت نے توبہ وتجدید ایمان کرایا۔ داخل اسلام وسنیت فرما کر مرید کیا۔ غالباً پانچ لوگ تھے۔ یہ ہے حضرت کے چہرۂ زیبا کی ضوفشانیاں جن کی نورانی شعاعوں سے نظریں خیرہ ہو جاتی ہیں، اور دل ودماغ کی سلطنت بدل جایا کرتی ہے۔

دوسرے دن لدھیانہ سے سہارنپور جانا تھا، حکیم محمد احمد قادری مہتمم دار العلوم غوثیہ رضویہ برکات صابر سہارنپور سے حضرت ملاقات کرنا چاہتے تھے۔ مجھے راستہ معلوم نہیں تھا، سہارنپور دو پہر ۱۲ بجے پہنچے، ایک جگہ راستہ معلوم کیا تو بتایا گیا کہ بریلوی مسجد پوچھے تو ہر آدمی بتا دے گا۔ پھر ہر جگہ میں نے بریلوی مسجد کی جگہ کا پتہ معلوم کرتا رہا، کہیں کوئی دقت نہیں آئی اور ہم لوگ حکیم محمد احمد صاحب کی خانقاہ میں پہنچ گئے، حکیم صاحب اور احباب کے

مسرتوں کی انتہائی نہ تھی۔ دو گھنٹہ قیام کر کے واپس لدھیانہ آئے، اور ٹرین کا انتظار کرنے لگے۔ مجھ سے بیوقوفی یہ ہوئی کہ اسٹیشن سے گاڑی والے کو واپس بھیج دیا، اس خیال سے کہ اب ٹرین کا وقت ہو گیا۔ کہاں یہ پریشان ہوں گے اور انتظار کریں گے۔ مگر پلیٹ فارم پر پہنچ کر مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ ٹرین تو دو گھنٹہ لیٹ ہے۔ سامان پلیٹ فارم پر رکھا اور کرسی پر حضرت بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد ٹہلنے لگے، نماز کا وقت ہوا، ظہر اور عصر کی نماز ایک ہی وضو سے پلیٹ فارم پر پڑھی، ٹرین کا اعلان ہوا کہ پنجاب میل آدھا گھنٹہ اور لیٹ ہو گئی ہے میں دل ہی دل میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ حضرت ناراض ہوں گے، مگر حضرت اس دن بہت خوش تھے۔ اس دن پلیٹ فارم پر کم ہی آدمی تھے، میں حضرت کے ساتھ پورے پلیٹ فارم پر ٹہلتا رہا، حضرت چھڑی لیے ٹہلتے ہوئے بہت خوش نظر آرہے تھے، حضرت کے چہرے مبارکہ پر اتنی زیادہ خوشی کے آثار، لبوں پر مسکراہٹیں، اور گفتگو میں لطافت، برق رفتاری، متانت وسنجیدگی، میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ اس دن کا نقشہ آج بھی میری قلب وذہن پر نقش ہے۔ جب یاد کرتا ہوں تو ہر چیز ذہن کے پردے پر اتر کر میری نظروں کے سامنے آجاتی ہے، کہ آج حضرت کی خوشی ومسرت کا راز کیا ہے۔ میں نے سالہاسال کے طویل سفر کے دوران ایسی طمانیت و روحانیت نہیں دیکھی۔ تقریبا ۳ر گھنٹہ کا لمبا انتظار معلوم ہی نہیں ہو سکا کہ کب شروع ہوا، اور کب جا کر ختم ہو گیا۔

کنز الایمان تصحیح شدہ کی اشاعت کا ایمان افروز واقعہ

گزشتہ دنوں غالبا عیدالضحی کے دوسرے دن ۱۱ر ذی الحجہ ۱۴۳۶ھ / ۲۶ر ستمبر ۲۰۱۵ء کو راقم السطور سے ملاقات کے لئے حضرت مولانا محمد یامین نعیمی صاحب استاذ جامعہ نعیمیہ مرادآباد و مالک نعیمیہ بکڈپو دہلی دفتر میں تشریف لائے۔ آپ سے راقم کے قدیمی مراسم ہیں۔ پرانے کتب خانہ کا حال دریافت کرنے پر اس کی پوری تاریخ بیان کر دی۔ پھر میں نے معلوم کیا کہ آپ کی تحریک پر حضرت تاج الشریعہ نے ترجمہ قرآن کنز الایمان کی تصحیح فرمائی تھی، اس کی تفصیلات ذہن میں موجود ہوں گی، بیان کر دیں۔

حضرت مولانا یامین نعیمی صاحب قبلہ نے بتایا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کی حیات میں صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی نے "کنز الایمان مع خزائن العرفان" کی کتابت کرا کر سب سے پہلے مرادآباد سے طبع کرایا۔ اور طباعت کا کام بڑے اہتمام سے کیا تھا۔ اس کے بعد ایک طویل عرصہ گزر گیا کہ کنز الایمان کی اشاعت نہیں ہوئی، جب کہ مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی ابوالعلا مودودی کے ترجمہ قرآن کی برابر اشاعت ہو رہی تھی، اسی درمیان چتلی قبر چوڑی والان دہلی میں ایک پنجابی سکھ کو اردو کی مذہبی کتابوں کی اشاعت کا شوق پیدا ہوا۔ اس نے "کتب خانہ اشاعت الاسلام" کے نام سے ایک مکتبہ قائم کیا، دہلی کی سرزمین سے پہلی بار اور ہندوستان میں دوسری بار اس پنجابی سکھ نے کنز الایمان شائع

کیا۔ کنزالایمان کی اشاعت پر جماعت اہل سنت میں بہت خوشی ومسرت محسوس کی گئی، یہ سلسلہ سالوں چلتا رہا، ۱۹۹۰ء میں مولانا یامین نعیمی کا کتب خانہ اشاعت الاسلام دہلی جانے کا اتفاق ہوا، کتب خانہ کے مالک سے آپ نے تفصیل گفتگو کی، اس کی کچھ باتوں نے آپ کے ضمیر کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ دہلی سے آکر آپ نے سب سے پہلے یہ پورا ماجرا حضرت مولانا مبین الدین محدث امروہوی علیہ الرحمہ کو سنایا، آپ نے یہ عزم مصمم کرلیا تھا کہ کنز الایمان کی اشاعت ہم کریں گے۔ حضرت محدث امروہوی نے آپ کی حوصلہ افزائی کی اور رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا کہ مولانا بریلی شریف چلے جایئے، اور خانوادہ اعلیٰ حضرت کی بزرگ شخصیات سے پورا واقعہ بیان کریئے انشاءاللہ تعالیٰ کوئی نہ کوئی سبیل ضرور نکلے گی۔ آپ دو سال تک غور وفکر کرتے رہے اور درد وکرب بڑھتا رہا، ۱۹۹۳ء میں آستانۂ عالیہ رضویہ پر حاضر ہوئے۔ حاضری سے قبل کی شب میں آپ نے خواب دیکھا کہ میں کسی تکلیف میں کچھ بیان کررہا ہوں، قرآن شریف کی تلاوت کررہا ہوں کہ اتنے میں حضرت تاج الشریعہ تشریف لے آئے، ملاقات ہوئی، خواب میں مزید اور کیا بات ہوئی یہ یاد نہیں رہا۔ اس خواب کی تعبیر آپ نے یہ سمجھی کہ مجھے بریلی شریف فوراً حاضر ہونا چاہیے۔ آپ دوسرے دن بریلی پہنچے، سب سے پہلے آستانۂ عالیہ رضویہ پر حاضری دینے کے بعد آپ نے ارادہ کیا کہ اب حضرت تاج الشریعہ اور حضرت مفتی قاضی عبدالرحیم بستوی صاحب علیہ الرحمہ

صدر مرکزی دارالافتاء بریلی شریف سے شرف ملاقات حاصل کرکے عرض مدعا کروں۔

آپ کا بیان ہے کہ میں جیسے ہی آستانہ شریف سے حاضری دیکر چوکھٹ پر پہنچا ہی تھا کہ پیچھے سے حضرت تاج الشریعہ تشریف لے آئے۔ معاً حضرت نے فرمایا کہ کئی دنوں سے آپ کا خیال ذہن میں آرہا تھا کہ خط لکھ کر آپ کو بلاؤں، مگر پروگرام کی مصروفیات میں مہلت نہیں مل پاتی تھی۔ بہت اچھا ہوا کہ آپ سے یہاں ملاقات ہوگئی، آپ یہیں رکیں، میں اندر جاکر سلام عرض کرکے آرہا ہوں۔ آستانہ شریف سے باہر نکلنے پر حضرت تاج الشریعہ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑلیا اور اپنی نشست گاہ میں لے آئے۔ پھر آپ نے کنزالایمان کی اشاعت کا ایک خاکہ حضرت کے سامنے پیش کیا، اور پنجابی سکھ کی اشاعت میں خامیاں بتائیں۔ حضرت بہت خوش ہوئے، فرمایا کہ میں خود یہی چاہ رہا تھا کہ اس کی تصحیح ہوجائے پھر اشاعت کی جائے۔ یہ حضرت کی کرامت ہی ہے کہ دل کا حال معلوم کرلیا، ایک عظیم اشاعتی خاکہ کی تائید وحمایت فرماکر مولانا یامین نعیمی کے ارادوں کو استحکام عطا کردیا۔

آپ نے بتایا کہ حضرت تاج الشریعہ کی سربراہی میں ۱۹۹۳ء میں ''قرآن کمپنی بریلی'' کے نام سے ایک اشاعت ادارہ کا نام دیا گیا۔ اسی ادارہ کے نام سے کنزالایمان کی اشاعت ہوئی، تصحیح کی مکمل ذمہ داری حضرت

تاج الشریعہ نے انجام دی، اور وقتاً فوقتاً علامہ مفتی قاضی عبد الرحیم بستوی معاونت کرتے تھے، حضرت نے پورے کنز الایمان میں کتابت کی (۳۱۱) تین سو گیارہ غلطیاں نکالیں۔ تصحیح کا طریقہ یہ تھا کہ حضرت مرکزی دار الافتاء میں رونق افروز ہوتے اور سامنے کنز الایمان ہوتا، تصحیح در تصحیح میں غلطیوں کے امکان کو ختم کرنے کے لیے حضرت نے ہندوستان اور پاکستان سے شائع شدہ (۱۱) گیارہ نسخے جمع کئے، علاحدہ علاحدہ طبع شدہ نسخوں کا تقابل کرتے اور ہر ایک نسخے کو دوسرے نسخے سے ملاتے تھے۔ حضرت کے سامنے حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ کا مطبوعہ نسخہ بھی پیش نظر رہا ہے۔ مکمل ایک سال کی محنت شاقہ کے بعد کنز الایمان کی کتابت مراد آباد میں ہو کر منظر عام پر آیا۔ حضرت تاج الشریعہ نے اپنی جیب خاص سے اشاعت کے لیے چالیس ہزار روپے مولانا یامین نعیمی صاحب کو دیئے۔ یہی تصحیح شدہ نسخہ اب متعدد بار شائع ہو چکا ہے۔ یہ اس دور کی بات ہے جب ایک چھوٹی سی کتاب کو چھپوانے کے لیے مصنفین سرمایہ داروں کے چکر لگایا کرتے تھے، مگر اب حالات بدل چکے ہیں، جماعت اہل سنت کے پاس سرمایہ کی کوئی کمی نہیں ہے، اور نہ ہی اداروں کے پاس کوئی کمی ہے۔

مولانا یامین نعیمی صاحب کا خواب میں حضرت تاج الشریعہ کو دیکھنا، حضرت محدث امروہوی کی رہنمائی، پھر حاضری در آستانہ پر حضرت سے اچانک ملاقات، حضرت کا اشاعت کے لیے آپ کو بلانے کا عزم، یہ سب

ایسے ہوا جیسے کہ باہم دونوں گفت وشنید کر چکے ہوں۔ آپ کا خود کہنا ہے کہ یہ تاریخی سفر میری زندگی کی معراج ہے، اور میں اس کو حضرت تاج الشریعہ کی کرامت تصور کرتا ہوں۔ (۲۳/اکتوبر ۲۰۱۵ء)

بیک وقت دو جگہ موجود گی

۲۰۱۳ء میں حضرت تاج الشریعہ کے ہمراہ صاحبزادہ مولانا عسجد رضا قادری مہتمم جامعۃ الرضا بریلی شریف ساؤتھ افریقہ کے علاوہ دار السلام، تنزانیہ، ہرارے، زمباوے اور ملاوی وغیرہ کے تبلیغی سفر پر تشریف لے گئے تھے۔ واپسی پر ملاوی کا ایک واقعہ جو حضرت کی زندہ و جاویدہ کرامت سے منسوب ہے، راقم سے بیان کیا۔ کہ جمعہ کا دن تھا محمد اسلم مرزا رضوی میرے پاس بے تانہ آئے اور بغل گیر ہو گئے، اور کہنے لگے کہ آپ نے نماز کہاں پڑھی، میں نے بتایا کہ فلاں مسجد میں پڑھی، وہاں حضرت نے نماز جمعہ ادا کرائی، اسلم مرزا نے نماز جمعہ کسی دوسری مسجد میں پڑھی تھی، یہاں عین نماز جمعہ حضرت تاج الشریعہ کی زیارت اور مصافحہ ودست بوسی بھی کی تھی، اسلم مرزا صاحب کا اپنی مسجد میں زیارت کرنا اور حضرت کا کسی دوسری مسجد میں نماز پڑھانا، واقعی کسی عظیم کرامت سے کم نہیں ہے۔ اسی مجلس میں کسی نے کہا کہ حضور غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیک وقت ۷۰ جگہ جلوہ نمائی کر سکتے ہیں، تو ان کے جانشین اور خلیفہ بیک وقت دو جگہ کیوں نہیں ہو سکتے۔ اسلم مرزا صاحب حضرت کی یہ کرامت دیکھ کر کہ

فوراً گھر گئے اور اپنے بیوی و بچوں کو لا کر حضرت کے دست حق پرست پر بیعت کرا دیا۔ اور انہوں نے یہ اپنا چشم دید واقعہ تمام لوگوں سے بیان کر کے حیرت میں ڈال دیا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس دن سے میری عقیدت و محبت میں ہزار درجہ اضافہ ہو گیا۔ (۵/ اکتوبر ۲۰۱۵ء)

ہوائی جہاز کا واپس آنا

۷/ اکتوبر ۲۰۱۵ء کو بعد نماز ظہر قادری رائس میل ہیہڑی ضلع بریلی میں بیعت و ارشاد کا جلسہ مولانا مختار احمد قادری نے منعقد کیا تھا۔ حضرت تاج الشریعہ کے ہمراہ راقم کے علاوہ مولانا محمد عاشق حسین کشمیری اور مفتی شعیب رضا قادری بھی تھے۔ محترم مفتی صاحب نے اپنی تقریر میں اپنا عینی مشاہدہ بیان کیا کہ گزشتہ سال حضرت کے ہمراہ زمباوے کے شہر ہرارے کے ایرپورٹ پر ہم لوگ دوسرے شہر کی فلائٹ پکڑنے کے لیے پہنچے، تاخیر ہو جانے کی وجہ سے ایرپورٹ انتظامیہ نے کہا کہ پلین رن وے پر جا چکا ہے۔ اب آپ کا جانا ممکن نہیں ہے۔ حضرت سے مخاطب ہو کر افسوس کا اظہار کرنے لگے کہ اب دوسری فلائٹ بھی نہیں ہے۔ پروگرام متاثر ہو جائے گا، کافی لوگ جمع ہوئے ہوں گے۔ پروگرام آرگنائزر کا کیا حال ہوگا۔ حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرو، اللہ جو کرے گا بہتر ہوگا، پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں ہے۔ چند منٹ ہی گزرے تھے کہ انتظامیہ کے اہل کار آئے، کہنے لگے کہ آپ لوگ چلیں نا معلوم کیا وجہ رہی کہ پلین رن وے پر جانے کے

بعد واپس آ گیا ہے۔ شاید آپ لوگوں کو لیجانا مقصود تھا۔

مفتی شعیب رضا صاحب نے تقریر میں یہ بھی کہا کہ اودے پور میں شہری ہوابازی وزیر کے لیے صرف ایک بار پلین رن وے پر جا کر واپس آیا ہے، اور نہ آج تک کی تاریخ میں میں نے کہیں سنا اور نہ کبھی دیکھا کہ ایسا ہوا ہو، مگر یہ حضرت کی کرامت ہی ہے کہ ہوائی جہاز اڑنے کے بعد پھر دوبارہ واپس آیا۔ اور ہم لوگ خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے پلین میں بیٹھ گئے۔

(۱۰/ اکتوبر ۲۰۱۵ء)

بیٹے کی پیدائش کے لیے دعا

حضور مفتی اعظم قدس سرہ کے خلیفہ و نواسہ حضرت مولانا الشاہ خالد علی خاں بریلوی کے داماد مولانا الشاہ محتشم رضا خاں قادری ساکن محلّہ سوداگران ہر روز حضرت کی خدمت میں حاضر باش ہو کر فیضیاب ہوا کرتے ہیں۔ ایک دن مجھ سے میرے بچوں کے بارے میں معلومات حاصل کر رہے تھے کہ پلٹ کر میں نے بھی محتشم میاں سے ان کی اولاد کے بارے میں دریافت کر لیا، کہنے لگے کہ تین لڑکیاں ہیں اور ایک لڑکا ہے، جو حضرت تاج الشریعہ کی دعاؤں کا مرہون منت ہے۔ میں نے سوال کیا وہ کیسے، بتایا کہ میری اہلیہ محترمہ نے کہا کہ آپ حضرت کی خدمت میں جاتے ہیں تو لڑکے کے تولد ہونے کی دعا کرائیے، اس پر محتشم میاں نے کہا کہ مجھے اپنے ذاتی معا ملات میں کچھ کہتے ہوئے شرمندگی محسوس ہوتی ہے، اس پر محترمہ نے حوصلہ دیا

کہ بزرگوں سے دعائیں کرائی جاتی ہیں، ان کی دعاؤں میں وہ تاثیر ہوتی ہے
جس سے تقدیر وتدبیر بدل جایا کرتی ہے۔

آپ کا بیان ہے کہ ان جملوں سے حوصلہ ملا، ہمت بندھی، حضرت
سے دعاء کی گزارش کہ حضرت میری اہلیہ نے بیٹے کے لئے درخواست کی ہے،
کہ تین لڑکیاں ہیں۔ حضرت نے ہاتھ اٹھا کر دعاء کرکے فرمایا کہ انشاء اللہ
تعالیٰ بیٹا پیدا ہوگا، الحمد للہ چند ماہ بعد بیٹا ہی پیدا ہوا، جس کا نام حضرت نے
ذکوان رضا خاں (۲۲ردسمبر۲۰۱۳ء) تجویز فرمایا، اس کے بعد فرمایا کہ ذکوان
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص شاگرد کا نام ہے۔

(۲۰/اکتوبر۲۰۱۵ء/۶/محرم ۱۴۳۷ھ)

السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ
تمام قارئین سے گزارش ہے کہ آپ
ہمیں اپنی دعاء میں رکھیں اور ہمارے
لئے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے علم
وعمل میں برکتیں عطا فرمائے اور ہر
طرح کی تکلیف سے نجات دے آمین
یا رب العالمین
الحقیر محمد مشفق رضا نوری رضوی

خواب میں مجاہد ملت کے ساتھ دیکھا

علامہ مولانا محمد عاشق الرحمٰن حبیبی شیخ الحدیث جامعہ حبیبیہ الہ آباد تحریر
کرتے ہیں کہ حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی قدس سرہ بندہ
کے شیخ حضور مجاہد ملت قدس سرہ کے شیخ ہیں۔ حضرت تاج الشریعہ نبیرۂ
حضرت حجۃ الاسلام ہیں۔ حضور مجاہد ملت قدس سرہ نے حضرت مفتی اعظم ہند
قدس سرہ کے لئے ''چچا پیر'' کے الفاظ استعمال کئے، انہیں ہمیشہ ''چچا پیر'' جانا
اور مانا، اور ہمیشہ ''چچا پیر'' کی طرح ان کا احترام فرمایا۔ حضرت تاج الشریعہ
جانشین حضرت مفتی اعظم ہند ہیں۔

ایک طرف متذکرہ بالا نسبتوں کا ادراک ہوتا گیا، دوسری طرف
موصوف کی دوسری فضیلتوں کو بھی پہچانا۔ بندہ نے فضائل علیہ کو بھی ملاحظہ
کیا، تصنیفی کارناموں کا بھی مشاہدہ کیا۔ بندہ حضرت ممدوح کی کئی تصانیف پر
اپنے تاثرات کا اظہار بھی کر چکا ہے۔ اس طرح اس ''اختر اعظم'' کی طرف
بندہ کے قلب کا میلان ہوگیا۔

قرآن کو خدا کی بنائی کتاب قرار دینے پر گرفت کرنے اور توبہ کروا
دینے کے بعد کتب ''بشریٰ'' پر تقریظ لکھنے کی وجہ سے حضور مجاہد ملت قدس سرہ
پر کفر کا حکم کیا گیا اور توبہ، تجدید ایمان وتجدید نکاح کا مطالبہ کیا گیا۔ اس پر
مصنف ''بشریٰ'' کی جانب سے عبارت کی توضیح پر مشتمل استفتاء حضرت مفتی
اعظم ہند قدس سرہ کی خدمت میں پیش کیا گیا، اور حضور مجاہد ملت قدس سرہ نے

یہ فرمایا کہ "مصنف کی اس توضیح کے بعد اگر حضرت مفتی اعظم ہند حکم
فرمائینگے، میں یہ سب کرونگا۔لیکن اس زمانے میں جو صاحب حضور مفتی اعظم
ہند کی بارگاہ میں رسائی کے لئے واسطہ عظمیٰ کی حیثیت رکھتے تھے، ان کی مہر
بانی کی بدولت اس استفتاء پر حضرت مفتی اعظم ہند کی تصدیق سے مزین فتویٰ
ایک طویل مدت کے گزر جانے کے باوجود نہیں حاصل ہوسکا، اور اس بات کا
اندیشہ پیدا ہوگیا کہ آگے چل کر اس کا بڑا بھیانک نتیجہ سامنے آئے گا۔ اس
وقت حضرت شاہزادہ اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام جانشین مفتی اعظم ہند مفتی
محمد اختر رضا خاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ آگے بڑھے، فتویٰ لکھا، جس
پر حضرت مفتی اعظم ہند نے تصدیق فرمائی، اور حضور مجاہد ملت، نیز
مصنف "بشریٰ" کی برأت ثابت ہوگئی۔ حضرت ممدوح کی طرف بندہ کے
میلان قلب کا یہ ایک بہت بڑا سبب ہے۔ یہ واقعہ ۱۹۷۸ھ کا ہے۔

بندہ بہت کم خواب دیکھتا ہے، دیکھے ہوئے انہیں کم خوابوں میں
سے ۱۹۹۵ء کا ایک خواب ہے۔ بندہ نے دیکھا کہ حضور مجاہد ملت تشریف فرما
ہیں، اور آپ کے قریب حضرت تاج الشریعہ بھی ہیں۔ جب بندہ نے حضور
مجاہد ملت کی قدم بوسی کی، حضرت ممدوح نے چند کتب و رسائل بندہ کو عنایت
فرمائیں۔ ۱۹۹۹ھ/ میں جامعہ حبیبیہ آلہ آباد کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر جب
حضرت ممدوح تشریف لائے ہوئے تھے، بندہ نے آپ کی موجودگی میں
تقریر کرتے ہوئے اس واقعہ کو بیان کیا تھا۔ حضرت علامہ محمد العربی المغربی

قدس سرہ کے مذکور کو بھی بندہ نے اس موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے سنایا تھا، اور
صبح نینی جیل روڈ الہ آباد میں بیڑی والے شہنشاہ صاحب کے مکان پر حضرت
ممدوح کو یہ بتایا تھا کہ حضرت علامہ محمد العربی موصوف ہی کو مغربی بھی کہا جاتا
ہے۔ تبانی بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت علامہ تبانی کے قول مذکور کو بندہ نے
۱۰رشوال ۱۴۲۴ھ کو شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف کے افتتاح کے موقعہ
پر جلسے میں تقریر کرتے ہوئے بھی سنایا تھا۔ مولیٰ تعالیٰ حضرت کی حیات ظاہرہ
کو دراز فرمائے اور اخترستان بندہ کے اس نیر اعظم کے فیوض سے ملت
اسلامیہ کو بخشے، آمین۔

والد ماجد کی کرامت

حضرت علامہ مفتی عبدالواحد قادری امیر شریعت ہالینڈ کا بیان ہے کہ
صاحبزادۂ مفسر اعظم ہند حضرت علامہ شاہ مفتی اختر رضا خاں صاحب اور
حضرت مولانا شمیم اشرف صاحب دونوں ساتھ ساتھ تحصیل علم کے لئے
جامعہ ازہر مصر تشریف لے گئے تھے۔ مولانا شمیم اشرف صاحب مصر ہی میں
تھے کہ انڈیا میں ان کے والد ماجد کا انتقال ہوگیا۔ مولانا شمیم احمد صاحب
ازہری نے اس سانحہ کی اطلاع بذریعہ خط حضور مفسر اعظم ہند کو دی۔ حضرت
نے اس خط کو پڑھ کر نمدیدگی کے ساتھ افسوس کا اظہار کیا اور فرمایا "اختر رضا
کا بھی یہی حال ہوگا، وہ میرے انتقال پر یہاں موجود نہیں ہوں گے" اور ہوا
بھی یہی کہ حضور مفسر اعظم ہند کا وصال مبارک ۱۹۶۵ء میں ہوا اور حضور تاج

الشریعہ مدظلہ العالی ۱۹۶۶ء میں سند فراغت حاصل کر کے بریلی شریف واپس پہنچے۔

اس واقعہ سے حضور مرشدی سیدی مفسر اعظم ہند مفتی ابراہیم رضا خاں رضوی جیلانی میاں علیہ الرحمہ کی کرامت کا ظہور ہوتا ہے، اور یہ حقیقت ہے کہ ولی کی زبان سے جو بات نکلتی ہے وہ منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو ہی جاتی ہے۔ اور اس سے اپنے فرزند سے قلبی لگاؤ و محبت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

مرد غیب کا ناشتہ لانا

مفتی محمد سلیم اختر بلالی دربھنگہ کا بیان ہے کہ آج سے تقریباً پندرہ برس پہلے میں اودے پور راجستھان کے قریب سڑاڑہ قصبہ میں امام احمد رضا کانفرنس سے خطاب کرنے کے لیے مدعو تھا۔ خوش قسمتی سے سرکار تاج الشریعہ بھی اس علاقہ میں فیضان تقسیم کرنے کے لیے تشریف لانے والے تھے۔ ہوائی اڈے پر ۲۱ توپوں کی سلامی کا اہتمام کیا گیا تھا، ۲۱ گاڑیاں حضرت کی کار کے پیچھے رضا کاروں سے بھری ہوئی استقبال کے لئے موجود تھیں، ہوائی اڈے کے عملہ اس عظیم الشان شخصیت کو دیکھنے کے لئے پریشان تھا کہ وہ کون سی ایسی ہستی ہے جن کے استقبال کی یہ تیاریاں ہیں، حضرت تاج الشریعہ جب ہوائی جہاز سے اترے تو برادران وطن کی عقیدت و محبت اوران سے وابستگی کی کیفیت احاطہ بیان میں لانا مشکل ہے۔ پھر جب جلسہ گاہ میں حضرت رونق افروز ہو گئے تو منتظمین جلسہ سے وہاں کے برادران

وطن نے خاصی گزارش کی کہ حضرت کے دیدار کا ہم کو موقع دیا جائے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ حضرت تاج الشریعہ عالمانہ جاہ و جلال کے ساتھ اسٹیج پر جلوہ بار ہیں، اور قطار در قطار صرف برادران وطن سامنے سے گزر رہے ہیں، اور حضرت کے روبرو ہونے پر اپنے مذہبی انداز میں اظہار عقیدت کررہے ہیں، یہ تو ان کا حال تھا، اپنوں کا کیا حال بتاؤں، ہر آدمی اپنا ہر کچھ نثار کرنے کو تیار تھا، عجیب عقیدت و محبت کا معاملہ تھا، یہ سب کچھ اس کا اظہار تھا جو رب کی جانب سے ان کو ودیعت کی گئی ہے جسے لوگ مقبولیت فی الارض کے نام سے جانتے ہیں۔

اس سفر میں ایک عجیب بات یہ ہوئی جسے میں کبھی بھول نہیں سکا، اور اکثر اس واقعہ کو بتا کر ہم لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ حضرت کی کرامت تھی۔ معاملہ یوں ہوا کہ جلسہ رات میں ختم ہوا۔ صبح حضرت کی روانگی تھی، اور مجھے بھی وہاں سے اپنے جامعہ اسلامیہ امانیہ لوام دربھنگہ (بہار) کا سفر کرنا تھا، پوری آبادی کے لوگ حضرت کو رخصت کرنے میں لگے تھے، حتیٰ کہ وہاں کے خطیب و امام مولانا طیب رضا صاحب جو حضرت کے مرید بھی تھے اور انہوں نے ہی مجھے مدعو بھی کیا تھا، وہ بھی مجھے بھول بیٹھے تھے، دن کے ۱۰ بجے گئے اور میں تنہا اپنے کمرے میں ٹھہرا ہوا تھا، سارے قصبے میں چہل پہل حضرت کی موجودگی کی رونق میں عجیب سا احساس سے دوچار تھا، کہ اچانک ایک آدمی میرے کمرے میں ناشتہ کے ساتھ وارد ہوا، اور میرے قریب بیٹھ کر کہا

حضرت تاج الشریعہ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے،اور فرمایا ہے کہ بلالی کو ناشتہ کرادو، بعد میں کسی نے اس کا اقرار نہیں کیا کہ حضرت نے مجھے بھیجا تھا، پتہ نہیں یہ مرد غیب حضرت کی کون سی خدمت پہ مامور تھا۔سرکار مفتی اعظم کے بعد اگر کوئی اتنی مقبول شخصیت نظر آتی ہے۔تو یہ تاج الشریعہ کی ذات بابرکات ہے، جدھر سے حضرت کا گزر ہو جائے اعلان عام ہو جاتا ہے کہ ادھر سے سرکار گزرنے والے ہیں، پھر خلائق کا ہجوم

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشند

علمائے اہل سنت بہار نے یہ محسوس کیا کہ حضرت تاج الشریعہ کا اگر دورہ ہو جائے ،اور لوگ حضرت کی زیارت سے مشرف ہو جائیں تو یہ سنیت کا ایک بڑا کام ہوگا۔اس سلسلہ الذہب میں دربھنگہ شہر کا نام آیا اور سرکار نے منظوری عنایت فرمادی۔یہ بات حضرت کے تعلق سے کافی مشہور کہ حضرت لوگوں سے کم ملنا پسند فرماتے ہیں۔خلوت پسند ہیں، از دہام، دست بوسی، قدم بوسی سے دوری پسند ہے،اور علماء عوام وخواص کا یہ حال کہ مجھے موقع ملے تو مجھے موقع ملے۔حضرت کا قیام دربھنگہ میں مفتی ہالینڈ حضرت مولانا عبد الواجد قادری صاحب قبلہ کے دولت کدہ پر تھا حضرت کے ہمراہ مولانا محمد شہاب الدین رضوی بھی خادم آئے تھے۔حمیدیہ قلعہ گھاٹ کے وسیع وعریض میدان میں جلسہ کا اہتمام تھا۔علامہ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب قبلہ، علامہ مفتی

محبوب رضا القادری صاحب قبلہ وغیرہ پیش پیش تھے۔حضرت کا حکم تھا کہ کوئی دست بوسی نہ کرے۔میرے ساتھ سارے علماء کو حصار کے لئے متعین کر دیا گیا، حضرت کافی خوش تھے کہ میری مان لی گئی ہے،لوگوں کا ہجوم بے پایاں ٹوٹا پڑ رہا تھا، ہر کوئی اپنی آنکھوں میں اس رخ زیبا کے جمال کو سمالینا چاہتا تھا۔عجیب دیوانگی تھی۔حضرت سے موجود علماء نے نعت مقدس سنانے کی گزارش کی، جسے قبولیت کا شرف مل گیا۔کیا بتاؤں کہ سنانے والا ایک عاشق رسول اپنے دل کی گہرائی سے محبوب خدا کی بارگاہ میں کلام پیش کر رہا تھا،ایک تو کلام کا اثر پھر جب اسے کوئی محبّ صادق پیش کر رہا ہو تو اثر کا دوبالا سہ بالا ہو جانا فطری تھا۔ایک پر کیف ماحول سارے مجمع پر طاری تھا۔کچھ لوگوں نے سوچا اچھا موقع ہاتھ آیا، حضرت کلام پڑھ رہے ہیں۔چلو کچھ نذر بھی دے دیں گے،اور اسی موقع پر دست بوسی کا شرف بھی حاصل کرلیں گے، جونہی دو چار آدمی گئے حضرت نے کلام کو روک دیا اور فرمایا کہ اب کوئی میرے درمیان مخل ہونے آیا تو میں اسٹیج سے اتر جاؤں گا۔لوگ رک گئے ،اور حضرت کا فیضان خوب خوب برسا، آج بھی لوگ جب اس منظر کو یاد کرتے ہیں تو خوب لطف اندوز ہوتے ہیں۔

مقدمہ میں کامیابی ایک کرامت

علامہ مفتی عبدالمنان کلیمی شہر مفتی مراد آبادی و شیخ الحدیث جامعہ اکرم العلوم لال مسجد کا بیان ہے کہ فقیر نے عرصہ ۱۹۸۵ء سے مخدومی تاج الشریعہ کی خدمت و مجلس اور بعض اہم اسفار میں معیت و رفاقت کا شرف حاصل کر چکا ہے، میں نے ہر بار حضرت قبلہ کو تصلب فی الدین کا مظہر اتم، اور اپنے اسلاف کے ہمہ گیر اخلاق و اوصاف اور علم و فضل کا سچا جانشین پایا۔ جب کسی عنوان پر آپ کا قلم اٹھتا ہے، تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ سیدنا اعلیٰ حضرت کا قلم سیال رواں دواں ہے۔ اور جب زبان کھلتی ہے تو یہ محسوس کیے بغیر کوئی نہیں رہتا کہ سیدنا حضور مفتی اعظم ہند کی شان علمیت نمایاں ہے۔

فقہی مجلس ہو یا دار الافتاء، علما کی جماعت ہو یا فقہا کا گروہ، متکلمین کی نشست ہو یا محدثین کا مجمع، ہر جگہ آپ مقتدیٰ اور میر مجلس نمایاں نظر آتے ہیں۔

یہ تو علم و فضل کی بات ہوئی اللہ تعالیٰ نے آپ کو سیرت و صورت، حلم و بردباری اور شفقت و مہربانی میں بھی ایسا خصوصی درجہ عطا فرمایا ہے کہ آپ کی پہلی زیارت کے بعد ہی تشنگانِ روحانیت آپ کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں اور یہ محسوس کیے بغیر نہیں رہتے کہ آپ اپنے اسلاف کرام اور خاندانی مقتدایان عظام کی بولتی تصویر اور ہم پیکر ہیں۔

فقیر نے بارہا حضرت قبلہ سے اکتساب فیض کے لیے استفتاء کیا جس

کے جواب میں آپ نے ایسے ایسے لعل و گہر کے پھول برسائے کہ سن کر انسان حیرت زدہ ہو جائے، اور یہ ماننے پر مجبور ہو جائے کہ یہ اپنے وقت کے عالم ربانی اور فقیہ النفس کی حیثیت رکھتے ہیں۔

فقیر اس امر کے بیان میں اپنے کو نہایت خوش نصیب سمجھتا ہے کہ ۱۹۸۶ء/۱۴۰۷ھ میں جب آپ کو سعودی حکومت نے گرفتار کیا تو میں نے حضرت کی حمایت و برأت میں تقریباً بیسوں قسطوں میں اپنے رشحات قلم کے ذریعہ نجدی حکومت کے پرخچے اڑائے، اور حضرت قبلہ کی بارگاہِ قدس میں اپنے قلم کے ذریعہ بہترین خراج عقیدت و محبت پیش کرنے کی کوشش کی۔ جس کے شاہد عدل کی حیثیت سے ماہنامہ سنی دنیا کے قدیم شمارے موجود ہیں۔

دوسرا جب ہندوستان میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی حلت و حرمت کی بحث چھڑی تو وہاں کے بہت سارے قدر دانوں میں اس فقیر کا نام بھی لیا جا سکتا ہے۔

تیسرا یہ کہ جب مراد آباد میں آپ پر ایک نام نہاد، کم ظرف اور بد ترین قسم کے حاسد مولوی نے "مسئلہ اللہ میاں" میں اپنے منشا کے مطابق آپ کی جانب سے فتویٰ نہ ملنے کی رقابت کا بدلہ لینے، اور آپ کی پروقار شخصیت کو مجروح کرنے کی ناروا جسارت کرتے ہوئے آپ پر ایک جھوٹا مقدمہ مراد آباد کورٹ کے ذریعہ قائم کرایا تو اس ناچیز کلیمی نے فاضل جلیل مولانا محمد

شہاب الدین صاحب رضوی اطال اللہ عمرہ والحاج افروز رضا خواہر زادہ حضور
تاج الشریعہ اور صاحبزادہ گرامی علامہ عسجد رضا خاں صاحب وغیرہ کے
باہمی مشورہ سے مقدمہ کے پیروکاری کی مکمل ذمہ داری اپنے ذمہ لی۔ اور مراد
آباد کے ضلعی کورٹ میں جاری اس مقدمہ کی ایسی پیروی کی کہ مخالفین کے پاؤ
اکھڑے گئے اور ان کو خاسر المرام ہونا پڑا، اور اللہ تعالیٰ نے حضرت قبلہ کو ایسی
فتح اور جیت عطا فرمائی جس کا تصور نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس عظیم الشان کا
میابی پر یہ کہنا مبالغہ ہوگا کہ آپ جد کریم سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی ایک مقدمہ قائم کیا گیا، جس کی مکمل پروکاری کا شرف سیدنا
حضور صدر الافاضل مرادآبادی کو حاصل ہوا، بعینہ اسی طرح ان کے فرزند پر
بھی ایک مقدمہ قائم کیا گیا جس کی پیروی مرادآباد کے تعلق سے اس ناچیز کے
حصہ میں آئی مولانا محمد شہاب الدین رضوی برابر ہر تاریخ پر مرادآبادی آتا اور
میں ان کے ساتھ کورٹ جاتا، وکیلوں سے صلاح ومشورہ کرتا۔ میں اس
مقدمہ کی پیروی کو اپنی خوش نصیبی وخوش بختی تصور کیا کرتا ہوں۔ اور یہ اذعان
اور یقین کرتا ہوں کہ میرے اوپر سیدنا اعلیٰ حضرت کا کرم ہوا، اور میں اس
خانوادے کے کام آ گیا۔

ہر دل عزیز قائد پر فخر

ڈاکٹر مولانا غلام زرقانی بن رئیس التحریر علامہ ارشد القادری مقیم
ہوسٹن (امریکہ) کا بیان ہے کہ چند سال قبل جمشید پور میں ایک مسجد کی سنگ
بنیاد کے جلسہ میں حضرت تاج الشریعہ کے ساتھ میں بھی شریک تھا۔ رانچی ایر
پورٹ پر انسانوں کا ایک طوفان استقبال کے لیے حاضر تھا۔ جوں ہی حضرت
موصوف باہر تشریف لائے لوگ دست بوسی کے لیے ٹوٹ پڑے۔ بڑی
مشکلوں سے مجمع کو قابو میں کیا گیا۔ جب جمشید پور پہنچے تو یہی عالم تھا۔ لوگوں کا
شوق جنوں خیز دیکھنے کے قابل تھا۔ جذبات کے تلاطم میں لوگوں کو اپنی سلامتی
کی فکر نہ تھی۔ بس خواہش تھی تو یہی کہ حضرت سے مصافحہ کا موقع میسر
آجائے۔ اس دیوانگی کی کیفیت سے میں بڑا متاثر ہوا، اور جب خطابت کے
لیے کھڑا ہوا تو میں نے کہا تھا کہ میں جب حضرت موصوف اور آپ کی محبت کو
دیکھتا ہوں تو مجھے افسوس بھی ہوتا ہے اور خوشی بھی۔ افسوس اس لیے کہ لوگ پر
وانہ وار اس طرح ٹوٹ پڑتے ہیں کہ حضرت کا سنبھالنا مشکل ہو جاتا ہے، اور
خوشی اس لیے ہوتی ہے کہ ہماری جماعت کا قائد ایسا ہر دل عزیز ہے کہ لوگ
اپنی عزت نفس حضرت کے قدموں میں لٹانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

اور یہ کیفیت صرف ہندوستان میں ہی نہیں ہوتی، بلکہ بیرون ملک
بھی حضرت کے ساتھ والہانہ شغف رکھنے والے جاں نثار اسی طرح اپنی
عقیدتوں کا خراج پیش کرتے ہیں۔ ابھی چند سال قبل حضرت امریکہ کے

دورے پر تشریف لائے تھے۔آپ کے ہمراہ محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری بھی تھے۔ایک عقیدت مند کی ذاتی محفل میں محدث کبیر مدظلہ العالی نے اپنی تقریر کے بعد حضرت کی خدمت میں مائک پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ انگریزی میں کچھ بیان فرمادیں۔حضرت نے فی البدیہہ انگریزی میں کافی دیر تک بیان فرمایا۔لوگوں پر ایک سکتہ طاری تھا کہ اتنی صاف و شستہ انگریزی زبان۔

یقین کریں اس شب ایسا محسوس ہورہا تھا کہ واقعی عالم اسلام کے قائد کو ایسا ہی ہونا چاہیے، کہ جب ادھر رخ کیا عربی میں خطاب فرمایا فارسی داں طبقہ میں بیٹھے تو فارسی میں گفتگو کرلی، اہل ہند و پاک کے درمیان موجود ہوں تو اردو میں بول پڑے اور یورپ و امریکہ میں عقیدۂ حقہ کی ترویج و اشاعت کے لیے نکلے تو انگریزی زبان میں اپنا مدعا دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔

پیروں کے پیر

مولانا مفتی محمد رحمت علی تیغی ناظم اعلیٰ مدرسہ قادریہ ضیائے مصطفےٰ کلکتہ کہتے ہیں کہ یوں تو کئی پیڑھی آگے سے آپ کے خاندان میں باکمال اور متدین علماء پیدا ہوتے رہے، اور ابھی بھی آپ کا سارا گھرانہ عالم ہے، لیکن سرکار اعلیٰ حضرت اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان کے بعد عالمی پیمانے پر اگر کسی کو عزت و شہرت ملی ہے تو وہ صرف تاج الشریعہ دامت فیوضہ

العالیہ کی ذات ستودہ صفات ہے۔

اس زمانے میں پیران کرام کی کمی نہیں، دیکھا جاتا ہے کہ مریدین سے زیادہ پیر صاحبان کی تعداد ہے۔اور ظاہری بات ہے کہ جو چیز کسی مارکیٹ میں زیادہ ہوجاتی ہے۔تو اس کا دیلو اور ڈیمانڈ کم ہوجاتی ہے۔

ایسا ہی کچھ حال آج کل کے پیر مغاں حضرات کا ہے۔گھر گھر میں پیر ہیں، اس لیے پیر کی عظمت و اہمیت لوگوں میں آج مفقود نظر آرہی ہے، لیکن انہیں لوگوں میں کچھ ایسی ہستیاں ہیں جو پیری کے اعلیٰ مقام پر فائز اور مشیخیت کے بلند و بالا معیار پر قائم ہیں۔انہیں مقدس ہستیوں میں حضور تاج الشریعہ قبلہ مدظلہ العالی کی ذات ستودہ صفات ہے۔

اگر حقیقت میں نگاہوں سے دیکھا جائے تو بلاشبہ حضرت اس وقت اعظم المشائخ فی العصر فی الملك ہیں۔بہت سے پیروں کے پرچارک مارکیٹ میں پھیلے ہوئے ہیں، جو ان کی جھوٹی اور غلط سلط کرامتیں بیان کرکے سیدھے سادھے لوگوں کو ان کے دام تزویر میں پھنساتے پھرتے ہیں۔لیکن بحمدہ تعالیٰ و بعنایت نبیہ المصطفیٰ حضرت تاج الشریعہ دامت فیوضہ العالیہ کی شان ہی کچھ نرالی ہے، کہ نہ کہیں آپ کا کوئی ایجنٹ اور نہ پرچارک، بلکہ رب قدیر کی طرف سے آپ کو اتنی مقبولیت حاصل ہے کہ میری دانست میں فی زمانہ آپ سے زیادہ مرید کسی کے بھی نہیں ہیں۔ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

پروفیسر کی ٹائی اتاردی

مولانا توحید اشرفی ساکن شہزاد پور ضلع امبیڈکر نگر کا بیان ہے کہ حضور تاج الشریعہ کا سفر ہالینڈ کا ہوا، جلسہ میں بہت سے ڈاکٹرس اور پروفیسرس ٹائی لگا کر شریک تھے، آپ نے ٹائی کی حقیقت اور ٹائی کے تعلق سے عیسائیوں کے عقیدے پر بھرپور تقریر فرمائی، اور ٹائی کے جتنے اقسام ہیں ان کی بھی وضاحت فرمائی۔ اس تعلق سے جلسہ کے بعد آپ سے استفتاء ہوا، آپ نے دلائل و براہین کے ساتھ تشفی بخش جواب ہالینڈ روانہ فرمایا، اس سلسلہ میں آپ کی کتاب مسمی ''ٹائی کا مسئلہ'' وجود میں آئی۔

حضور تاج الشریعہ نے یہ ہرگز نہیں سوچا کہ یورپ کے دنیاوی منصب پر فائز اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات جلسہ میں موجود ہیں، اگر ٹائی کے تعلق سے گفتگو ہوئی تو کہیں یہ سب ناراض نہ ہو جائیں، آپ نے حکم شرع بیان فرما کر اپنے عالمانہ فقیہانہ وقار کو مجروح ہونے سے بچالیا۔

آج کل پیر و مرشد کو دیکھا جاتا ہے کہ پیر طریقت کی مسند پر بیٹھنے کے بعد احکام شریعت کو نظر انداز کرنا ان کا شیوہ بن گیا ہے، ان کو صرف فکر رہتی تو آمدنی کی، نماز، روزہ، اذکار و وظائف اور تزکیہ نفس و تصفیہ قلوب کی کوئی فکر نہیں ہوتی ہے۔ عورتوں کا اٹھنا بیٹھنا، غیر شرعی امور دیکھنا، اور تنبیہ نہ کرنا، اور اسے حکمت عملی کا نام دینا، ایسے پیروں کی فطرت ثانیہ بن گئی ہے۔

مگر حضور تاج الشریعہ ایک صاحب علم و فن کے ساتھ بحر طریقت کے

غواص بھی ہیں، مشاہدین میں سے کسی پر یہ امر مخفی نہیں ہے کہ حضور تاج الشریعہ کے سامنے کوئی غیر شرعی امر واقع وہ جائے، اور آپ نے خاموشی اختیار کی ہو، بلکہ فوراً حکم شرع بیان فرمائے ہیں، آپ کی شخصیت جہاں نور علی نور ہے، وہیں پاکیزہ عمل و کردار کے تاجدار بھی ہیں، آپ کا ظاہر و باطن یکساں ہے، یہی سبب ہے کہ حکم شرع بیان کرتے وقت کسی کی پرواہ نہیں کرتے ہیں۔ آج تک حاضرین میں سے کسی نے آپ کے پاس عورتوں کو بیٹھتے ہوئے نہیں دیکھا، عورتوں کو ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر مرید کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ چین والی گھڑی پہن کر کسی عالم یا غیر عالم کو بیٹھے نہیں دیکھا۔ یہ حقیقت ہے کہ جو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ڈرتا ہے، اس سے خدا کی مخلوق ڈرتی ہے۔ آپ کا تصلب فی الدین کسی سے پوشیدہ نہیں ہے، ایسا مرشد طریقت کسی کو مل جائے تو واقعی اس کی آخرت سنور جائے گی۔

جنت کا سودا کر لیا

قاری دل شاد احمد رضوی بنارسی کا بیان ہے کہ طالب علمی کا دور تھا ، جمشید پور میں قائد اہل سنت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کی قیادت میں شہر کے قاری دلشاد احمد رضوی بنارس کا بیان ہے کہ گولموری محلّہ میں امام احمد رضا کانفرنس میں حضور تاج الشریعہ کی آمد ہوئی۔ ہم لوگ مرشد گرامی کی خدمت پر مامور کئے گئے، بیعت و ارشاد کا سلسلہ شروع تھا۔ ذہن میں ایک بات کھٹکتی تھی کہ بغیر والدین کی اجازت کیسے بیعت ہو جاؤں، قلبی کیفیت میں ایک ابال تھا جسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا، قائد اہل سنت نے میری

پریشانی محسوس کی جیسے پیشانی کی لکریں پڑھ لیں ہو۔ارشادفرمایا کیا کوئی پریشانی ہے۔آنکھیں بھیگ گئیں،عرض کیا حضور بیعت ہونا چاہتا ہوں، کیا والدین کی اجازت کے بغیر ممکن ہے۔قربان جایئے قائد اہل سنت کے الفاظ پر جو میری زندگی کا سب سے قیمتی اثاثہ ہیں،ارشادفرمایا''نادان جنت کا سودا والدین سے پوچھ کر نہیں کیا جاتا اور میں بھی تو تمہارا باپ ہوں'' یہ کہتے ہوئے مجھے تاج الشریعہ کے قدموں میں ڈال دیا۔حضور یہ بچہ رشیدی صاحب کا ہے، جو اہل سنت کے علم بردار ہیں اور نعت کے زور گو شاعر بھی ہیں،ان کا بچہ آپ کی خدمت میں ہے،اسے غوث اعظم تک پہنچا دیجئے۔مرشد ربانی نے میرا ہاتھ پکڑا،سلسلہ قادریہ میں داخل کیا دعاؤں سے نوازا،ارشادفرمایا۔فارغ ہو کر مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر و اشاعت کرنا، یہی قرآن و سنت کا راستہ ہے۔یہ جملہ کیا تھا،پوری زندگی کا نصب العین سامنے رکھ دیا۔مجھے حضور تاج الشریعہ کی زندگی کے اس حصے کو ضبط تحریر کرنا ہے جس کا تعلق صرف قرآن و سنت سے ہے۔

میں ایک بار بریلی شریف حاضر ہوا،شہزادۂ تاج الشریعہ علامہ محمد عسجد رضا خاں کی وساطت سے بعد نماز مغرب ملاقات کے لیے حضرت کے حجرے میں داخل ہوا،اس وقت مفتیان کرام موجود تھے،چند لمحے میں حضور تاج الشریعہ اندرون خانہ سے اپنے حجرہ شریف میں تشریف لائے،بعد سلام وقدم بوسی کے میں بھی صف کے کنارے بیٹھ گیا۔ایک مفتی صاحب نے عبارت پڑھی اور حضرت نے حدیث مبارک کے ختم ہوتے ہی پرسوز لہجے میں

اللہ اکبر فرمایا۔

اور چہرۂ مبارک مثل آفتاب ہو گیا۔رقت آمیز لہجے میں فرمایا، کیا شان ہے سرکار کی شفا شریف کی وہ حدیث یاد آ گئی ہے جسے حضرت سیدنا قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ نے سلف صالحین اور عمل بالسنہ کے باب میں بیان فرمایا ہے۔

حدیث:حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تھا،ایک دن انہوں نے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی،اور قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہتے ہوئے ان پر عجیب کیفیت طاری ہو گئی اور چہرۂ مبارک عرق آلود ہو گیا۔(شفا شریف باب اول۔تیسری فصل ص۹۲)

اور ایک روایت کے مطابق ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے روایت کرتے وقت گلے کی رگیں پھول جاتیں،آنکھیں آشکبار ہو جاتیں۔اور چہرہ کا رنگ متغیر ہو جاتا۔

حضور تاج الشریعہ درس حدیث دیتے وقت صحابہ کرام کے مظہر نظر آرہے تھے۔جیسے سرکار کا سراپا سامنے ہو اور جلوۂ زیبا کے دیدار کی دولت حاصل ہو رہی ہے،اور دل اعتراف حقیقت کر رہا ہے۔یہی وہ آثار ہیں جس عشق رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جلوہ گری تاج الشریعہ کی ذات میں جلوہ فگن نظر آتی ہے،ایک عالم ربانی کی ذات میں جتنی خوبی ہونی چاہیے

حضور تاج الشریعہ کی صبح وشام اور ان کی محفل کے شب وروز میں دیکھنے کے
بعد من وعن ویسی ہی نظر آتی ہے، جیسا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے قول وفعل میں ہم آہنگی برقرار رکھنے کی تعلیم دی ہے۔قول وفعل کی
ہم آہنگی علم وتقویٰ کی یک جہتی، شریعت وطریقت کا حسین سنگم، جلوت و
خلوت میں یکسانیت دیکھ کر دل کو اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ حضور تاج الشریعہ ہر
جہت ہر زاویئے سے عالم ربانی ہی نظر آتے ہیں، تاج الشریعہ کے علمی فیضان
سے صرف برصغیر ہی نہیں بلکہ پوری دنیائے سنیت اس وقت مالا مال نظر آرہی
ہے۔اس دور پرفتن میں دین کی نشر واشاعت کرنے والوں کے لئے ایک
ایسے امر کا سامنا ہے، جسے بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ تاج الشریعہ کی
شخصیت استقامت فی الدین کی حیثیت بھی اجاگر ہوجائے۔یورپ وایشیا
کے دیگر ممالک میں بھی تصویر کشی ایک عام چلن بن کر رہ گئی ہے، جسے چاہ کر
بھی بیشتر علماء اس سے بچ نہیں پاتے۔اجلاس دینیہ میں پورے پروگرام کی
منظر کشی ہوتی ہے۔علماء کے منع کرنے کے باوجود لوگ باز نہیں آتے۔مگر تاج
الشریعہ کا موقف اس مسئلے پر جونا جائز ہونے کا ہے۔یہ صرف آپ کے فتوی
کے حصار تک محدود نہیں ہے۔بلکہ تصویر کشی اگر وہ قلم سے ناجائز گردانتے
ہیں۔تو اپنے عمل سے بھی ثابت کر دیکھاتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ تاج
الشریعہ جس محفل میں موجود ہوتے ہیں، چاہے وہ ایشیا کی کوئی کانفرنس ہو یا
یورپ کا کوئی اجلاس، ان کی ہیبت لوگوں پر کچھ اس طرح طاری رہتی ہے کہ

بڑے بڑے جری بھی غیر شرعی حرکت کی ہمت نہیں کر پاتے۔یہ بھی تاج
الشریعہ کی استقامت فی الدین کی نظیر ہے۔کہ اللہ تعالیٰ بندہ کا ان پر ایسا
رعب طاری کر دیتا ہے کہ عاشق مصطفیٰ تامرون بالمعروف کے ساتھ و
ینھون عن المنکر کی تفسیر وتنویر نظر آتا ہے۔اس مقام پر دل یقین کر لیتا
ہے کہ ایسا شخص جو دین پر سختی کے ساتھ کاربند رہنے والا ہے وہ خدا کا سچا بندہ
اور عالم ربانی ہے۔

ادائے فقیرانہ پر قربان جاؤں

مولانا نوخیز انور استاد جامعہ رضویہ دیوگاؤں ضلع اعظم گڑھ بیان
کرتے ہیں کہ اگر میری قوت حافظہ میری رفاقت کر رہی ہے تو ۱۹۹۶ء کا واقعہ
ہے کہ ملک کی عظیم دینی درس گاہ الجامعۃ الاسلامیہ رونا ہی فیض آباد (یوپی)
میں سالانہ ''جشن دستار فضیلت'' کا پر بہار موقع تھا، فارغین اپنی دستار کی
تیاریوں میں مصروف تھے، اور طلبہ جامعہ اپنی قسمت پر نازاں تھے کہ آج پر
مسرت موقع پر جانشین حضور مفتی اعظم ہند تاج الشریعہ حضرت علامہ ازہری
میاں صاحب قبلہ جشن کی سرپرستی فرمائیں گے، اور اپنے دست مبارک سے
تاج فضیلت اور سند فراغت سے نوازیں گے۔

حضرت تاج الشریعہ کی آمد پر جامعہ کے طلبہ واساتذہ اور قرب وجوار
کے عقیدتمندان اہل سنت نے نہایت شاندار اور پرجوش استقبال کیا۔ادب و
احترام اور شان وشوکت کے ساتھ آپ کو قیام گاہ لے جایا گیا۔

بعد نماز عشاء نعمان ملت حضرت علامہ الحاج محمد نعمان خاں صاحب قادری اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ (متوفی ۲۹ فروری ۲۰۰۸ء) سابق پرنسپل الجامعۃ الاسلامیہ رونا ہی فیض آباد اور حضرت مولانا قاری جلال الدین صاحب قادری ناظم اعلیٰ الجامعہ الاسلامیہ حضرت تاج الشریعہ کی زیارت و ملاقات کے لئے حاضر خدمت ہوئے ،سلام و خیریت اور مصافحہ کے بعد دونوں حضرات زمین پر بیٹھ گئے ،راقم الحروف بھی پیچھے ایک طرف زمین پر بیٹھ گیا۔حضرت تاج الشریعہ تخت پر جلوہ بار تھے، جب یہ حضرات زمین پر بیٹھے حضرت بھی تخت سے اتر کر نیچے تشریف فرما ہوئے ،اور فرمایا آپ حضرات زمین پر بیٹھیں گے تو میں بھی زمین پر بیٹھوں گا، ان حضرات نے اصرار کیا کہ حضرت تخت پر ہی تشریف رکھیں مگر حضرت نے انکار کیا اور زمین پر بیٹھ کر محو گفتگو ہوئے ،اور کافی دیر تک گفت وشنید کا سلسلہ چلتا رہا۔

میں حضرت تاج الشریعہ کی اس اداء فقیرانہ سے حد درجہ متاثر ہوا کہ علماء حق اور صلحاء کرام کی یہی شان ہوتی ہے، کہ غیروں کو حقیر و کمتر نہیں سمجھتے ، سچ فرمایا تاجدار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ جو اللہ کے بندوں کی تعظیم وتوقیر کرتا ہے، مرضی الٰہی کی خاطر تواضع کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو رفعت وعظمت اور مقبولیت عطا فرماتا ہے، یہی وجہ ہے کہ آج ہند و بیرون ہند تاج الشریعہ کی شخصیت مقبول خاص وعام ہے۔

کیوں نہ پہنچیں اہل سنت منزل مقصود کو ☆ جب ہیں میر کارواں اختر رضا خاں قادری

ہجوم غیر مسلمان

حافظ محمد شمس الحق رضوی ڈائریکٹر رضا ہوزری لدھیانہ (پنجاب)

اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ میں ہندوستان کے جس ضلع سے تعلق رکھتا ہوں وہ ہندوستان کا مردم خیز، علمی وتاریخی شہر سیتا مڑھی ہے، جہاں ایک سے ایک علم وفن کے شہسوار پیدا ہوئے۔اسی ضلع کا ایک معروف قصبہ پوکھر پر اشریف ہے، جہاں اپنے وقت کے عارف باللہ سیدنا عبدالرحمٰن سرکار محی پوکھر پروی ہیں۔آپ اعلیٰ حضرت کے احب الخلفاء میں سے ہیں۔جنہوں نے اس پورے علاقے میں اسلام وسنیت کی بے لوث خدمات انجام دیں۔اس پورے علاقہ میں آج جو دین وسنیت کی بہاریں ہیں وہ انہیں کی مرہون منت میں سے ہیں، پورے علاقے سے بدعقیدگی کے طوفان کو آپ نے مضبوطی کے ساتھ روک دیا۔اور اسلام وسنیت کی اشاعت کے لیے آہنی ستون بن کر ڈٹے رہے۔آپ نے جہاں مدارس و مساجد کے قیام کے ذریعہ دین کی خدمت کی، وہیں پورے علاقے میں اپنے وعظ و ہدایت کے ذریعہ خلق خدا کی خوب خوب رہنمائی کی۔آپ کا قائم کردہ دینی وعلمی ادارہ مدرسہ نور الہدیٰ پوکھریرا آج بھی طالبان علوم نبویہ کی علمی پیاس بجھا رہا ہے۔آپ نے حدیث ،تفسیر، اسلامیات میں کثیر تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔اصلاح عوام کے لیے آپ نے ایک دینی وعلمی مجلّہ بھی جاری کیا تھا، جو آپ کے بعد بند ہوگیا۔آپ کے ایک علمی رسالہ پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا

قادری علیہ الرحمہ کی زبردست تقریظ جلیل بھی ہے، جس سے آپ کے اور اعلیٰ
حضرت علیہ الرحمۃ کے درمیان علمی وفکری روابط کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا
ہے۔ اعلیٰ حضرت سے گہرے تعلقات ہی کا نتیجہ ہے کہ خانوادہ رضویہ کے
مشائخ کرام میں حضور حجۃ الاسلام، مفتی اعظم ہند، ریحان ملت وغیرہم سیتا
مڑھی کا تبلیغی دورہ فرماتے رہے، اور سیتامڑھی کے باشندگان سنی مسلمانوں کی
علمی وعملی اور دینی رہنمائی فرماتے رہے۔

مرشد گرامی حضور تاج الشریعہ دامت فیوضہ بھی متعدد بار ضلع
سیتامڑھی میں اپنے تبلیغی دورے اور پروگرام کے تحت تشریف لائے۔
پورے علاقے میں آپ کے ہر ہر پروگرام میں آپ کی آمد پر مسرت اور خلق
خدا کا ہجوم دیدنی ہوتا ہے۔ اس ضلع کے سینکڑوں مواضعات تو ایسے ہیں جہاں
کی پوری پوری آبادی آپ کی زیارت کے لیے بے تابانہ اشتیاق اور دست
بوسی وقدم بوسی کے لیے امنڈ آتی اور شرف بیعت سے مشرف ہوئی۔ یہاں
تک کہ اکثر علاقہ کے غیر مسلم بھی آپ کے نورانی چہرے کی زیارت کے بعد
بہت اچھے الفاظ سے آپ کو یاد کرتے نظر آئے۔

خلق خدا کا جس قدر بے ساختہ ہجوم میں نے ان علاقوں میں حضرت تاج
الشریعہ کے لیے مشاہدہ کیا، وہ کسی اور کے تعلق سے آج تک دیکھنے کو نہ ملا۔ اس قدر
مقبولیت فی الخلق یقیناً آپ کی بارگاہ الٰہی میں مقبولیت پہ شاہد عدل ہے۔

۱۹۹۵ء کا وہ واقعہ مجھے آج تک یاد ہے جب میں مراد آباد سے ایک

سفر کے سلسلے میں حافظ محمد مسلم اشرفی کے ساتھ دہلی کے لیے آیا۔ حسن اتفاق
دہلی اسٹیشن پہ حضور تاج الشریعہ کی زیارت ہوئی، ہم دونوں بے ساختہ حضور کی
قدم بوسی ودست بوسی کے لیے بارگاہ میں حاضر ہوئے، اور سلام ودست بوسی و
قدم بوسی سے نیازمندی حاصل کی۔ اتفاق سے اس وقت میں چین والی گھڑی
پہنے ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: آپ یہ گھڑی پہنے ہوئے ہیں۔ اسے پہن کر نماز
بھی پڑھتے ہوں گے۔ پھر آپ نے بڑی شفقت سے پورے مسئلہ کو تفصیل
سے بیان فرمایا، اور چین والی گھڑی نہ پہننے کا حکم دیا۔ پھر کیا تھا میں نے اسی
وقت اس گھڑی کو ہاتھ سے نکال دیا۔ جب سے آج تک میں نے چین والی
گھڑی نہیں پہنی۔ اس سفر میں میں نے پہلی بار ڈیڑھ گھنٹے حضرت کے روبرو
رہا، اور خدمت کی سعادت بھی میسر آئی۔ اس ڈیڑھ گھنٹے میں آپ کے پند و
نصائح سے میں نے ایسے فیوض وبرکات حاصل کیے جسے میری کوتاہ قلم حیطہ
تحریر میں لانے سے عاجز ہے۔ پہلی بار کسی نجی مجلس میں آپ کی شیرنی گفتار
اور رس گھولتی ہوئی انداز نصیحت کے لطف سے میں محفوظ ہوا تھا۔ جی تو یہ چاہ رہا
تھا کہ یہ گھڑی دراز ہوتی رہے اور میں آپ کے رخ روشن کی زیارت سے
اپنے دل کے بند دریچے کھولتا رہوں لیکن پھر آپ کو کسی سفر کے لیے فوراً روانہ
ہونا تھا۔ آپ نے مجھ فقیر کو ڈھیر ساری دعاؤں سے نوازا اور رخصت ہو
گئے۔ آج ان دعاؤں کا ثمرہ "رضا ہوزری لدھیانہ" اور ازہری مارکیٹ اور "ازہری
کمپلیکس سرسنڈ سیتامڑھی" کی شکل میں عام لوگوں کے مشاہدے میں ہے۔

معمولی خراش

مشہور نقیب جناب حلیم حاذق رضوی ہوڑہ نے تحریر کیا کہ فیل خانہ میں سرکار مجاہد ملت علیہ الرحمہ کے ایک مرید جناب انوار احمد جیبی ہیں۔ انہوں نے ایک بار مجھ سے کہا کہ حضور تاج الشریعہ سے بعض شر پسند لوگوں کی غلط بیانیوں کے سبب میرے دل میں بھی ایک بے چینی تھی، اور میری عقیدت کی شمع ٹمٹماتی جارہی تھی۔

ایک شب میرا نصیبہ بیدار ہوا، اور خواب میں دیکھا کہ سرکار مجاہد ملت اور حضور ازہری میاں مسجد میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں ابھی صحن مسجد میں سوچ ہی رہا تھا کہ سرکار مجاہد ملت نے مجھے ڈانٹ کر فرمایا ''ان کی خدمت کرو، یہ میرے مخدوم زادے ہیں'' اس کے بعد حضور ازہری میاں کی طرف میرا دل کھنچتا چلا گیا۔

فیل خانہ ہوڑہ کے سکنڈ لین میدان میں دیوبندیوں کا ایک جلسہ کوئی چار پانچ سال قبل ہوا تھا۔ اس جلسے میں ایک دیوبندی مقرر نے اعلیٰ حضرت اور مجاہد ملت کی شان میں گستاخانہ تقریر کی۔ صبح ہوتے ہی میں نے اس کی تقریر کی کیسٹ کو بڑی مشکل سے حاصل کیا، اور علاقائی علماء سے رابطہ کیا کہ یہ پہلا اتفاق ہے اگر اس کی جم کر تردید نہ کی گئی تو آنے والا وقت ہمیں معاف نہیں کرے گا۔ بہت سے احباب نے کہا کہ یہ فلاں مولوی کی تقریر کا رد عمل ہے، اور چند بالکل خاموش۔ حسن اتفاق سے تیسرے یا چوتھے دن حضور تاج

الشریعہ کی آمد ایک مدرسے کے جشن دستار بندی میں ہوئی۔ حضرت ختم بخاری شریف کے وقت تشریف لائے۔ دیوبندی مقرر کے قابل اعتراض جملوں اور بہتان طرازیوں کو نوٹ کر کے ان کی خدمت میں پہنچا کہ تمام صورت حال سے مطلع کروں۔ مگر میں اپنی کوششوں میں ناکام ہو گیا، کہ حضرت سے ملاقات نہ ہو پائی۔ ختم بخاری شریف میں حضور ازہری میاں فارغین کو آخری حدیث شریف کا درس دے رہے تھے، اور میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ یا اللہ! ان اعتراضات و بہتان کا جواب کون دے گا۔ مگر میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ حضور ازہری میاں نے دیوبندی خیالات و نظریات کا رد بلیغ اسی آخری حدیث شریف کی تفسیر و تعبیر میں فرمانے لگے، اور میرے سارے سوالات خود بخود روشن جوابات پاتے چلے گئے۔

اسے بزرگوں کا تصرف نہیں تو کیا کہیں گے۔

ایک موقع پر محمد پور بزرگ ضلع مظفر پور میں صوفی جمیل رضوی قادری نے ایک بہت عالی شان جلسہ کیا۔ جس میں خصوصیت کے ساتھ حضور تاج الشریعہ مدعو کئے گئے تھے۔ یہ شاید اس علاقے کا نمائندہ جلسہ تھا کہ آس پاس کے سیکڑوں علماء محض حضور تاج الشریعہ سے شرف بیعت کے لیے حاضر ہوئے تھے۔ میں اپنی نقابت کے ذریعہ سلام و دعا تک بخوبی جلسہ کو پہنچا چکا تھا۔ مگر بیعت و ارادت کے مشتاق کے دیوانے اور پروانے قابو سے باہر ہو رہے تھے، آخر ایک بڑا سیلاب اسٹیج تک پہنچ گیا۔ حضور تاج الشریعہ کرسی پر تشریف فرما

تھے،اور میں مائیک پر بار بار التجا پر التجا کرتا کہ اسٹیج کمزور ہے۔اللہ کرم کیجئے۔
اسی اثناء میں چرمرانے کی آواز ابھری، اور پورا اسٹیج جو کافی اونچائی
پر بنایا گیا تھا زمیں بوس ہو گیا۔سارے لوگ چیخ پڑے۔حضرت کی کرسی کو
میں اور صوفی صاحب نے پوری قوت سے پکڑلی تھی۔مگر ایک بانس کی قینچی
میرے پیٹ میں یوں آلگی کہ اگر جنبش ہوتو پیٹ میں گھس جائے ،مگر اراکین و
سامعین نے کمال ہوشمندی سے اس بانس کی قینچی کو آرے سے کاٹ دیا، اگر
میں شیروانی نہ پہنا ہوتا تو بے دریغ وہ بانس کی پھراٹی پیٹ پھاڑ دیتی۔
صبح کے وقت ناشتے پر حضرت نے مجھ سے پوچھا ''آپ کو چوٹ تو
نہ آئی ہوگی'' میں نے عرض کیا ''حضور آپ کی موجودگی میں بڑا سانحہ معمولی
خراش میں بدل گیا''۔حضرت نے بے پناہ دعائیں کیں، میرا وجدان کہتا ہے
کہ یہ برکت حضور تاج الشریعہ کی تھی ورنہ کچھ بھی ہوسکتا تھا۔یہ دو کرامت
بیان کردی ہیں۔

اولاد غوث اعظم کی دعا کا اثر

پیر طریقت حضرت سید شاہ فخر الدین اشرف اشرفی الجیلانی سجادہ
نشین آستانہ مخدوم سمنانی کچھوچھہ شریف بیان کرتے ہیں کہ حضرت کے عالمی
اسفار میں سے صرف ایک ایسے واقعہ پیش کر رہا ہوں جو شہزادۂ غوث الوریٰ کی
بارگاہ میں حاضری سے تعلق رکھتا ہے۔جسے حضرت العلام مولانا ڈاکٹر عبد
النعیم عزیزی صاحب نے قلم بند کیا ہے۔جنہوں نے تاج الشریعہ حضرت

علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری میاں مدظلہ العالی کے خادم خاص
اور رفیق سفر کی حیثیت سے گنگ وجمن کے دوآبے سے لیکر کشمیر کی گل پوش
وادیوں، کنیا کماری سے لیکر مہاراشٹر اور راجپوتانہ و بنگالہ، یہاں تک کہ ہمالہ
کے دامن میں آباد شہروں اور صوبہ جات آسام، میکھالیہ اور اروناچل تک پھیلے
ہوئے ہیں وسیع وعریض ہندوستان کے جانے کتنے شہروں، قصبوں اور گاؤں
کے سفر کئے ہیں۔علاوہ ان کے نیپال، پاکستان، سری لنکا اور عراق وغیرہ کے
غیر ملکی اسفار کا بھی شرف حاصل کیا ہے۔فرماتے ہیں کہ ۱۹۸۲ء میں پاکستان
کے دوسرے سفر کے دوران ایک روز شہزادۂ غوث الوریٰ سیدنا پیر طریقت سید
شاہ علاء الدین گیلانی قدس سرہ العزیز کی زیارت کے لیے حضرت تاج
الشریعہ، راقم اور حضرت کے ۲۰، ۲۵ مریدین ومعتقدین ان کے دولت کدہ پر
حاضر ہوئے۔پیر صاحب کی وسیع وعریض کوٹھی کے گیٹ پر تعینات دو
دربانوں نے گیٹ کھولا۔کاروں کا قافلہ لان میں جاکر رکا لان سے لیکر بر
آمدہ تک کئی ملازمین باادب کھڑے ہوئے تھے۔سکریٹری صاحب نے ہم
لوگوں کی آمد کی اطلاع بھجوائی۔چند منٹ میں پیر صاحب قبلہ باہر تشریف
لائے، اھلا و سھلا مرحبا فرما کر استقبال کیا۔ہم سبھی لوگوں نے حضرت
پیر صاحب کی دست بوسی وقدم بوسی کی۔پیر صاحب نے ایک سجے سجائے
بڑے کمرے میں سب کو بٹھایا۔ایک بہت بڑی میز پر پھلوں اور میوہ جات
سے بھری ہوئی پلیٹیں سجی ہوئی تھیں، ناشتہ کا یہ شاہی انتظام اور سامان دیکھ کر

شہنشاہ اولیاء غوث اعظم کے کرم وسخاوت کے پڑھے ہوئے واقعات کی یادیں تازہ ہوگئیں۔ناشتہ کے بعد گفتگو شروع ہوئی۔حضرت پیر صاحب قبلہ نے علامہ اختر رضا خاں صاحب قبلہ کی تعریف میں فی البدیہہ عربی میں ایک قطعہ پڑھا، جس کا مفہوم یہ تھا۔ ''اختر رضا ستارہ کی طرح تابندگی بکھیرے گا''۔حضرت تاج الشریعہ نے حضور پیر صاحب قبلہ سے دعا کے لئے کہا۔اس پر پیر صاحب قبلہ نے فرمایا ''اختر رضا ہم تمہارے لئے کیا دعا کریں گے۔تمہارے دادا علامہ احمد رضا خاں صاحب کو میرے دادا غوث اعظم نے اتنا دیا کہ تم اسی خزانے سے نکالتے رہو، بانٹتے رہو، کبھی ختم نہ ہوگا، اور تمہارے مصطفےٰ رضا خاں صاحب مفتی اعظم ہند کو بھی بہت دیا ہے، میرے غوث اعظم نے'' اس کے بعد دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے، دعا کے بعد پھر مزید کلمات خیر سے نوازا۔

یہ پیر طاہر علاء الدین صاحب قبلہ علیہ الرحمہ خاص غوث پاک کی اولاد سے تھے، بڑے زاہد عالم فاضل شرع اور دیندار، پوری داڑھی سرخ و سفید، نورانی چہرہ۔(سبحان اللہ کیا ہی نرالی شان تھی حضرت کی) جب ہم لوگ حضرت پیر صاحب قبلہ کے یہاں سے دست بوسی و قدم بوسی کر کے واپس ہونے لگے، تو انہوں نے پھر سب کے لئے دعا کی، اور حضرت تاج الشریعہ کو چھوڑنے کے لئے برآمدے سے گزر کر لان تک آئے۔جب ہم لوگ گیٹ تک آ گئے تو حضرت پیر صاحب کے ملازمین نے ایک دوسرے سے کھسر پسر

شروع کردی کہ یہ کون سے بزرگ تھے، جنہیں چھوڑنے کے لئے پیر صاحب لان تک آئے، اور پھر ان کی آمد پر ان کا ایسا شاندار استقبال بھی کیا۔ارے بھائی یہاں تو صدر مملکت اور بڑے بڑے وزراء آتے رہتے ہیں۔انہیں پیر صاحب سے ملنے کے لئے کافی وقت تک انتظار کرنا پڑتا ہے۔بھٹو (ذوالفقار علی بھٹو) پیر صاحب سے ملنے کے لئے آتے تھے، تو آدھا آدھا گھنٹہ باہر کھڑے رہتے تھے، تب جا کر باریابی ملتی تھی، اور واپسی پر پیر صاحب اپنی کرسی پر بیٹھے ہی بیٹھے انہیں رخصت کر دیا کرتے تھے۔مگر انہیں چھوڑنے کے لیے لان تک آئے۔یہ سن کر ساتھ میں گئے۔لوگوں میں سے کئی پاکستانی نے ملازمین کو بتایا کہ جانتے ہو یہ بزرگ کون ہیں۔یہ بریلی شریف کے اعلیٰ حضرت کے پرپوتے ہیں۔ملازمین بولے تبھی تو، تبھی تو پیر صاحب نے ان کی ایسی عزت کی۔فالحمد للہ علی ذالك۔

گاڑی کی کرامت

مولانا غلام معین الدین امام جامع مسجد گواری پور ضلع چوبیس پرگنہ (بنگال) کا بیان ہے کہ حضرت کا فیضان ہندستان کے دیگر صوبوں میں بھی دیکھا گیا۔کرناٹک کی سرزمین پر حضرت سرا سے ہاسن کی طرف بذریعہ کار تشریف لے جارہے تھے، کہ اچانک کار الٹ گئی، سب لوگ ادھر اُدھر ہو گئے مگر جب حضرت کو دیکھا تو الحمد للہ حضرت تاج الشریعہ سجدے کی حالت میں پڑے تھے۔اور کچھ بھی نہ ہوا۔حضور مفتی اعظم کے مرید و خلیفہ حضرت

مفتی عبدالحلیم صاحب قبلہ جنہوں نے تقریباً چالیس سال سے زائد انکس کی
سرزمین پر امامت کا فریضہ انجام دیا حضرت ان سے بہت محبت فرماتے تھے،
ایک جلسہ کے سلسلے میں حضرت تشریف لے گئے تقریر کے موڈ میں نہیں تھے،
مگر ایک نعت خواں نے حضور سیدی اعلیٰ حضرت کی مشہور نعت پاک لـم یات
نـظیـر ك فـی نـظر میں ہندی الفاظ میں موراتن من دھن توراسونپ دیا کودیا
پڑھ دیا۔ حضرت اسٹیج پر تشریف لے گئے، پھر ایک نعت خواں نے اعلیٰ حضرت
کی نعت پاک واللہ جو مل جائے میرے گل کا پسینہ کو واللہ جو مل جائے۔ پڑھ دیا،
حضرت نے مائک لے کر اللہ اللہ پورے دو گھنٹے صرف انہیں دو اشعار کی
تشریح پر علمی تقریر فرمائی۔

حاجی نگر والوں کا کہنا ہے کہ حضرت، زاہد صاحب کلکتہ کے یہاں
سے حاجی نگر تشریف لا رہے تھے کہ اچانک بارک پور موڑ پر کار خراب ہوگئی،
اس وقت رات کے بارہ بج رہے تھے۔ ڈرائیور نے کہا گاڑی ایک انچ آگے
نہیں جائے گی۔ سبھی حیران و پریشان تھے۔ دوسری گاڑی بھی تلاشی گئی وہ بھی
نہیں ملی، تب حضرت نے حکم دیا "ڈرائیور گاڑی چلاؤ" وہ پس و پیش میں تھا
مگر چونکہ حضرت کا حکم تھا، البتہ یہ بھی کہا کہ گاڑی کہیں روکنا نہیں آہستہ کر لینا،
پھر وہ گاڑی لے کر چلا، حاجی نگر والے سڑک پر استقبال کے لئے کھڑے
تھے، انہیں اشارے سے بتا دیا گیا گاڑی رکے گی نہیں آہستہ ہو کر اپنے منزل
کی طرف رواں ہوگئی، مدرسہ کے پاس گاڑی رکی، حضرت تشریف لے

گئے۔ ڈرائیور معافی کا طلب گار ہوا، اور اس نے مجمع میں مائک پر برجستہ
کہا "بارک پور سے یہ گاڑی یہاں کس طرح آئی، یہ مجھے معلوم نہیں۔ دو دن
تک ایک انچ آگے بڑھے بغیر رکی رہی"۔

رنگ رخ آفتاب کا کیا کہنا

مشہور عالم دین اور حضور مفتی اعظم کے خلیفہ علامہ شبیہ القادری بانی
دارالعلوم غوث الوری سیوان (بہار) بیان کرتے ہیں کہ غالباً ۱۹۵۱ء یا ۱۹۵۲ء
کی بات ہے کہ مہر چرخ ولایت حضور تاج الشریعہ اپنے آبائی مسکن محلہ خواجہ
قطب کے محور سے گزرتے ہوئے دارالعلوم منظر اسلام میں اردو کی پہلی کتاب
دست مبارک میں لیے ہوئے جلوہ بار ہوتے تھے۔ ان کے ساتھ ان کے ایک
بڑے بھائی تنویر رضا ہوتے۔ دونوں کی عمر میں ایک دو سال کا فرق تھا، غرض
دونوں آفتاب و ماہتاب کی طرح ہوتے اس کی مصداق حضرت سعدی کا یہ
شعر ہے۔

دو پاکیزہ پیکر جو حور و پری
چو خورشید و ماہ از سہ دگر بری

اور نہایت ہی سنجیدگی سے کتاب لے کر دفتر میں منشی جی کے پاس بیٹھ
جاتے، بعد میں سنا گیا کہ ان کے برادر بزرگ تنویر رضا صاحب مفقود الخبر ہو
گئے۔ اس زمانے میں یہ فقیر بھی میزان الصرف وغیرہ دارالعلوم منظر اسلام ہی
کی ابتدائی درس گاہ میں پڑھتا تھا۔ حضرت کے چہرے پر نظر پڑ جاتی

تو ایسا محسوس ہوتا کہ چہرہ عالم تاب سے نور ولایت چھن چھن کر ساری فضا کو نور بار کر رہا ہے۔

بالائے سرش زہوشمندی

می تافت ستارۂ بلندی

گویا تاج الشریعہ کی ذات صدر شک قمر اور رنگ رخ آفتاب ہے جہاں سے شعور آگہی کا چشمہ پھوٹتا ہے، جس کی ترجمانی حافظ شیرازی کا یہ شعر کررہا ہے۔

اے نو بہار مارخِ فرخندہ فال تو

مشروح گاں نامہ وخوبی جمال تو

میری زندگی کا نا قابل فراموش دن

مولانا محمد مبشر الاسلام نوری دار العلوم فیض العلوم جمشید پور (جھارکھنڈ) کہتے ہیں کہ:

ادھر سے کون گزرا تھا کہ اب تک

دیار کہکشاں میں روشنی ہے

بلاشبہ حضرت کی ذات اندھیری رات کے مسافروں کے لیے مشعل ہدایت اور منارہ نور کی حیثیت رکھتی ہے۔ان کا فضل وکمال دلکش اور نکھری ہوئی شخصیت ہی کچھ ایسی ہے کہ دیکھنے والا فوراً متاثر ہو جاتا ہے۔اور آپ کا گرویدہ ہو جاتا ہے، میری زندگی کا وہ تابناک اور نا قابل فراموش دن

تھا۔جب مرشد برحق کا پہلا دیدار ہوا تھا۔اور دیدہ ودل کو جلا بخش دیا تھا۔دل کی تاریکی ہمیشہ کے لئے چھٹ گئی۔راسخ الاعتقادی کی دولت لازوال مل گئی۔بدعقیدگی کا سایہ مٹ گیا۔جولائی ۱۹۸۵ء میری زندگی کا ٹرننگ پوائنٹ ثابت ہوا، جب مدینۃ العلماء گھوسی میں عرس امجدی کے پر بہار موقع پر میری نگاہوں نے حضرت کا نورانی چہرہ دیکھا تھا۔یہ اس وقت کی بات ہے جب میں طفل مکتب تھا۔عقل وشعور زیادہ نہیں تھا۔میں پہلے دیوبندی مکتب فکر کے مدرسے میں زیر تعلیم تھا،اور یوپی کے دیوبندی مدرسہ میں جانے کے لیے پر تول رہا تھا۔مگر والد مرحوم صحیح العقیدہ سنی تھے۔ان کی قطعی خواہش نہیں تھی کہ میں دیوبندی مدرسہ جاؤں۔اس لئے انہوں نے مجھے ایک رشتہ دار حضرت مولانا محمد شہید الرحمٰن رضوی مہتمم مدرسہ قادریہ نوریہ دمکا اور مولانا قاری محمد منظور احمد مصباحی صدر المدرسین مخدومیہ انوار العلوم اسہنا ضلع دیوگھر جو اس وقت فیض العلوم محمد آباد گوہنہ میں زیر تعلیم تھے،اور دیوبندیوں کے عقائد باطلہ کی نشاندہی کی تھی، سمجھا بجھا کر لے گئے،دل میں سوچتا تھا کہ کسی طرح ایک سال گزاروں گا اس کے بعد دیوبندی مدرسہ میں داخلہ لے لوں گا۔

اسی دوران عرس امجدی کی تقریب سعید آگئی تھی،اور ان دونوں کی معیت میں گھوسی چلا گیا۔میں نے دیکھا کہ لوگوں کا بڑا ہجوم ہے۔تکبیر و رسالت اور حضرت تاج الشریعہ کے فلک شگاف نعروں سے پوری فضا معمور ہوگئی۔اور ایک بزرگ،نورانی ہستی،عشاق اور دیوانوں کے درمیان خراماں

رواں دواں تھی۔ ان کی ایک جھلک پانے کے لئے کیا علماء، کیا طلبہ اور کیا عامۃ الناس سبھی ایک دوسرے پر ٹوٹ رہے تھے۔ سچ ہے:

جو دلوں کو فتح کرلے وہی فاتح زمانہ

عصر کا وقت ہو چکا تھا۔ محلّہ کریم الدین پور کی ایک مسجد میں حضرت نے عصر کی نماز پڑھائی اور بعد نماز وہیں جلوہ فرما رہے۔ میں نے بالکل قریب سے دیدار کا شرف حاصل کیا۔ آپ نے اسی جگہ لوگوں کو مرید کرنا شروع کر دیا۔ میرے کرم فرما نے مجھے سامنے بیٹھایا، اور کہا تم بھی مرید ہو جاؤ۔ اس وقت میں نہ مریدی سے واقف تھا اور نہ ہی پیری سے۔ اور نہ ہی اعلیٰ حضرت و مفتی اعظم ہند علیہما رحمۃ الرحمٰن کے نام سے میرے کان آشنا ہوئے تھے۔ براہ راست حضرت کے نورانی ہاتھ پر ہاتھ رکھا، اور بیعت کی سعادت سے بہرہ ور ہو گیا۔ حلقہ ارادت میں آنا تھا کہ زندگی کی کایا ہی پلٹ گئی۔ ذہن و دماغ کے دریچے کھل گئے اور سارے شکوک و شبہات کا ازخود ازالہ ہوتا چلا گیا۔ حضرت کے دیدار اور ایک نگاہ کرم نے جو ذرہ نوازی کرم فرمائی کی، اسے تاحین حیات فراموش نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ان کا دیا ہوا شجرہ جس میں دست مبارک سے حضرت نے اپنا دستخط فرمایا تھا، بعد نماز فجر پڑھنا روز مرہ کا معمول بن گیا تھا۔ پھر کیا تھا بد مذہبیت کے خندق میں جانے سے محفوظ و مامون ہو گیا۔ مجھے خیال آتا ہے کہ اسی موقع پر گریڈیہہ کے مولانا محمد انوار احمد رضوی کے سر پر اس بھیڑ میں مسجد کی چہار دیواری کی اینٹ گر گئی، جس کی وجہ سے خون جاری

ہو گیا اور چوٹ لگ گئی تھی۔ حضرت قریب آئے اور آپ نے سر پر دست شفقت رکھا کہ خون بند ہو گیا، اور ساری تکالیف یک لخت دور ہو گئی۔ اس اعتبار سے بھی وہ دن قابل یادگار ہے کہ جب میں نے رئیس التحریر قائد اہل سنت حضرت علامہ ارشد القادری، شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی، محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری، بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی جیسے اکابر علماء اور اساطین ملت کو زندگی میں پہلی بار دیکھا تھا۔

خانقاہ برکاتیہ کی تین کرامتیں

شرف ملت حضرت سید شاہ اشرف میاں برکاتی خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف اپنے ایک طویل مضمون میں تحریر فرماتے ہیں کہ ۱۹۹۶ء میں سردیوں کے دن تھے میں خانقاہ میں موجود تھا۔ اطلاع ملی کہ حضرت ازہری میاں صاحب آئے ہیں۔ میں نے باہر جا کر ملاقات کی۔ حضرت ازہری میاں جب حضور والد ماجد (احسن العلماء) قدس سرہ کی حیات میں تشریف لاتے تو پُر تکلف ناشتہ کا انتظام ہوتا۔ میں نے بھی انتظام کرنا چاہا لیکن حضرت ازہری میاں نے کہا کہ میں تکلف نہ کروں، ایک لفافہ میں نذرانہ دے کر فرمایا کہ یہ والدۂ ماجدہ کی خدمت میں پیش فرما دیں، اور فوراً رخصت ہو گئے۔ بمشکل چائے پی۔ جب وہ چلے گئے، تب مجھے خیال آیا کہ اس دن میری والدہ ماجدہ کی عدت کی مدت پوری ہونے کا دن تھا، قدیم خاندانوں میں رواج ہے کہ عدت کے خاتمہ پر قریبی اعزہ غم گساری کے لئے آتے ہیں، تبھی مجھے اس

بات کا اندازہ ہوا کہ آج حضرت ازہری میاں ناشتہ کے بغیر کیوں چلے گئے۔ در اصل وہ چاہتے تھے اس دن گھر کی خواتین ان کی وجہ سے کوئی تکلیف نہ کریں۔

حضور احسن العلماء قدس سرہ کے وصال پر بھی حضرت ازہری میاں صاحب کو بہت رنج ہوا تھا۔ حضور احسن العلماء کو وہ ایک گھنا درخت کی مانند سمجھتے تھے، جو کڑی دھوپ میں اپنا سایہ شفقت دراز کر دیتا ہے۔

تھا جو اپنے درد کی حکمی دوا ملتا نہیں
چارہ سازِ دردِ دل درد آشنا ملتا نہیں

ستمبر ۲۰۰۳ء میں ایک دن حضرت ازہری میاں صاحب کا فون آیا، فرمایا کہ حضور احسن العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان کی منقبت میں چند اشعار ہوئے ہیں، آپ نوٹ فرما کر اس سال کے "اہل سنت کی آواز" کے شمارے میں شائع کرا دیں۔ میں نے فون پر وہ اشعار نوٹ کیے اور "اہل سنت کی آواز" کے ۱۴۲۴ھ ۲۰۰۳ء کے شمارے میں شائع کر دیے۔

حضور احسن العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان کے غلام اور فقیر برکاتی کی حیثیت سے میری فہم مجھے یہ شعور دیتی ہے کہ میں دعا گو رہوں کہ خانوادۂ رضویہ میں حضرت ازہری میاں خصوصا اور دیگر اخلاف عموما اہل سنت و جماعت کی علمی قیادت کے اس منصب کو مضبوطی سے تھام لیں، جس کا علم ہمارے اعلیٰ حضرت اور ہمارے مفتی اعظم نے نہ صرف یہ کہ اٹھایا تھا بلکہ ہمیشہ

بلند رکھا تھا۔ ایک بار حضور احسن العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان سے کسی نے دریافت کیا کہ حضور آپ کی خانقاہ کے بزرگوں کی کون کون سے کرامات ہیں۔ جواب عطا کیا گیا کہ ہمارے خاندان میں اپنے بزرگوں کی کرامتوں کا زیادہ بیان نہیں کیا جاتا ہے، کیوں کہ ہمارے بزرگ ہمیں سبق دے گئے ہیں کہ دین پر استقامت کسی کرامت سے زیادہ بلند ہوتی ہے۔ وہ صاحب پھر جب بضدر ہے تو حضور احسن العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان، فرمایا سینے! "ماضی قریب میں میری خانقاہ کی دو کرامتیں ہیں۔ ایک احمد رضا اور دوسری مصطفےٰ رضا"۔ وہ صاحب یہ سن کر ششدر رہ گئے۔ جب مفتی شریف الحق امجدی رضوی برکاتی قدس سرہ یہ واقعہ سناتے تھے، تو آپ دیدہ ہو جاتے تھے۔

زندگی ایک بے حد پیچیدہ نظام کا نام ہے۔ دینی افکار، دنیا کی رفتار، روایت کی پاس داری، علم سے حاصل شدہ تصلب اور روحانیت سے کشید کردہ رواداری، اپنی جڑوں سے وابستگی اور اپنے شجر کی ایستادگی، یک در گیر و محکم گیر پر عمل درآمد، اور خود اپنے دریچوں کو وا رکھ کر تازہ ہوا کی آمد، اسلاف کی دانش سے فیض اٹھانا، اور اخلاف کی تربیت کرنا، احباب کی ہمہ جہت ترقی کے لیے ان میں جوش بھرنا اور خود ہر موقع پر باہوش رہنا جو بظاہر دور رہتے ہیں ان میں خلوص وللّٰہیت تلاش کرنا، اور جو ہمہ وقت قریب رہتے ہیں ان کے افعال کی نگرانی کرنا، جمعیت کو مربوط رکھنے کے لیے تصلب کو کام میں لانا، اور فتنوں سے دور رہنے اور فتنوں کو دور کرنے کے لیے ضروری لچک

پیدا کرنا۔ یہ ان گوناگوں امیدوں میں سے چند ہیں جنہیں میں حضرت کی
ذات سے وابستہ رکھتا ہوں، اور دعا گو رہتا ہوں کہ کاش ایسا ہو کہ ہماری خانقاہ
برکات کی اگلی پیڑھیاں اپنے زمانے کے پودے والے سے کہہ سکیں سنو ماضی
قریب میں ہماری خانقاہ کی تین کرامتیں ہیں۔ احمد رضا، مصطفےٰ رضا اور اختر رضا۔

بارش کے لئے دعا

مفتی عابد حسین رضوی صدر المدرسین مدرسہ فیض العلوم جمشید پور
بیان کرتے ہیں کہ آج سے تقریباً ۱۸؍سال قبل جب حضور تاج الشریعہ مدرسہ
فیض العلوم جمشید پور تشریف لائے تھے، اس موقع پر مجھ کو حضرت کی خدمت کا
موقع ملا تھا۔ غسل وغیرہ کرانے کی سعادت ملی تھی، قبل ازیں الجامعۃ الاشرفیہ
مبارکپور میں بھی زمانہ طالب علمی میں ان کے ہاتھ پاؤں دبانے کا شرف ملا
تھا۔ اس خدمت کے صلہ میں حضرت نے اپنے دست اقدس سے اپنا شجرہ بھی
عطا فرمایا تھا۔

اس موقع سے ایک صاحب حضرت کے پاس آئے اور عرض کیا کہ
حضور میری اہلیہ کو اسقاط حمل ہو جاتا ہے۔ حمل ٹھہرتا ہے لیکن چند دن یا چند ماہ
کے بعد گر جاتا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ سات سوئی لے کر آؤ، میں سات
سوئی لے کر حاضر ہوا۔ حضرت نے تعویذ بنا کر دیا۔ وہ تعویذ اتنا اثر انداز ہوا
کہ اسقاط کا مرض زائل ہو گیا، اور وہ صاحب اولاد ہو گئے۔

۲۲ جون ۲۰۰۸ء محب محترم جناب قاری عبد الجلیل صاحب شعبۂ

قرآت مدرسہ فیض العلوم جمشید پور نے فقیر سے فرمایا کہ پانچ سال قبل
حضرت ازہری میاں قبلہ دار العلوم حنیفہ ضیاء القرآن لکھنؤ کی دستار بندی کی
ایک کانفرنس میں خطاب کے لئے مدعو تھے۔ ان دنوں وہاں بارش نہیں ہو رہی
تھی۔ سخت قحط سالی کے ایام گزر رہے تھے، لوگوں نے حضرت سے عرض کی کہ
حضور بارش کے لئے دعا فرمادیں۔ حضرت نے نماز استسقا پڑھی اور دعائیں
کیں، ابھی دعا کر ہی رہے تھے کہ وہاں موسلا دھار بارش ہونے لگی اور
سارے لوگ بھیگ گئے۔

حافظ امتیاز نعمانی صاحب نے اپنی خوش بختی پر ناز کرتے ہوئے
اپنے جذبات کا انوکھے انداز میں اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ میں کلکتہ میں
کثیر ازدہام کی وجہ سے چادر پکڑ کر مرید ہوا تھا، کہ کاش حضور کی جی بھر کر
زیارت کر لیتا، اور مصافحہ کا موقع مل جاتا۔ کافی دنوں تک یہ مراد بر نہ آئی،
۳؍فروری ۲۰۰۳ء کو جب حضرت باری نگر ٹیلکو تشریف لائے تو جلسہ کی صبح
مدرسہ فیض العلوم میں بھی تشریف لائے، میں مدرسہ کے سامنے کھڑا تھا کہ
اتنے میں حضرت کی گاڑی آگئی۔ اس کے بعد کیا تھا میں نے خوب حضرت
سے مصافحہ کیا، ہاتھوں کو بوسہ دیا اور ہاتھ پکڑ کر حضرت علامہ علیہ الرحمہ کی
سابق رہائش گاہ میں لے گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت اپنے اس مرید کی دلی
کیفیات سے آگاہ ہو گئے، اس لئے اس مرتبہ اپنا موقع عنایت فرمایا کہ اس
وقت میری خوشی کی انتہا نہ رہی، اس وقت حضرت کا چہرہ اتنا وجیہ اور خوبصورت
تھا کہ بیان سے باہر ہے۔

داڑھی کے لئے ہدایت

مولانا منصور فریدی مدرسہ ماہی فیض الرضا بلاسپور (چھتیس گڑھ) بیان کرتے ہیں کہ مجھے آج بھی وہ دن یاد ہے جب میں جامعہ فیض العلوم جمشید پور میں زیر تعلیم تھا،آپ کی تشریف آوری ''گنبد خضریٰ کانفرنس'' گاندھی میدان میں شرکت کی غرض سے ہوئی تھی، اس وقت مسلمانان جمشید پور کی خوشی عید کی خوشی سے کم نہیں تھی، بھیڑ کے منظر سے ایسا معلوم ہوتا کہ رجال الغیب کی آمد آمد ہے۔ پورا شہر اس جانب دیوانہ وار دوڑ رہا تھا جس جانب سرکار تاج الشریعہ کی سواری چل رہی تھی، جب گاڑی دار العلوم غوثیہ نظامیہ ذاکر نگر کی طرف چلنے لگی تو میں بھی چل پڑا۔ حضرت قاری فضل حق عزیزی نے نماز مغرب پڑھانے کی اور دار العلوم کے معائنہ کی دعوت دی تھی، بعد نماز مغرب لوگوں نے حلقہ میں شامل ہونے کی خواہش کا اظہار کیا تو آپ اسی جگہ تشریف فرما ہو گئے، حلقہ ارادت میں شامل ہونے والوں میں ایک صاحب جن کا نام سلطان احمد تھا، جب قریب پہنچے تو حضور تاج الشریعہ نے اپنے ایک ہاتھ سے ان کا ہاتھ پکڑ لیا، اب کیا تھا تمام حاضرین کے چہرے پر ہوائیاں اڑی اڑی سی نظر آنے لگیں، کہ اب کیا ہوگا پتہ نہیں ان سے کیا غلطی ہوگئی، ابھی ہم تمام لوگ اسی کشمکش میں تھے کہ حضرت کا دوسرا ہاتھ سلطان صاحب کے چہرے اور داڑھی کی طرف اٹھا، اور نہایت مشفقانہ انداز میں محبت بھرے لہجے سے آپ نے فرمایا ''رخسار داڑھی کا بال

اتنا نہیں اتارا جاتا، یہ بھی داڑھی کے حکم میں ہے، اس کو آئندہ تراش خراش نہ کرنا'' میں حیرت میں تھا کہ آپ جاہ وجلال اور رعب کا یہ عالم کہ زمانہ آپ کے قریب آنے سے گھبراتا ہے، مگر شریعت کا حکم نافذ کرنے کے لیے آپ کا جمال اور آپ کی شفقت کا وہ منظر میں اپنی زندگی کے کسی بھی موڑ پر نہیں بھول سکتا۔

۱۹۹۵ء دار العلوم فیض الرضا بلاسپور کا رسم سنگ بنیاد کے لئے حضور تاج الشریعہ تشریف لائے، آپ کی تشریف آوری سے قبل حاسدین میں سے کسی نے راستے میں گٹی ڈال دی تا کہ اس راہ سے گاڑی نہ نکل پائے اور اس طرح ہم کامیاب ہو جائیں کہ دار العلوم کی بنیاد کے لئے تاج الشریعہ تشریف نہ لا سکیں، مگر جب عزم جواں ہوتا ہے اور بزرگوں کا فیضان جاری ہوتا ہے تو خالد و طارق سا جانباز بھی اللہ بھیج دیتا ہے، اور اس سے اپنے دین کا کام لے لیتا ہے، اس منظر کو دیکھ کر حضرت مولانا جہانگیر رضا نوری پریشان ہو جاتے ہیں مگر چونکہ آپ عزم وارادہ کے پختہ چٹان ٹھہرے اتنی جلدی ہمت کیسے ہارتے، آپ نے مکمل تدبر جہانگیری کو اپناتے ہوئے ایک مزدور سے بات کی، اس گٹی کو کتنی دیر میں ہٹا سکتے ہو، چونکہ گٹی کی تعداد بے شمار تھی یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ ایک دو گھنٹہ میں راستہ صاف کیا جا سکتا ہے، مگر اس مزدور نے صرف اتنا کہا کہ آپ کے حضرت کے آنے سے پہلے ہم راستہ صاف کر دیں گے، آپ ادھر کی فکر چھوڑ دیں اور اپنا کام کریں، اور اس بندے نے یہ طے کئے

بغیر کہ آپ کتنا دیں گے کام شروع کردیا، جب حضرت کی گاڑی پہنچی اس سے
قبل پورا راستہ صاف ہو چکا تھا، اور آپ دار العلوم فیض الرضا رسم سنگ بنیاد
کے لیے تشریف لے آئے، آپ کی گاڑی کے پیچھے پیچھے حاسدین جو بدنیتی
لیے ہوئے آگے بڑھ کر حضرت کو روکنا ہی چاہ رہے تھے کہ وہ آپ کے چہرۂ پر
انوار سے عیاں رعب وجلال کی تاب نہ لا سکے اور فوراً الٹے پاؤں لوٹ گئے،
اور اس طرح سے دار العلوم فیض الرضا کی بنیاد حضور تاج الشریعہ کے مقدس
ہاتھوں سے رکھی گئی۔

اسی سفر کا واقعہ ہے کہ محبّ مکرم حافظ وقاری محمد صادق حسین فرماتے
ہیں کہ حضور تاج الشریعہ کی خدمت کے لئے میں معمور تھا اور آپ الحاج غلام
سرور کے گھر آرام فرما تھے، میں حضرت کے سر میں تیل مالش کررہا تھا اور اپنے
مقدر پر ناز کررہا تھا کہ ایک ذرۂ ناچیز کو فلک کی قدمبوسی کا شرف حاصل ہو رہا
تھا، اچانک میری نگاہ حضور والا کی ہتھیلیوں پہ پڑی، میں ایک لحہ کے لیے
ٹھرا گیا آخر یہ کیا ہو رہا ہے میری نگاہیں کیا دیکھ رہی ہیں مجھے یقین نہیں ہو رہا
ہے، آپ تو گہری نیند میں ہیں پھر آپ کی انگلیاں حرکت میں کیسے ہیں؟ میں
نے مولانا عبد الوحید فتحپوری جو اس وقت موجود تھے اور دیگر افراد کو بھی اس
جانب متوجہ کیا، تمام کے تمام حیرت واستعجاب میں ڈوب گئے تھے، معاملہ یہ
ہے کہ آپ کی انگلیاں اس طرح حرکت کررہی تھیں گویا آپ تسبیح پڑھ رہے
ہوں، اور یہ منظر میں اس وقت تک دیکھتا رہا جب تک کہ آپ بیدار نہیں ہوگئے،

ان تمام تر کیفیات کو دیکھنے کے بعد دل پکار اٹھتا ہے کہ:

سوئے ہیں یہ بظاہر دل ان کا جاگتا ہے

۲۰۰۳ء میں عرس حضور مفتی اعظم کے موقع پر دہانو روڈ ممبئی میں
ایک سرائے کی بنیاد رکھی جانی تھی، جس میں حضور تاج الشریعہ، اور مولانا
شعیب رضا صاحب مدعو تھے، بحیثیت سامع میں بھی موجود تھا، اچانک دل
میں خیال آیا کہ کاش حضور تاج الشریعہ کے ساتھ ایک دسترخوان پر بیٹھنے کا
موقع مل جاتا تو قسمت سنور جاتی، اسی تصور میں غرق قیام گاہ کے دروازہ پر
کھڑا تھا میری طرح سیکڑوں مشتاقان دید قلب وجگر فرش راہ کئے ہوئے
تھے، اچانک دروازہ کھلا اور ایک صاحب نے آواز لگائی منصور فریدی کون ہیں
اندر آ جائیے، مجھے اس وقت اپنی سماعت پر یقین نہیں ہو رہا تھا کہ وہ تمہیں ہو
جسے آواز دی جارہی ہے، مگر دل کہہ رہا تھا کہ ہاں ہاں تمہیں ہو، اور پھر کیا تھا
فرط مسرت سے میری آنکھیں بھیگ چکی تھیں، آنسو پوچھتے ہوئے میں اندر
گیا، سلام ومصافحہ سے سرفراز ہوکر گھنٹوں حضرت کی خدمت میں لگا رہا، آج
بھی تصور کرتا ہوں تو اس کیف زا کیفیت سے قلب وروح کو ٹھنڈک کا احساس
ہوتا ہے، میری تمنا کیا پوری ہوئی میرے اعتقاد کی دنیا نے ایک ٹھوس اور مستحکم
قلعے کو گویا تسخیر کرلیا تھا، جہاں سے آج بھی تصور شیخ میری رہنمائی کرتا نظر آتا
ہے۔ یہ جتنی باتیں لکھی گئی ہیں حقائق پر مبنی ہیں، اس کے علاوہ بھی بے شمار
آپ کی کرامتیں اور تصرفات کا ذکر ملتا ہے۔

نغمہ و ترنم کا سماں

مشہور قلم کار و ادیب مولانا مفتی شمشاد حسین رضوی پرنسپل مدرسہ شمس العلوم بدایوں شریف بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن، ہم تمام طالب علم حضرت قاضی کے شمس الدین جونپوری کے درس میں موجود تھے، اور حضرت پڑھا رہے تھے کہ ایک بزرگ صفت انسان تشریف لائے۔ قاضی صاحب نے کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا۔ آنے والے کو اپنی مسند پر بٹھایا، اور خود مؤدب ہو کر بیٹھ گئے، اور طالب علموں کے ذہن و دماغ میں کیا تاثر ابھرا؟ اس کو میں نہیں بتا سکتا۔ البتہ میں نے یہ محسوس کیا۔ قاضی صاحب جیسی شخصیت۔ اللہ اللہ ان کی علمی شان و شوکت کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے ان کے سامنے طفل مکتب معلوم ہوتے تھے۔ ان کا علمی وقار مسلم تھا۔ لیکن آج کیا ہو گیا ہے کہ علمی جاہ و جلال اور فنی طمطراق نیاز مندی کے سانچے میں ڈھل گیا ہے۔ اپنے اساتذہ میں سے کسی سے میں نے دریافت کیا۔

حضرت یہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا۔

یہ حضرت ازہری میاں ہیں۔ اس وقت تک نام تو سنا تھا مگر دیکھا نہیں تھا، پھر حضرت ازہری میاں صاحب نے عربی زبان میں ایک منقبت پڑھی۔ غالباً یہ منقبت حضرت مجاہد ملت کی شان میں لکھی گئی تھی۔ پڑھنے کا لب و لہجہ اس قدر دلکش تھا۔ الفاظ کے زیر و بم میں ایسی موزونیت تھی کہ نغمہ و ترنم کا سماں چھا گیا۔ ہمارے تمام اساتذہ کرام اس منقبت سے متاثر ہوئے اور

بہت زیادہ متاثر ہوئے، یہیں سے حضرت تاج الشریعہ کی علمی لیاقت کا اور با کمال صلاحیت کا نقش میرے دل میں ابھرتا ہے۔

۱۹۷۹ء کی بات ہے، میں جماعت رابعہ کا طالب علم تھا، مدرسہ حمیدیہ رضویہ بنارس کے سالانہ امتحان کے لئے حضرت تاج الشریعہ صاحب تشریف لائے ہوئے تھے۔ مشکوۃ شریف کا آپ نے امتحان لیا۔ میں امتحان دینے والوں میں شریک تھا۔ لوگوں کا میرے بارے میں خیال تھا کہ ناچیز تمام طالب علموں میں با صلاحیت ہے۔ خیر یہ ان کا حسن ظن تھا۔

حضرت تاج الشریعہ نے فرمایا کہیں سے کوئی حدیث پڑھو، تمام ساتھیوں کا اشارہ پاتے ہی میں نے دو حدیث پڑھی، جس کا مطالعہ میں خاص طور پر کر کے آیا تھا۔ حدیث تو میں نے صحیح اعراب کے ساتھ پڑھ دی اور ترجمہ بھی کر دیا۔ اس کے بعد حضرت نے جو سوالات اس حدیث کے متعلق کئے۔ یہ یقین جانئے میں نے یہ محسوس کیا کہ میں ابھی تک علم و فن سے بے بہرہ ہوں۔ ان دو واقعات نے میرے ذہن و دماغ کو بہت متاثر کیا۔

عاشق رسول

ڈاکٹر حافظ شفیق اجمل رضوی ہندو یونیورسٹی بنارس کہتے ہیں کہ حضرت تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں اختر بریلوی ایک سچے عاشق رسول ہیں۔محبوب سے دوری انہیں قطعاً برداشت نہیں ہے۔ان کے کلام میں فرقت مدینہ کی صورت میں بیقراری کی کیفیت اور مدینہ کی حاضری کی تمنا خوب نظر آتی ہے۔چند اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

داغ فرقت طیبہ قلب مضمحل جاتا
کاش گنبد خضرا دیکھنے کو مل جاتا
فرقت مدینہ نے وہ دیئے مجھے صدمے
کوہ پر اگر پڑتے کوہ بھی تو ہل جاتا
دور اے دل رہیں مدینے سے
موت بہتر ہے ایسے جینے سے
فرقت طیبہ کی وحشت دل سے جائے خیر سے
میں مدینہ کو چلوں وہ دن پھر آئے خیر سے
شمیم زلف نبی لا صبا مدینے سے
مریض ہجر کو لاکر سونگھا مدینے سے
الٰہی! وہ مدینہ کیسی بستی ہے دکھا دینا
جہاں رحمت برستی ہے جہاں رحمت ہی رحمت ہے

ایک عاشق صادق کی یہ آرزو اور تمنا ہوتی ہے کہ اس کی روح جب نکلے تو محبوب کی جلوہ گری رہے محبوب کے قدموں میں گر کر اپنی جان نچھاور کرے۔موت برحق ہے، ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔مگر یہ موت اگر محبوب کے قدموں میں ہو تو پھر اس کا کیا کہنا۔حضرت اختر رضا بریلوی ایسی موت کو زندگی سے تعبیر کرتے ہیں اور عیش جاودانی بتاتے ہیں۔حضرت اختر کے یہاں موت کے اسی پاکیزہ تصور کی کارفرمائی جابجا دیکھنے کو ملتی ہے۔

ترے دامن کرم میں جسے نیند آ گئی ہے
جو فنا نہ ہوگی ایسی اسے زندگی ملی ہے

علمی و فقہی ادراک

نوجوان قلم کار و ادیب مولانا توفیق احسن برکاتی مدیر ماہنامہ سنی دعوت اسلامی بمبئی اپنے تاثرات بیان کرتے ہیں کہ نہ صرف ایک بلند پایہ شاعر بلکہ فقہ و افتا کے عظیم شہ سوار، امت مسلمہ کے سچے قائد، اور پیر طریقت کی حیثیت سے متعارف ہیں، آپ کی ہمہ جہت ذات واقعی ایک جہان سمیٹے ہوئے ہے، درس و تدریس میں بھی آپ کی علمی و فقہی لیاقتوں کا انوکھا انداز شاگردوں کی زبانی معلوم ہوا، تصنیف و تالیف، ترجمہ و تحشیہ میں بھی آپ کے زرنگار قلم نے خوب جولانیاں دکھائیں، ہزارہا فتاویٰ تحریر فرمائے، تقریباً تیس سے زائد کتابیں لکھیں، بے شمار تحقیقی مقالات و مضامین تحریر فرمائے، کتابوں پر مقدمات لکھے، تقریظیں لکھیں، حواشی تحریر کیے۔ابھی حال ہی میں مجلس

برکات الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ (یوپی) سے آپ کا لکھا ہوا حاشیہ
بخاری شائع ہوا جو واقعی عربی زبان و ادب میں آپ کی مہارت، علمیت
وفقاہت، اور فن حدیث میں کمال کا پتہ دیتا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا
قدس سرہ کی کتاب ''المعتمد المستند'' کا سلیس اردو زبان میں ترجمہ کیا جو در
حقیقت ترجمہ نگاری کا ایک انوکھا باب ہے، اور روح بلاغت کی کما حقہ ترجمانی
کا لازوال گنجینۂ معروف ہے۔ یہ ترجمہ آپ کے قلم سے وجود میں آیا، جس کی
ادبیت کا اندازہ مطالعہ کے بعد ہی لگایا جا سکتا ہے۔ یہ درحقیقت آپ کی ادبی
خدمات اور علمی گہرائی و گیرائی کا آئینہ دار ہے، اسی نوع کا ایک اور شاہ
کار ''الزلال الانقیٰ من بحر سبقۃ الاتقی'' (از امام احمد رضا قادری) کا
اردو ترجمہ ہے۔ بلاشبہ یہ سب فضل ہے اللہ عزوجل کا، کرم ہے رسول اعظم صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا، اور فیضان ہے اعلیٰ حضرت مجدد اعظم اور مفتی اعظم علیہما
الرحمہ کا، جو عالم اسلام کے روبرو آفتاب کی شکل میں جگمگا رہا ہے۔ دلوں کو
صوفشاں، اذہان کو درخشاں اور افکار و خیالات کو انوار علم و معرفت سے گل
بداماں کر رہا ہے، اور ساری خلقت اس کے فیضان سے مالا مال ہو رہی ہے۔

شریعت کی پاسداری

مشہور خطیب مولانا عبد المصطفیٰ حشمتی صدیقی مہتمم دار العلوم مخدومیہ
رودولی شریف ضلع بارہ بنکی نے امسال عرس نوری منعقدہ ۱۳ محرم الحرام
۱۴۳۷ھ کو ازہری مہمان خانہ میں تحریر میں بیان فرمایا کہ دبئی میں ایک عبد
الرزاق نامی شخص جو سونے کا بہت بڑا تاجر ہے، سینکڑوں لوگ اس کے یہاں

کام کرتے ہیں، بلاشبہ وہ تاجر کھرب پتی ہے، وہ تاج الشریعہ کے مریدوں
میں سے ہے، دبئی کے قیام کے دوران وہ تاج الشریعہ سے ملنے آیا، کسی شخص
نے تاج الشریعہ سے یہ بتا دیا کہ ان کے یہاں تراویح کی امامت کوئی
دیوبندی یا وہابی کرتا ہے۔ اتنا سننا تھا کہ تاج الشریعہ کے جلال کا عالم نہ
پوچھئے، اس شخص سے مصافحہ نہیں کیا اور بہت سخت سست کہا، اخیر کار اس نے
معذرت کی اور توبہ کیا اور عذر پیش کیا کہ ہمیں اس بات کا علم نہیں ہے کہ ہماری
کمپنی میں سیکڑوں لوگ کام کرتے ہیں، اس لیے ہمیں اس کا علم نہیں ہو سکا کہ
کون امامت کرتا ہے، بہر حال آئندہ ایسا نہیں ہوگا، جب سب کے سامنے
اس نے توبہ استغفار کیا پھر تاج الشریعہ نے اسے نرمی سے سمجھایا، اور عقائد
وہابیہ بتایا، اور مسائل شریعہ اس کے سامنے پیش کیا، وہ شخص سر تا پیر سراپا عجز و
انکساری کا مجسمہ بنا رہا، موقع پا کر اس نے عرض کیا حضور غریب خانے پر
تشریف لے چلیں تو حضرت نے صاف لفظوں میں فرمایا کہ اس بار تو میں نہیں
جا سکتا اگر تم توبہ پہ قائم رہے تو آئندہ سفر میں چلوں گا۔ حالانکہ اس سے پہلے
کئی بار اس کے گھر جا چکے تھے۔ اس مشاہدہ کو پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ
تاج الشریعہ حقیقی معنوں میں اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام اور حضور مفتی اعظم ہند
کے علم و عمل اور فضل و کمال کے سچے وارث و امین ہیں، اور موجودہ وقت میں
ان کی شخصیت آفتاب و ماہتاب کی طرح ہے، جس سے سارا زمانہ فیض پاتا
ہے۔ سوا ان کے جو آنکھ رکھ کر بھی حسد میں بند کیے رہتے ہیں۔

دبئی میں گولڈ مارکیٹ کے قریب الفتیم الراس میں سنیوں کی

مرکزی مسجد جس میں پاکستان کے قاری غلام رسول صاحب امام تھے۔ جمعہ کا
دن تھا باوجود یہ کہ وہاں مائک پہ نماز ہوتی تھی، بڑی مسجد تھی، بھیڑ بھاڑ نمازیوں
کی اتنی ہوتی تھی کہ مائک کے بغیر آواز پہنچنا مشکل تھا، ان تمام باتوں کے
باوجود نہ یہ کہ لوگ کیا کہیں گے اور کیا ہوگا، جمعہ کی امامت فرمائی بغیر مائک
کے، نہ کوئی چوں چرا، نہ کوئی ہنگامہ، حالانکہ لوگوں کو سوال کرنے کا پورا پورا حق
تھا، کہ جب ہر جمعہ کو مائک پہ نماز ہوتی ہے تو آج بغیر مائک کے کیوں؟

یہ سب کچھ فضل خداوندی اور اطاعت شرع کا ثمرہ ہے اور نتیجہ ہے،
عوام بھی انہیں علماء کو مطعون کرتی ہے جو شریعت کو مذاق بنائے ہوئے ہیں،
اگر کوئی پابند شریعت ہو تو قوم ضرور اس سے محبت بھی کرتی ہے اور احترام بھی۔

رودھ لی شریف میں ۲۴؍ جمادی الآخرۃ ۱۴۰۰ھ میں سنی کانفرنس کے
نام سے کچھ لوگوں نے ایک جلسہ کیا، اور رئیس اڑیسہ حضور مجاہد ملت مولانا شاہ
حبیب الرحمٰن صاحب اڑیسوی (م ۱۴۰۱ھ) اور تاج الشریعہ، کو مدعو کیا۔ جلسہ
والوں کی بے توجہی اور افراتفری دیکھ کر میں نے ان دونوں بزرگوں سے
گزارش کی کہ ہمارے یہاں تشریف لے چلیں۔ ان حضرات کی کرم فرمائی
کہ دعوت قبول فرمائی، لیکن اس وقت مدرسہ کی عمارت مختصر اور انتظامات بھی
معقول نہ تھے۔ اس لئے مدرسہ سے متصل محمد عمر قریشی صاحب کے مکان میں
دونوں بزرگوں کے قیام کا انتظام ہوا، صاحب خانہ کا کاروبار کلکتہ میں چلتا تھا،
وہ وہیں حضور مجاہد ملت کے دامن سے وابستہ ہو گئے تھے، صاحب خانہ کے
صاحبزادے جاوید عمر صاحب نے کہا کہ میری والدہ بھی حضور مجاہد ملت سے

مرید ہونا چاہتی ہے، آپ حضرت سے گزارش کر دیں کہ قبول فرمالیں، میں
نے حضور مجاہد ملت سے عرض کیا، حضرت نے فرمایا ”میاں! سرکار اعلیٰ حضرت
کے شہزادے حضرت ازہری میاں کی موجودگی میں ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ میں
مرید کروں، انہیں سے مرید کروایئے“ چونکہ صاحب خانہ پہلے سے حضور مجاہد
ملت کے دامن کرم سے وابستہ ہو چکے تھے، اس لئے اہلیہ بھی بضد رہیں کہ
مجھے بھی حضرت کی کنیزوں میں داخل کرایئے۔ باصرار میں حضرت کو راضی تو
کر لیا مگر گھر کے اندر جانے کا جو راستہ تھا وہ حضور تاج الشریعہ کی قیام گاہ سے
ہو کر گزرتا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ میں حضرت ازہری میاں صاحب کے
سامنے سے ہو کر کیسے گزر سکتا ہوں، اخیر کار عقبی دروازے سے حضرت اندر
تشریف لے گئے اور فرماتے تھے کہ ”کوئی تیز آواز میں نہ بولے کہ حضرت
ازہری میاں تشریف فرما ہیں، آہستہ بولو، شہزادے قیام فرما ہیں“۔

اللہ اکبر میں دیکھ کر دنگ رہ گیا، کہاں ایک اسی سال کی عظیم المرتبت
شخصیت جن کا عالمانہ وقار اور مجاہدانہ شان کا زمانہ خطبہ پڑھتا ہو، ایک تیس
پینتیس سال کے شہزادے کا کتنا احترام اور ادب فرما رہے ہیں۔

قدموں پر چار پائی

مشہور تذکرہ نگار مولانا غلام جابر شمسی مصباحی پورنوی بیان کرتے
ہیں کہ ایک دفعہ برسات میں تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں ازہری بائسی
تشریف لائے، میرے گاؤں کے حضرت مولانا عبدالحئ نوری، جو میرے
قریبی رشتہ دار ہیں، ہری پور جانے کے لیے تیار کر لیے، بائسی سے فقیر کو ٹوٹی

چوک تک تو ماروتی سے لائے، اب وہاں سے ہری پور جو چند قدم پر ہے کیسے لے جائیں، بیچ میں نالے پانی سے پر تھے، کرایہ کی جو کشتیاں چلتی تھیں، وہ غائب تھیں، کش مکش کے عالم میں مولانا نوری نے چار پائی منگائی، حضرت تاج الشریعہ کو بٹھایا، چار علما یا علما نما لوگوں نے کاندھوں پر اٹھایا، نالے کا پانی عبور کر کے بیٹھک تک لائے۔ حضور جو اندر سے جمال، باہر سے جلال میں بھرے ہوئے تھے ہچکولے، ہلکورے کھاتے ہوئے فرمایا: "یا اللہ! لوگ مرنے کے بعد چار کے کندھوں سے اٹھائی ہوئی کھاٹ پر سوار ہوتے ہیں، آپ لوگوں نے مجھے جیتے جی ہی سوار کر دیا"۔ یہ سن کر لوگ قہقہہ میں ڈوب گئے۔ لوگ آتے گئے، سنتے گئے، قہقہے بلند ہوتے گئے، یہاں تک کہ یہ بات تمام اطراف میں پھیل گئی، جو سنتا، ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو جاتا۔ آج بھی لوگ یاد کرتے ہیں، تو زیر لب مسکرا دیتے ہیں۔

تصنیفات کی بہارت میں دھوم

مردِ دانا، مردِ عاقل مردِ حق آگاہ ہیں
یہ شہاب الدین رضوی عالم ذی جاہ ہیں
چمکے کیوں نہ اہل سنت کے دلوں کی انجمن
یہ صحافت کے فلک ضوفشاں اک ماہ ہیں

زندگی میں ان کی آئی ہیں بہت تبدیلیاں
آ گئیں ان کی سمجھ میں دنیا کی مکاریاں
ان کے دم سے دیکھئے شہر بریلی میں علی
فکروفن کے گلستاں میں ہر طرف شادابیاں

ان کی تصنیفات کی بھارت میں ہر سو دھوم ہے
ان کی تحریروں کی جلوہ پاشیاں ہر سمت میں
علم و فن کے گلستاں میں چشم دل سے دیکھئے
ان کی تخلیقات کی برنائیاں ہر سمت ہیں

خدمت دین شہِ کونین میں مصروف ہیں
زندگی ہے وقف ان کی کار ملت کے لئے
یہ فدائے مسلک احمد رضا ہیں دوستو
لکھ رہے ہیں ہر گھڑی یہ اہل سنت کے لئے
ان کے کاموں سے رہتے ہیں شاد ماں اہل سنن

اہل سنت کے لئے کرتے ہیں ہر لمحہ یہ کام
راہ حق پر دائما چلتے رہیں تا زندگی
اہل حق کرتے ہیں دل سے یہ دعائیں صبح وشام

بختِ روشن پیر کریں یہ ناز جتنا کم تو ہے
ان کی قسمت کا ستارہ ان دنوں ہے اوج پر
دیکھئے دیتے ہیں کیا سن کر میرے اشعار کو
پر مسرت دل ہے، ان کا ہے طبیعت موج پر

بہتری کی ہم دعائیں کرتے ہیں صبح ومسا
آپ کو رکھے جہاں میں شادماں ہر دم خدا
سنیت کی سربلندی کے لیے ہیں مستعد
آپ کو حاصل ہے فیض حضرت اختر رضا

حسن اخلاق وعمل سے شاد ہیں اہل وطن
آپ کے سر ہے یقیناً سایۂ شاہ زمن
دین برحق کی ہمیشہ بے غرض خدمات سے
اہل دل کے دل کی محفل میں ہیں یوں جلوہ فگن

یہ علی باوفا بھی آپ کے ہمراہ ہے
عالمان دین حق بھی تو بے شک ساتھ ہیں
آپ کے دل میں ہے الفت اولیائے پاک کی
بالیقین افضال یزداں آپ کے بھی ہاتھ ہیں

نتیجۂ فکر: مشہور نقیب وشاعر حضرت علامہ مولانا علی احمد سیوانی، علی گڑھ

السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکارتہ
تمام قارئین سے گزارش ہے کہ آپ ہمیں اپنی دعاء میں رکھیں اور ہمارے لئے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے علم وعمل میں برکتیں عطا فرمائے اور ہر طرح کی تکلیف سے نجات دے آمین یارب العالمین

الحقیر محمد مشفق رضا نوری رضوی

تعارف اسلامک ریسرچ سینٹر بریلی شریف

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر اکابرین اہلسنت کے افکار ونظریات اور تعلیمات کی نشر واشاعت کے جامع منصوبہ پر عمل پیرا ہو کر اسلامک ریسرچ سنٹر درجنوں کتابیں شائع کر چکا ہے۔ ہمارا تصنیفی واشاعتی مقصد کے ساتھ ہی ساتھ مدارس کے اساتذہ وطلبہ کو مصنف، مضمون نگار، ترجمہ نگار اور قلم کار بنانے کی بھی کوشش ہے۔ بین الاقوامی تقاضوں کے تحت مختلف زبانوں میں اپنی آواز ہر ایک ایک فرد تک پہنچانے کی مخلصانہ جد وجہد کی جا رہی ہے۔ جدید طرز نگارش اور مثبت فکری علمی وتحقیقی انداز سے سیرت وتاریخ دعوت وتبلیغ اور رضویات ونوریات کے موضوعات پر کتابیں تصنیف کی جا رہی ہیں۔ اور خوبصورت انداز میں شائع کر کے عالم اسلام کے سامنے منظر عام پر لایا جا رہا ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ بریلی شریف میں تصنیف وتالیف، ترجمہ وتخریج اور تنظیم وتحریک کا ایک مضبوط ومؤثر ادارہ ثابت ہو۔ ہم نے اس سمت بہتر پیش رفت کی ہے۔ ہماری کتابوں کا ضرور مطالعہ کریں، اور اپنے تاثرات سے نوازیں۔

Distributed by

ALL INDIA TANZEEM ULMAYE ISLAM

H.Block,House number 123 New Seelampur New Delhi 110053

Rs 100/-

تعارف اسلامک ریسرچ سینٹر بریلی شریف

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر اکابرین اہلسنت کے افکار ونظریات اور تعلیمات کی نشر واشاعت کے جامع منصوبہ پر عمل پیرا ہو کر اسلامک ریسرچ سینٹر درجنوں کتابیں شائع کر چکا ہے۔ ہمارا تصنیفی واشاعتی مقصد کے ساتھ ہی ساتھ مدارس کے اساتذہ وطلبہ کو مصنف مضمون نگار/ترجمہ نگار اور قلم کا شاہ کار بنانے کی بھی کوشش ہے۔ بین الاقوامی تقاضوں کے تحت مختلف زبانوں میں اپنی آواز پر ایک ایک فرد تک پہنچانے کی مخلصانہ جدو جہد کی جا رہی ہے۔ جدید طرز نگارش اور مثبت فکری علمی وتحقیقی انداز سے سیرت وتاریخ دعوت وتبلیغ اور رضویات ونوریات کے موضوعات پر کتابیں تصنیف کی جا رہی ہیں۔ اور خوبصورت انداز میں شائع کر کے عالم اسلام کے سامنے منظر عام پر لایا جا رہا ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ بریلی شریف میں تصنیف وتالیف، ترجمہ وتخریج اور تنظیم وتحریک کا ایک مضبوط وموثر ادارہ ثابت ہو۔ ہم نے اس سمت بہتر پیش رفت کی ہے۔ ہماری کتابوں کا ضرور مطالعہ کریں، اور اپنے تاثرات سے نوازیں۔

Distributed by

ALL INDIA TANZEEM ULMAYE ISLAM

H.Block, House number 123 New Seelampur New Delhi 110053

Rs 100/-